۱۰

جنگ حنین کے چند واقعات

۱۰

جنگ حنین کے چند واقعات

10.1 عالم وقت نضیر بن حارث عبدریؓ کو حضور ﷺ کی دعوت اسلام اور ان کا قبول کرنا

حضرت نضیر ایک بڑے عالم تھے اور کہا کرتے تھے کہ الحمد اللہ جس نے ہمیں اسلام کی دولت سے نوازا اور محمد ﷺ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا اور ہم اس دین پر نہیں مرے جس پر ہمارے آباؤ اجداد مرے۔ میں نے قریش کے ساتھ ہر جگہ آپ کے خلاف جدوجہد کی اور جنگیں کیں یہاں تک کہ مکہ فتح ہو گیا اور ہم آپ کے ساتھ حنین کی جنگ میں شامل ہوئے ہمارا ارادہ تھا کہ اگر حضور ﷺ کو شکست ہوئی تو ہم آپ کے خلاف آپ کے دشمنوں کی مدد کریں گے۔ لیکن یہ نہ ہوا۔ چنانچہ جب اب جعرانہ پہنچے تو اس وقت تک میں اپنے اسی ارادہ پر تھا کہ اچانک حضور ﷺ سے میری ملاقات ہو گئی۔ آپؐ بڑے خوش تھے آپؐ نے فرمایا نضیر! تم نے حنین کے دن جو کچھ سوچا تھا۔ یہ اس سے بہتر ہے۔ میں آپؐ کے فوراً قریب ہوا آپؐ نے فرمایا اب تمہارے لئے وقت آ گیا ہے کہ تم اپنے دین کے بارے میں غور کرو۔ میں نے کہا کہ میں اس بارے میں پہلے سے سوچ رہا ہوں۔ آپؐ نے دعا کی ''اے اللہ اس کو ثابت قدمی میں ترقی نصیب فرما اس دعا کا یہ نتیجہ نکلا کہ میں نے کہا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ دین پر پختگی میں میرا دل چٹان کی طرح مضبوط ہو گیا ہے پھر میں واپس اپنے گھر (یا خیمہ) لوٹا تو بنو دئل کا ایک شخص آیا اور کہنے لگا کہ حضور ﷺ نے تمہیں سو اونٹ دینے کا حکم کیا ہے مجھے ان میں سے کچھ اونٹ دیدو چونکہ میں مقروض ہوں۔

پہلے تو میں نے سوچا یہ اونٹ نہ لوں چونکہ حضور ﷺ نے میرے تالیف قلب کے لئے دیا ہے اور اپنے

اسلام کی اجرت میں نہیں چاہتا۔ لیکن بعد میں خیال ہوا کہ نہ تو ان اونٹوں کی میرے دل میں طلب ہے اور نہ ہی میں نے مانگے ہیں حضور ﷺ نے خود ہی عنایت فرمائے ہیں اس لئے میں نے وہ اونٹ لے لئے اور سائل کو دس اونٹ دے دیئے۔

اللہ پاک کی حضرت نضیرؓ پر لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔ آمین

10.2 حضرت عروہ بن مسعودؓ ثقفی۔ سردار بنو ثقیف کا اسلام لانا اور اپنی قوم کے ہاتھوں ان کی شہادت

حضور ﷺ طائف سے واپس ہوئے تو بنی ثقیف میں سے حضرت عروہ بن مسعودؓ آپؐ کے پیچھے پیچھے گھر آ گئے اور حضور ﷺ کے مدینہ پہنچنے سے پہلے آپؐ کی خدمت میں حاضری دی اور مسلمان ہو گئے اور آپؐ سے اپنی قوم یعنی طائف کے بنو ثقیف کو اسلام کی دعوت دینے کی اجازت مانگی۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ تمہیں قتل کر دیں گے کہ آپؐ کو بنو ثقیف کے تکبر اور ضد کا خوب علم تھا۔ عروہؓ نے کہا کہ بنو ثقیف مجھ سے اپنی دوشیزاؤں سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور واقعی ان میں محبوب تھے اور ان کی بات مانی جاتی تھی۔ چنانچہ وہ واپس ہوئے اور اپنے بالا خانے پر چڑھ کر ساری قوم کے سامنے اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کیا اور انہیں اسلام کی دعوت دی بنو ثقیف نے ہر طرف سے تیر برسانے شروع کئے اور ایک تیر ایسا لگا کہ آپ شہید ہو گئے۔ زخمی حالت میں ان سے پوچھا گیا کہ آپ اپنے خون کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ یہ ایک اعزاز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مجھے عطا کیا اور شہادت کا درجہ عطا فرمایا ہے۔ اور میرا بھی وہی درجہ ہے جو ان شہید صحابہؓ کا ہے جو حضور ﷺ کی واپسی سے پہلے یہاں شہید ہوئے ہیں۔ لہذا مجھے بھی ان کے ساتھ دفن کرنا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ان صحابہؓ کے ساتھ ان کو دفن کیا۔

آپؐ نے عروہؓ کے بارے میں فرمایا کہ ان کی قوم نے ان کے ساتھ وہی معاملہ فرمایا جو اس شخص (حبیب نجار) کے ساتھ انکی قوم نے کیا تھا جس کا ذکر سورۃ یٰسین میں آیا ہے۔

10.3 بنو ثقیف اور انکے سردار عبد یالیلؓ کی مدینہ منورہ میں آمد اور مشروط قبول اسلام

حضرت عروہؓ کی شہادت کے بعد بنو ثقیف اس نتیجہ پر پہنچے کہ حضور ﷺ کے ہاتھ پر ارد گرد کے

عربوں نے بیعت کر لی ہے اور اب ان میں لڑنے کی طاقت نہیں رہی۔ اس لئے اپنا ایک نمائندہ جماعت بھیجی جائے جو حضور ﷺ سے معاملات طے کرے۔

چنانچہ عبد یالیل کے ساتھ بنی احلات کے دو اور بنی مالک کے تین اشخاص کا وفد مدینہ منورہ روانہ کیا گیا (عبد یالیل ان تین سرداروں میں سے ایک ہے جنہوں نے سفر طائف میں حضور ﷺ کے ساتھ گستاخی کی تھی اور لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگایا تھا) یہ وفد مدینہ منورہ کے قریب ایک چشمہ پر ٹھہرا۔ جہاں ان کی مغیرہ بن شعبہؓ سے ملاقات ہوئی۔ جو حضور ﷺ کی سواریوں کو چرا رہے تھے۔ حضور ﷺ کو اس وفد کے آنے کی اطلاع و خوش خبری دینے جا رہے تھے کہ راستہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ملاقات ہوئی اور انہیں ان کے آنے کی اطلاع دی۔ ابوبکر صدیقؓ نے ان سے کہا کہ ان کی آمد کی اطلاع حضور ﷺ کو میں دینا چاہتا ہوں چنانچہ حضرت ابوبکرؓ نے حضور ﷺ کو ان کی آمد کی خبر دی ادھر حضرت مغیرہؓ واپس لوٹے اور وفد کو اپنے ساتھ مدینہ منورہ لے کر آئے اور راستے میں ان کو آداب حاضری سکھاتے رہے۔ لیکن وفد نے حضور ﷺ کو اپنے طریقہ سے سلام کیا۔ حضور ﷺ نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ لگوا دیا۔ اور حضرت خالد بن سعید حضور ﷺ اور ان کے درمیان میں واسطہ اور میزبان کا کام انجام دیتے رہے۔ ان کا حال یہ تھا کہ حضور ﷺ کے گھر سے خالدؓ کھانا لاتے تو یہ لوگ پہلے انہیں کھلاتے اور جب تک یہ نہ کھالیتے کھانے کو ہاتھ نہ لگاتے۔ حضرت خالدؓ نے حضور ﷺ کی طرف سے ان کیلئے خط لکھا۔

ان لوگوں کی طرف سے جو شرط لکھنا چاہتے تھے وہ یہ تھی کہ اس قبیلہ کے بت لات کو تین سال کی مہلت دی جائے۔ جو انکار کر دی گئی پھر وہ کہنے لگے کہ کم از کم ایک ماہ کی مہلت دے دی جائے اور وہ اس لئے کہ قبیلہ کے نادان لوگوں کو آہستہ آہستہ مانوس کر سکیں گے۔ حضور ﷺ نے یہ بھی انکار فرما دیا۔ انہوں نے کہا کہ چلئے ہم یہ بت خود نہیں گرائیں گے اور دوسرے یہ کہ نماز نہیں پڑھیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا چلئے بت ہمارے آدمی جا کر گرا دیں گے لیکن نماز کی معافی نہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے انکے ساتھ حضرت ابوسفیان بن حرب اور مغیرہؓ بن شعبہ کو بھیجا کہ یہ بت گرا آئیں۔ نماز پڑھنے پر راضی ہو گئے لیکن بہت ہی کراہت کے ساتھ دوسری اور شرطیں جو یہ چاہتے تھے کہ جہاد میں جانے کے لئے نہیں کہا جائیگا۔ اور پیداوار کا عشر نہیں لیا جائیگا اور کسی اور قبیلہ کا آدمی ان پر سردار نہیں بنایا جائیگا۔ حضور ﷺ نے یہ شرائط منظور کر لیں۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا جب یہ لوگ مسلمان ہو جائیں گے تو خود ہی زکاۃ دینے لگیں گے اور جہاد بھی کریں گے۔

10.4 انصارؓ کی شکایات اور حضور اکرم ﷺ کا جواب دینا

حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

حنین کے دن حضور ﷺ کے ساتھ دس ہزار صحابہؓ اور مکہ کے وہ لوگ تھے۔ جنہیں معاف کر دیا گیا تھا۔ جنہیں طلقاء کہتے ہیں یعنی آزاد کردہ لوگ۔ دشمن میں ہوازن اور غطفان اور اور دوسرے قبائل تھے۔ جو آج کے دن اپنے اہل وعیال بلکہ جانوروں تک کو لائے تھے کہ آج میدان سے بھاگنا نہیں ہے اور ہر حال میں جمے رہنا ہے۔ جب لڑائی شروع ہوئی تو طلقاء میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ گئے اور حضور ﷺ اکیلے رہ گئے (دشمن کی طرف بڑھتے ہوئے آپ اکیلے رہ گئے تھے) آپؐ نے آواز لگائی داہنے طرف متوجہ ہو کر تو انصار نے لبیک یا رسول اللہ! آپؐ خوش رہیں ہم آپؐ کے ساتھ ہیں اسی طرح بائیں جانب بھی انصار نے یہ جواب دیا۔ آپ ﷺ سفید خچر پر سوار تھے۔ آپ نے اتر کر کہا کہ میں اللہ کا بندہ ہوں میں اللہ کا رسول ہوں پھر مسلمان اس آواز پر حضور ﷺ کے گرد جمع ہو گئے اور ایک زوردار حملہ کیا اور مسلمانوں کو فتح حاصل ہوئی۔ اور کثیر مال غنیمت ملا۔ آپؐ نے یہ مال غنیمت زیادہ تر تالیف قلب کے لئے لوگوں میں بانٹ دیا۔

مہاجرین اور طلقاء کو دیا۔ اور بقول ابوسعید خدریؓ انصار کو کچھ نہ ملا۔ انصارؓ نے یہ بات محسوس کی تو انصارؓ کے بعض افراد کی زبان سے نکل گیا کہ واللہ! حضور ﷺ تو اپنی قوم سے جا ملے۔ اور یہ بھی روایت میں آیا ہے کہ کچھ نوجوانوں نے یہ کہا کہ جب مشکل وقت آتا ہے تو ہمیں بلایا جاتا ہے اور جب مال غنیمت تقسیم کرنے کا وقت آتا ہے تو وہ دوسروں کو دے دیا جاتا ہے۔

حضرت سعد بن عبادہؓ نے حضور ﷺ کی خدمت میں جا کر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! قبیلہ انصار اپنے جی میں آپ کے بارے میں کچھ محسوس کر رہے ہیں آپؐ نے فرمایا کیوں! انہوں نے اوپر والی بات دہرا دی اور آپؐ نے فرمایا سعد تمہارا اس بارے میں کیا خیال ہے؟ انہوں نے کہا میں بھی اپنی قوم کا ایک شخص ہوں۔ فرمایا اپنی قوم کو میرے لئے اس احاطہ میں جمع کرو جب جمع ہو جائیں تو مجھے خبر کرنا۔ تمام انصار جمع ہوئے کچھ مہاجرین کو بھی حضرت سعدؓ نے اجازت دی لیکن کچھ اور آئے تو انہیں روک دیا۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور وعظ کرنے کے لئے کھڑے ہوئے۔ حمد وثنا بیان کے بعد کہا

''اے انصار یہ بات نہیں کہ جب تمہارے پاس میں آیا تو تم سب گمراہ تھے پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہدایت عطا فرمائی تم سب فقیر تھے اللہ نے غنی کر دیا تم آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت پیدا کر دی؟ انصار نے کہا جی بالکل ایسا ہی ہوا۔ آپؐ نے فرمایا اے جماعت انصار! تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا کہیں اور ہم کیا جواب دیں! سارا احسان تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا ہے۔ آپؐ نے فرمایا واللہ! اگر تم چاہو تو یہ کہہ سکتے ہو اور اس کہنے میں تم سچے ہو گے کہ ہمارے پاس تشریف لائے تو آپ کو لوگوں نے اپنے ہاں سے نکالا ہوا تھا۔ ہم نے آپؐ کو ٹھکانہ دیا اور آپؐ فقیر تھے ہم نے آپ سے مالی مدد کی اور آپ خوفزدہ تھے۔ آپ کو امن دیا آپؐ بے یار و مددگار تھے ہم نے آپؐ کی نصرت کی''۔ اس پر انصار نے کہا کہ یہ سارا احسان اللہ اور اس کے رسول کا ہے پھر آپؐ نے کہا ''تم گھاس پھوس کی طرح جلد ختم ہو جانے والی دنیا کی وجہ سے اپنے دلوں میں مجھ سے ناراض ہو گئے ہو وہ تو مال غنیمت دے کر میں نے ان کی تالیف قلب کی ہے۔ جو ابھی مسلمان ہوئے ہیں اور میں نے تمہیں اس نعمت کے حوالے کیا ہے جو اللہ نے تمہارے قسمت میں لکھی ہے۔ (کہ مال غنیمت نہ ملنے کے باوجود نعمت اسلام پر اللہ اور رسول ﷺ سے راضی ہو گے) اے جماعت انصار تم اس بات پر راضی نہیں کہ تمام لوگ بکریاں اور اونٹ لے کر اپنے گھروں کو جائیں اور تم اللہ اور رسول ﷺ کو لے کر اپنے گھروں کو جاؤ۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ لوگ اگر ایک گھاٹی میں چلیں اور انصار دوسری میں تو میں انصار کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اگر ہجرت کو فضلیت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں کا ایک آدمی ہوتا اے اللہ! انصار پر انصار کے بیٹوں پر انصار کے بیٹوں کے بیٹوں پر رحم فرما''۔

یہ سن کر تمام انصار رونے لگے اور اتنا روئے کہ داڑھیاں تر ہو گئیں اور حضور ﷺ بھی روئے اور انہوں نے کہا۔ ہم اللہ کے رب ہونے پر اور اللہ کے رسول کی تقسیم مال پر راضی ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ واپس اپنی قیام گاہ پر تشریف لے گئے اور حضرات انصار بھی۔

۱۳

صحابہؓ اور دعوت ایمان

۱۳

صحابہؓ اور دعوت ایمان

13.1 حضرت ابو ہریرہؓ کا اپنی والدہ کو ایمان کی دعوت دینا

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں میری والدہ مشرکہ تھیں میں انہیں اسلام کی دعوت دیتا رہتا تھا۔لیکن ایک دن انہوں نے حضورﷺ کے متعلق بہت ہی نازیبا باتیں کہیں میں روتا ہوا حضورﷺ کی خدمت میں گیا اور انہیں سارا ماجرا سنایا اور انکی ہدایت کے لئے دعا کی درخواست کی۔آپؐ نے دعا کی کہ اے اللہ! ابو ہریرہ کی والدہ کو ہدایت دے دے۔ اس دعا کے ساتھ میں خوش خوش گھر واپس لوٹا۔تو دروازہ بند پایا میں نے پانی گرنے کی آواز سنی (جیسے کوئی غسل کر رہا ہو) والدہ نے کہا ٹھہرو پھر والدہ نے جلدی سے کرتا پہنا اور ڈوپٹہ نہ اوڑھ سکیں اور دروازہ کھول کر کہا کہ اے ابو ہریرہ

اشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدً عبده و رسوله

میں نے واپس آکر حضورﷺ کو بتایا تو آپؐ نے اللہ کا شکر ادا کیا۔ میں نے درخواست کی کہ آپؐ میرے لئے دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ میری اور میری والدہ کی محبت تمام مومن مرد اور مومن عورتوں کے دل میں ڈال دے۔ چنانچہ حضورﷺ نے یہ دعا فرمائی۔ ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں چنانچہ جو بھی مسلمان مرد و عورت میرا نام سنتا ہے وہ مجھ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے۔

13.2 امِ سلیمؓ (والدۂ انسؓ) کا ابوطلحہ کو دعوت ایمان اوران کے ساتھ نکاح

انسؓ خادم رسولﷺ فرماتے ہیں طلحہ نے حالت کفر میں میری والدہ ام سلیمؓ کو نکاح کا پیغام بھیجا۔انہوں نے کہا کہ اے ابوطلحہ کیا تم نہیں جانتے کہ تم زمین سے اگنے والے درخت کی عبادت کرتے ہو۔انہوں نے کہا ہاں ام

سلیمؓ نے کہا درخت کی پوجا کرتے ہوئے تمہیں شرم نہیں آتی۔ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو میں تم سے اسلام کے علاوہ کسی قسم کا مہر نہیں مانگوں گی۔ انہوں نے کہا میں سوچ کر جواب دونگا اور چلے گئے۔ بعد میں تشریف لائے اور کلمہ شہادت پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگئے ام سلیمؓ نے اپنے بیٹے انسؓ سے کہا کہ میرا نکاح ابوطلحہ سے کر دو۔ چنانچہ انسؓ نے ان کا نکاح پڑھایا

13.3 حضرت ضِمامؓ بن ثعلبہ کا حضور ﷺ سے مکالمہ اور انکی دعوت پر انکی قوم کا ایمان لانا

قبیلہ بنوسعد بن بکر نے ضمامؓ بن ثعلبہ کو اپنا نمائندہ بنا کر حضور ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے مسجد نبوی کے دروازے پر اپنا اونٹ بٹھایا اور اس کے پیروں میں رسی باندھی اور حضور ﷺ (جو اپنے صحابہ کے ساتھ تشریف فرما تھے) کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ صاحب بڑے مضبوط اور گھنے بالوں والے تھے اور انکی دو زلفیں بھی تھیں۔ ضماد نے پوچھا آپ میں ابن عبدالمطلب کون ہیں۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ سے یہ سوالات پوچھے اور کہا کہ میں آپ سے سوالات سختی سے کرونگا آپ برا نہ مانئے گا اور ناراض نہ ہوئیے گا۔

محمد ﷺ آپ جو چاہیں پوچھیں میں ناراض نہ ہونگا

ضمام میں آپؐ کو اس اللہ کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں جو آپؐ کا آپؐ سے پہلے اور آپ سے بعد والوں کا معبود ہے۔ کیا اللہ نے آپؐ کو ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔

محمد ﷺ واللہ! یہی بات ہے۔

ضمام (وہی قسم دہرانے کے بعد) کیا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ آپ ہمیں اس بات کا حکم دیں کہ ہم صرف اس کی عبادت کریں اور کسی کو اس کا شریک نہ کریں اور بتوں کو چھوڑ دیں۔ جنکی ہمارے آبادواجداد پرستش کرتے تھے۔

محمد ﷺ واللہ! یہی بات ہے۔

ضمام (وہی قسم دہرانے کے بعد) کیا آپ کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ ہم یہ پانچ نمازیں پڑھیں۔

 ہاں یہی بات ہے۔

اسکے بعد اسی طرح زکوۃ، روزے اور حج اور اسلام کے دیگر فرائض کے متعلق پوچھتے رہے۔ جب ان سوالات سے فارغ ہوئے تو کلمہ پڑھ کر اسلام میں داخل ہوگئے اور کہا میں ان فرائض کو ادا کرونگا اور جن سے منع کیا ہے ان سے بچوں گا اور اپنی طرف سے کوئی کمی یا زیادتی نہیں کرونگا۔ پھر اپنے اونٹ کی طرف واپس جانے کے لئے چل پڑے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر اس دو زلفوں والے نے سچ کہا ہے تو یہ ضرور جنت میں جائیگا۔

اپنی قوم میں واپس پہنچ کر جب انکی قوم انکے اطراف جمع ہوگئی تو سب سے پہلے لات وعزّا کو برا کہا۔ اے ضمام! خاموش رہو ایسا نہ ہو کہ تم برص یا کوڑھ یا پاگل پن میں مبتلا ہو جاؤ۔ ضمام نے کہا تمہارا ناس ہو یہ لات وعزا واللہ نہ تو نفع پہنچا سکتے ہیں اور نہ نقصان اللہ پاک نے اپنا رسول بھیجا ہے اور ان پر کتاب نازل کی ہے اور اس کتاب کے ذریعہ تمہیں شرک سے نجات دی ہے۔ جس میں تم مبتلا تھے۔ اور پھر کلمہ شہادت پڑھ کر سنایا۔ اور انہوں نے تمہیں جن باتوں کا حکم دیا ہے اور جن سے روکا ہے وہ تمام احکام ان سے لے کر میں تمہارے پاس آیا ہوں۔

راوی کہتے ہیں کہ شام ہونے سے پہلے ہی اس آبادی کا ہر مرد و عورت مسلمان ہو چکا تھا۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت ضمام بن ثعلبہ سے بہتر ہم نے کسی قوم کا نمائندہ نہیں دیکھا۔ انہوں نے مسجدیں بنائیں اور اذان دیا کرتے تھے۔

13.4 حضرت عمرو بن حسینی کا خواب اور اسلام لانا اور اپنے قبیل جہینہ کو دعوت اسلام

عمروؓ فرماتے ہیں کہ زمانہ جاہلیت میں مکّہ حج کے لئے اپنی قوم کے ساتھ آئے تو یہ خواب دیکھا کہ ایک چمکتا ہوا نور ہے جو کعبہ سے نکل رہا ہے اور اس کی روشنی سے یثرب اور جہینہ کا اشعر پہاڑ روشن ہوگیا۔ یہ آواز آئی کہ تاریکی چھٹ گئی اور روشنی پھیل گئی اور خاتم الانبیاء تشریف لے آئے۔ وہ نور دوبارہ چمکا یہاں تک کہ میں نے حیرہ شہر کے محلات اور مدائن کا سفید محل اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا اور پھر اس نور سے آواز آئی کہ اسلام کا ظہور ہو چکا ہے اور بت توڑ دیئے گئے ہیں رشتے جوڑ دیئے گئے ہیں۔ میں گھبرا کر اٹھا اور اپنی قوم سے کہا کہ واللہ! قریش کے قبیلے میں کوئی بڑا واقعہ پیش آنے والا ہے۔ اور اپنا خواب سنایا۔

جب اپنے علاقہ میں واپس ہوئے تو یہ خبر گرم تھی کہ احمد ﷺ نامی ایک صاحب پیغمبر بنا کر بھیجے گئے ہیں۔

چنانچہ میں ان کی خدمت میں پہنچا اور اپنا خواب سنایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عمرو بن مرّہ میں ہی وہ نبی ہوں جس کو تمام بندوں کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہے میں سب کو اسلام کی دعوت دیتا ہوں اور حکم دیتا ہوں کہ خون کی حفاظت کریں صلہ رحمی کریں ایک اللہ کی عبادت کریں بتوں کو چھوڑ دیں۔ حج بیت اللہ کریں اور رمضان کے روزے رکھیں جو میری بات مانے گا وہ جنت میں جائیگا اور جو نہ مانے گا وہ دوزخ میں اے عمرو! ایمان لے آؤ اللہ پاک تمہیں دوزخ کے ہولناک عذاب سے امن دے گا۔

۱۔ میں نے اللہ کی وحدانیت اور حضور ﷺ کی رسالت کی گواہی دی اور آپؑ کے احکام پر عمل کرنے کا عہد کیا۔

اور آپؑ کو وہ اشعار سنائے جو آپ کی بعثت کی خبر سن کر میں نے کہے تھے۔ وہ یہ ہیں۔

ترجمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ حق ہے اور میں پتھروں سے بنے ہوئے بتوں کو سب سے پہلے چھوڑنے والا ہوں۔

۲۔ اور میں نے اپنی پنڈلی سے لنگی کو اوپر چڑھا لیا اور میں ہجرت کرتا ہوا جا رہا ہوں (یا رسول اللہ) آپ تک پہنچنے کے لئے دشوار گذار راستوں کو اور سخت زمینوں کو طے کر رہا ہوں

۳۔ (یہ مشقت اس لئے اٹھا رہا ہوں) تاکہ میں اس ذات کی صحبت میں رہا کروں کہ وہ اور ان کا خاندان سب سے بہتر ہیں اور اس اللہ کے رسول ہیں جو تمام انسانوں کے اوپر ہے

حضور ﷺ یہ اشعار سن کر خوش ہوئے۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اپنی قوم کی طرف بھیج دیں کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ ان پر فضل فرمائے جس طرح آپؑ کے ذریعہ مجھ پر فرمایا ہے۔ چنانچہ آپؑ نے انہیں اجازت عطا فرمائی اور کہا کہ نرمی سے پیش آنا اور صحیح اور سیدھی بات کہنا۔ سخت کلامی اور بد خلقی سے پیش نہ آنا اور تکبر اور حسد نہ کرنا۔

میں اپنی قوم میں واپس آیا اور کہا کہ اے قبیلہ جہینہ میں تمہاری طرف اللہ کے رسول ﷺ کا قاصد ہوں اور تمہیں اسلام کی دعوت دیتا ہوں (اور اوپر بیان کی گئی تفصیل بیان کی اور مزید کہا کہ) کہ اللہ تعالیٰ نے بہت سی بری روایتوں کی جو دوسرے قبیلوں میں تھی تمہارے دل میں نفرت ڈال دی مثلاً دوسرے قبائل میں دو بہنوں سے اکٹھی شادی کا رواج تھا اور اشہر حرام میں جنگ کرنا اور اپنے باپ کی بیوی (سوتیلی ماں) سے باپ کی موت کے بعد شادی کر لینا وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے حضور پاک ﷺ کی بات ماننے کے لئے زور دیا۔ لیکن صرف ایک شخص آیا اور کہا کہ اللہ

تیری زندگی تلخ کرے کہ تم ہمیں اپنے معبودوں کو چھوڑنے کا حکم دیتے ہو۔ اس خبیث نے بہت کچھ کہا اور پھر اس بد بخت نے کچھ اشعار کہے جسے یہاں نقل کرنا تضیع اوقات ہے۔ البتہ یہ ضرور ہوا کہ حضرت عمروؓ بن مرّہ نے دعا کی کہ اے اللہ ہم دونوں میں سے جو جھوٹا ہو خدا اس کی زندگی تلخ کر دے زبان سے گونگا اور آنکھوں سے اندھا کر دے۔ چنانچہ روای کہتے ہیں کہ مرنے سے پہلے اس آدمی کے سارے دانت جھڑ گئے۔ اندھا ہو گیا اور عقل خراب ہو گئی اور اسے کسی کھانے کا ذائقہ محسوس نہیں ہوتا تھا۔

جو کچھ لوگ مسلمان ہوئے تھے انہیں لے کر حضرت عمروؓ حضور پاک ﷺ کی خدمت میں آئے۔ حضور ﷺ نے ان کا بڑا استقبال کیا اور ان کو درازی عمر کی دعا دی اور ان کو ایک خط لکھ کر دیا۔ جو حضور ﷺ کی طرف سے گویا ایک عہد نامہ تھا قبیلہ جہینہ کیلئے۔

13.5 حضرت طفیلؓ بن عمرو دوسی کا مسلمان ہونا اور اپنے قبیلہ کو دعوت اسلام سوائے ابو ہریرہؓ کے سب کا انکار

طفیلؓ مکّہ مکرّمہ تشریف لائے وہ ایک معزز بڑے شاعر اور صاحب فہم جانے جاتے تھے قریش ان کے پاس آئے اور انہیں مشورہ دیا کہ وہ حضور ﷺ سے نہ ملیں کیوں کہ انہوں نے ہمارے درمیان پھوٹ ڈال دی اور ان کی باتیں جادو کا اثر رکھتی ہیں باپ بیٹے بھائی بھائی میاں بیوی میں جدائی ڈال دیتی ہیں ہمیں خطرہ ہے جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں کہیں وہ آپ اور آپ کی قوم پر نہ نازل ہو جائے۔ اس لئے نہ آپ ان سے ملیں نہ بات کریں۔ طفیلؓ کہتے ہین کہ اتنا زور ڈالا اور اصرار کیا کہ میں نے حضور ﷺ سے نہ ملنے کا فیصلہ کر لیا۔ یہاں تک کہ مسجد حرام میں جانے لگا تو کانوں میں روئی ٹھوس لی کہ کہیں ان کی بات میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔ جب مسجد پہنچا تو حضور پاک ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں آپ کے پاس کھڑا ہوا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی آواز میرے کانوں میں پہنچا ہی دی۔ مجھے آپ کا کلام بہت اچھا محسوس ہوا میں نے دل میں کہا کہ میں ایک شاعر اور سمجھدار انسان ہوں اچھے اور برے کی تمیز رکھتا ہوں اس میں کیا حرج ہے کہ میں ان کی بات سن لوں۔ اگر اچھی ہوئی تو قبول کر لونگا ورنہ چھوڑ دونگا۔ پھر میں وہاں انتظار میں بیٹھ گیا۔ حضور ﷺ نماز سے فارغ ہو کر گھر چلے تو میں انکے پیچھے ہو لیا یہاں تک کہ وہ گھر میں داخل

ہوئے تو میں آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قوم نے مجھے جو کچھ کہا تھا وہ بیان کیا اور اپنا حال بھی سنایا۔ اور یہ کہ آپ کا کلام بہت اچھا محسوس ہوا۔ آپ اپنی بات پیش فرمائیں۔

حضورﷺ نے اسلام پیش فرمایا اور قرآن مجید کی تلاوت فرمائی۔ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اتنی عمدہ اور انصاف والی بات نہیں سنی تھی۔ چنانچہ کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

میں نے کہا کہ میری قوم میری بات مانتی ہے میں انہیں اسلام کی دعوت دونگا اللہ پاک سے دعا فرمائیں کہ کوئی ایسی نشانی عطا ہو جس سے میری مدد ہو سکے۔ حضورﷺ نے نشانی کے لئے دعا فرمائی۔ اور میں اپنی قوم کی طرف چل پڑا جب میں اس گھاٹی پر پہنچا جہاں سے آبادی نظر آتی ہے۔ میری دونوں آنکھوں کے بیچ میں چراغ کے مانند چمکتا ہوا نور ظاہر ہوا۔ میں نے دعا مانگی کہ اے اللہ! اس نور کو کہیں اور منتقل کر دے۔ کہیں میری قوم یہ نہ سمجھے کہ دین بدلنے کی وجہ سے چہرہ بدل گیا۔ چنانچہ وہ نور وہاں سے میرے کوڑے کے سر پر آ گیا۔ جب میں گھاٹی سے اتر رہا تھا تو میرے قبیلے کو یہ نور ایک قندیل کی طرح نظر آ رہا تھا۔ جسے وہ ایک دوسرے کو دکھا رہے تھے۔

میں جب پہنچا تو میرے بوڑھے والد صاحب تشریف لائے میں نے کہا ابا جان مجھ سے دور رہیں میرا اب آپ سے کوئی تعلق نہیں ہے انہوں نے کہا آخر کیوں! میں نے کہا چونکہ میں اب مسلمان ہو گیا ہوں اور حضور محمدﷺ کا دین اختیار کیا ہے۔ میرے والد نے کہا میرا دین بھی وہی جو تمہارا ہے۔ پھر انہوں نے غسل فرمایا پاک کپڑے پہنے اور میرے پاس آئے۔ اور اسلام میں داخل ہو گئے۔

یہی بات میں نے اپنی اہلیہ سے کہی اور وہ بھی مسلمان ہو گئی پھر میں نے قبیلہ دوس کو اسلام کا پیغام پہنچایا۔ لیکن وہ نہ مانے اور میں کوشش کرتا رہا۔ البتہ ابو ہریرہؓ مسلمان ہو گئے۔

آخر میں حضورﷺ کی خدمت میں واپس آیا اور عرض کی کہ میری قوم کے لئے بد دعا کریں کہ وہ ایمان نہیں لا رہے۔ آپ نے دعا فرمائی کہ اے اللہ! دوس کو ہدایت دے دے اور مجھ سے کہا کہ اپنی قوم میں واپس جاؤ اور اسلام کی دعوت دیتے رہو اور نرمی سے پیش آنا۔ زمانہ گزرتا رہا حضورﷺ مدینہ منورہ تشریف لے آئے جنگ بدر۔ احد اور خندق بھی ہوئی۔ اس کے بعد وہ دوس کے ستر یا اسی گھرانوں کو مسلمان کر کے مدینہ لائے۔

اللہ پاک حضرت طفیلؓ پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ آمین

13.6 مرتد کو دعوت اسلام

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ابو موسیٰؓ نے مجھے امیر المومنین حضرت عمرؓ کو تستر کی فتح کی خوش خبری سنانے کے لئے بھیجا تو آپ نے فرمایا کہ قبیلہ بکر بن وائل کے چھ آدمیوں کے متعلق دریافت فرمایا جو مرتد ہو کر مشرکین سے جا ملے تھے۔ حضرت انسؓ نے فرمایا کہ ان کا علاج تو یہی تھا کہ انکو قتل کر دیا جاتا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر یہ میرے ہاتھ صحیح سالم آ جاتے تو یہ مجھے ساری دنیا کے سونے چاندی سے زیادہ پسند ہوتا۔ حضرت انسؓ نے پوچھا امیر المومنین آپ انکے ساتھ کیا کرتے؟ آپ نے فرمایا کہ وہ اسلام سے جس دروازے سے باہر نکل گئے تھے میں ان پر اسی دروازے سے واپسی کی پیش کش کرتا۔ اگر وہ واپس آ جاتے تو ان کے اسلام قبول کر لیتا ورنہ انہیں جیل خانے میں ڈال دیتا۔

حضرت عمرو بن العاصؓ نے امیر المومنین عمرؓ سے پوچھا کہ ایک شخص کئی بار مرتد ہوا اور پھر اسلام میں داخل ہوا کیا اس سے اسلام قبول کیا جائیگا؟ حضرت عمرؓ نے یہ جواب لکھا کہ جب تک اللہ تعالیٰ لوگوں سے اسلام قبول کرتے رہیں۔ تم بھی اس سے اسلام قبول کرتے رہو۔ لہٰذا اب اس پر اسلام پیش کرو اگر وہ قبول کر لے تو اسے چھوڑ دو ورنہ اسے قتل کر دو۔

۱۷

صحابہؓ کا جہاد۔ اصول و آداب اور حالات

۱۷

صحابہؓ کا جہاد۔ اصول و آداب اور حالات

17.1 امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کی لشکر کو نصیحت

صدیق اکبرؓ نے شام کی طرف کئی لشکر روانہ فرمائے اور یزید بن سفیانؓ عمرو بن العاصؓ اور شرجیل بن حسنہؓ کو سپہ سالار بنایا۔ جب یہ لشکر روانہ ہوئے تو صدیقؓ ان لشکروں کے امراء کے ساتھ رخصت کرنے کیے لئے ثنیۃ الوداع تک پیدل گئے جب کہ وہ سواری پر تھے۔ صدیقؓ نے کہا کہ میں ثواب کی نیت سے تمہارے ساتھ پیدل چلتا ہوں۔ پھر حضرت نے انہیں یہ ہدایات دیں۔

> ''تمہیں اللہ سے ڈرنے کی تاکید کرتا ہوں اور جہاد کی اور جو اللہ تعالیٰ کو نہ مانے ان سے جنگ کرو کہ اللہ پاک اپنے دین کا مددگار رہے۔ مال غنیمت میں خیانت نہ کرنا۔ بدعہدی نہ کرنا۔ بزدلی نہ دکھانا اور زمین میں فساد نہ پھیلانا۔ اور حکم جو دیا جائے اسکی خلاف ورزی نہ کرنا۔ جب تقدیر الٰہی سے دشمن کا سامنا ہو تو اسکے سامنے تین باتیں رکھنا۔ اگر وہ منظور کرلیں تو جنگ سے رک جانا۔ پہلے انہیں اسلام کی دعوت دینا۔ اگر مان لیں تو ان سے قبول کرلینا۔ اور پھر ان سے کہنا کہ وہ ہجرت کریں۔ اگر وہ ہجرت کرینگے تو انہیں وہ تمام حقوق میسر ہونگے جو مہاجرین کو حاصل ہیں اور تمام ذمہ داریاں ان پر ہونگی جو مہاجرین پر ہیں۔ اگر وہ مسلمان ہو کر اپنے وطن میں ہی رہنا چاہیں تو ان پر دیہات والے مسلمانوں والا معاملہ ہوگا اور وہ تمام احکامات ان پر واجب ہونگے جو مومنوں پر اللہ تعالیٰ نے فرض فرمائے ہیں اور اگر مسلمانوں کے ساتھ جہاد میں شریک ہوگے تو فئی اور مال

غنیمت سے حصہ ملے گا۔ اگر اسلام قبول کرنے سے انکار کردیں تو انہیں جزیہ کی دعوت دو۔ اور اگر مان جائیں تو قبول کرلو اور ان سے (جنگ کرنے سے) رک جاؤ اور اگر وہ تیار نہ ہوں تو اللہ تعالیٰ سے مدد لے کر جنگ کرو۔ اس بات کا خیال رہے۔ کھجور کے کسی درخت کو ضائع نہ کرنا اور نہ اسے جلانا۔ کسی جانور کی ٹانگیں نہ کاٹنا۔ کسی پھل دار درخت کو نہ کاٹنا اور ان کی کسی عبادت گاہ کو نہ گرانا اور بچوں بوڑھوں اور عورتوں کو قتل نہ کرنا۔ جو خلوت خانوں میں گوشہ نشین ہوں انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا کہ وہ اپنی عبادت (کام) میں مشغول رہیں۔ ایسے لوگ جن کے سروں میں شیطان نے گھونسلے بنا رکھے ہیں (یعنی شیطانی حرکتوں میں اور گمراہ کرنے کے منصوبوں میں مشغول ہوں) ان کی گردنیں مار دینا''۔

17.2 جنگِ یرموک میں حضرت خالدؓ اور سالار روم جرجہ کا مکالمہ اور اس کا قبول اسلام

جنگ یرموک (۱۱ھ) میں جب رومیوں اور مسلمانوں کے لشکر آمنے سامنے ہوئے تو حضرت ابوعبیدہ اور یزید بن ابوسفیانؓ آگے بڑھے اور آپ کے ساتھ ضرار بن ازور حارث بن ہشام اور ابوجندل بن سہیلؓ بھی تھے۔ انہوں نے بلند آواز سے کہا ہم تمہارے سالار تذارق سے ملنا چاہتے ہیں۔ اس نے انہیں اپنے ریشمی خیمہ میں مدعو کیا ان کے لئے ریشمی فرش بچھایا گیا۔ صحابہؓ نے کہا ہمارے لئے یہ حلال نہیں ہے پھر وہ صحابہ کے ساتھ اس جگہ بیٹھا جہاں انہوں نے پسند کیا بات چیت ہوئی اور فریقین صلح پر راضی ہوگئے۔ لیکن پھر جنگ ہوگئی۔

جنگ یرموک کے دن جرجہ نامی ایک بڑا سالار سامنے آیا اور حضرت خالدؓ کو پکارا یہاں تک کہ دونوں کے گھوڑوں کی گردنیں مل گئیں۔

جرجہ نے خالدؓ سے کہا کہ آج سچ سچ بتائیں اور جھوٹ نہ بولیں مجھے دھوکا نہ دینا۔ میں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تمہارے نبی ﷺ پر آسمان سے کوئی تلوار اتاری گئی ہے جو انہوں نے تمہیں دی ہے۔ تم وہ تلوار جس پر اٹھاتے ہو اسے شکست دیتے ہو؟

خالدؓ: نہیں

جرجہ: پھر تمہیں سیف اللہ کیوں کہا جاتا ہے۔

خالدؓ: اللہ تعالیٰ نے ہم میں اپنا نبی ﷺ بھیجا۔ ہم نے اس سے نفرت کی اور دور بھاگے پھر ہم میں سے کچھ نے انہیں سچ مانا اور اتباع کیا اور کچھ جھٹلانے پر اڑے رہے۔ میں جھٹلانے والوں میں شامل تھا۔ پھر ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں اور پیشانیوں کو پکڑ کر اسلام میں داخل کر دیا۔ اور ہم آپؐ سے بیعت ہوگئے پھر حضور پاک ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہو۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے مشرکوں پر لٹکا دیا ہے۔ اور آپؐ نے میرے لئے مدد کی دعا کی۔ اس وجہ سے میرا نام سیف اللہ پڑ گیا۔ اور میں مشرکوں پر سب سے زیادہ بھاری ہوں۔

جرجہ: تم کس چیز کی طرف بلاتے ہو۔

خالدؓ: تم کلمہ شہادت اشھد ان لا الہٰ پڑھ لو اور وہ جو کچھ اللہ تعالیٰ کے پاس سے لائے ہیں اس کا اقرار کرلو۔

جرجہ: تمہاری یہ بات جو نہ مانے۔

خالدؓ: وہ جزیہ ادا کرے ہم اس کی ہر طرح حفاظت کریں گے۔

جرجہ: اگر جزیہ نہ دے تو

خالدؓ: ہم اس سے جنگ کا اعلان کر کے لڑائی شروع کر دیتے ہیں۔

جرجہ: جو تمہارے دین میں آج داخل ہو اس کا تمہارے نزدیک کیا درجہ ہوگا۔

خالدؓ: اللہ کے احکام میں سب برابر ہیں سردار ہو یا عامی۔ پہلے اسلام لایا ہو یا بعد میں۔

جرجہ: جو آج تمہارے دین میں داخل ہوتا ہے کیا اسے بھی تمہارے جیسا اجر وثواب ملے گا۔

خالدؓ: ہاں۔ بلکہ وہ ہم سے افضل ہے۔

جرجہ: جب تم اس سے پہلے اسلام لائے ہو تو وہ تمہارے برابر کیوں کر ہو سکتا ہے۔

خالدؓ: ہم تو حالات سے مجبور ہو کر اسلام لائے۔ اور پھر ہم اپنے نبی ﷺ سے اس وقت بیعت ہوئے جب وہ ہم میں موجود تھے۔ ان کے پاس آسمان سے خبریں آتی تھیں۔ قرآن پڑھ کر سناتے تھے اور معجزے دکھاتے تھے۔ جو کچھ ہم نے دیکھا اور سنا ہے اتنا جو بھی دیکھے اور سنے تو اس کو تو لازمی مسلمان ہو جانا چاہئے۔ اور حضور ﷺ سے بیعت

ہو جانا چاہئے ہم نے جو عجائبات قدرت دیکھے اور جو دلائل نبوت سنے وہ تم نے نہ دیکھے نہ سنے۔ اس لئے جو بھی اب سچی نیت سے دین میں داخل ہوگا وہ ہم سے افضل ہے۔

جرجہ: واللہ آپ نے سچ سچ کہا اور دھوکہ نہ دیا۔

خالدؓ: واقعی میں نے سچ کہا اور اللہ گواہ ہے تمہارے ہر سوال کا صحیح صحیح جواب دیا۔ جرجہ نے اپنی ڈھال پلٹ دی اور خالدؓ کے ساتھ ہو گئے اور کہا کہ مجھے اسلام سکھائیں۔ خالد انہیں اپنے خیمہ میں لے گئے اور غسل کروایا پھر انہیں دو رکعت نماز پڑھوائی۔

ادھر رومیو نے جرجہ کو خالدؓ کے ساتھ جاتے ہوئے دیکھا تو خیال کیا کہ خالدؓ نے ہمارے سردار کے ساتھ کوئی چال چلی ہے اس لئے اچانک مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ ایک بار تو مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے صرف محامیہ حفاظتی دستہ اپنی جگہ قائم رہا۔ جسکی سالاری عکرمہؓ اور حارثؓ کر رہے تھے۔ رومی مسلمانوں کے بیچ میں گھسے ہوئے تھے اور زور کا رن پڑ گیا۔

خالدؓ اور جرجہؓ اپنے گھوڑوں پر سوار ہوئے۔ اور مسلمانوں نے ایک دوسرے کو پکارا اور پھر سے جمع کیا یہاں تک کے رومی اپنے مورچوں میں واپس چلے گئے۔ لیکن خالدؓ مسلمانوں کو آہستہ آہستہ بڑھاتے رہے یہانتک کہ رومیوں میں پہنچ گئے اور تلوار تلواروں سے ٹکرانے لگیں۔ دوپہر سے جنگ شروع ہوئی اور شام تک چلی اور یہ خالد اور جرجہؓ برابر تلواریں چلاتے رہے۔ جرجہؓ شدید زخمی ہوئے اور شہید ہوئے۔ جرجہؓ نے زندگی میں فقط دو رکعت نفل ہی پڑھے تھے جو انہیں حضرت خالدؓ نے پڑھائی تھی۔

اللہ تعالیٰ کی حضرت خالدؓ اور حضرت جرجہؓ پر لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔

17.3 سالار اعلیٰ سلمان فارسیؓ کا ایران کی ایک جنگ میں طرز عمل

ابو لبختری کی روایت ہے کہ سلمان فارسیؓ ایک لشکر کے سالار اعلیٰ تھے جنہوں نے ایران میں ایک قلعہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ لشکر نے حملہ کی اجازت چاہی تو سلمان فارسیؓ نے کہا کہ میں پہلے انہیں اسلام کی دعوت دے دوں جیسے میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دیتے سنا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اہل قلعہ سے یہ کہا۔

''میں بھی تم ہی میں کا ایک فارسی ہوں۔ اور تم دیکھ رہے ہو کہ یہ عرب میری کس طرح مان رہے ہیں اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں بھی یہ تمام حقوق ملیں گے جو ہمیں حاصل ہیں اور تم پر وہی ذمہ داریاں ہوں گی جو ہم پر ہیں اور اگر تم اپنے دین پر رہنا چاہو تو بے شک رہو لیکن پھر رعایا بن کر جزیہ دینا ہوگا اور کسی عزت کے مستحق نہ ہو گے۔ اگر تم اس سے بھی انکار کرو گے تو میدان جنگ میں برابر کا مقابلہ ہوگا''۔

یہ ساری گفتگو فارسی زبان میں ہوئی انہوں نے کہا کہ ہم نہ ایمان لائیں گے نہ جزیہ دیں گے اور ہم جنگ کے لئے تیار ہیں۔ ساتھیوں نے کہا کہ کیا اب ہم ان پر حملہ کر دیں۔ سلمان فارسیؓ نے کہا ابھی نہیں اور تین دن اسی طرح انہوں نے اسلام کی طرف بلایا۔ پھر کہا کہ اب بیشک ان پر حملہ کر دیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے حملہ کیا اور قلعہ فتح کر لیا۔

17.4 شاہ فارس یزدجرد کے دربار میں نعمانؓ، مغیرہؓ اور عاصمؓ کی آمد اور مکالمہ

سعد ابن ابی وقاصؓ جو مسلمانوں کی مشرقی کمان کے سپہ سالار تھے اور فاتح ایران ہیں جنگ قادسیہ سے پہلے اپنے رفقا جن میں نعمان بن مقرنؓ۔ مغیرہ بن شعبہؓ اور عاصمؓ بھی شامل تھے۔ شہنشاہ ایران یزدجرد کے پاس اتمام حجّت کے لئے بھیجا۔ یہ حضرات بادشاہ کے شہر وائن گئے اور اس سے ملاقات کی اجازت چاہی۔ ملاقات کا وقت مقرر کر دیا گیا۔ صحابہؓ جس مصطفوی شان سے بادشاہ کے دربار کے لئے روانہ ہوئے تو سارا شہر سڑکوں کے دو دونوں طرف ان کو دیکھنے کے لئے جمع ہو گیا کیونکہ دار الخلافہ میں انکی فتوحات کی خبریں برابر آ رہی تھیں اور لوگ اور بادشاہ خود بھی حیران تھے کہ یہ کس قسم کے لوگ ہیں کہ بہترین ایرانی فوج انہیں روک نہیں پا رہی ہے۔

اہل مدائن نے دیکھا کہ ان حضرات کی چادریں انکے کندھوں پر پڑی ہوئی ہیں۔ ہاتھوں میں کوڑے پکڑے ہوئے ہیں۔ پیروں میں جوتے کی بجائے چپلیں پہنے ہوئے ہیں۔ کمزور گھوڑے ہیں جن پر یہ سوار ہیں۔ گھوڑے کمزوری سے گویا لڑکھڑا کر چل رہے ہیں۔ تلوار ایرانی تکلوں کی طرح ہیں۔ اہل شہر حیران ہو رہے تھے کہ ان جیسے انسان اس حقیر ساز و سامان کے ساتھ ان کے لشکر کیوں غالب آ رہے ہیں۔ حالانکہ ایرانی لشکروں کی تعداد اور ساز و سامان کہیں زیادہ اور بہتر ہے۔

دربار میں پہنچے تو یزدجرد نے انہیں اپنے سامنے بٹھایا وہ ایک انتہائی مغرور اور بے ادب شخص تھا۔ اس نے

گویا انکا مذاق بنانے کیلئے انکے لباس، چادروں، جوتیوں اور کوڑوں کے نام پوچھنے شروع کئے وہ جس چیز کا نام بتاتے تو اپنے لئے نیک فال نکالتا۔لیکن اللہ پاک نے اس کے ہر فال کو الٹا کر دیا۔یزدجرد نے کہا۔

''تمہیں کون سی چیز ہمارے اس علاقہ میں لے کر آئی ہے؟ ہماری خانہ جنگی کی وجہ سے یہ سمجھ بیٹھے ہو کہ ہم کمزور پڑ گئے ہیں اس لئے تم میں حملہ کرنے کی جرأت ہوگئی ہے''۔

حضرت نعمانؓ بن مقرن نے اس کے جواب میں یہ تقریر فرمائی

''اللہ تعالیٰ نے ہم پر رحم فرما کر ہماری طرف ایک رسول بھیجا جو ہمیں نیکی کا حکم فرماتے اور برائی سے روکتے تھے۔اور انکی اتباع میں اللہ تعالیٰ نے دنیا و آخرت کی بھلائی کا وعدہ فرمایا۔آپؐ کی اس دعوت کے نتیجے میں دو گروہ بنے۔ایک نے قبول کیا اور دوسرے نے انکار۔صرف خاص گنے چنے لوگ آپؐ کے دین میں داخل ہوئے۔جس کے بعد سارے عرب میں آپؐ کے دین میں داخل ہوگئے۔ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا کہ آپؐ کے دین ہماری آپس کی دشمنی اور تنگی سے ہزار درجہ بہتر ہے۔عرب میں جب کام پورا ہوگیا تو انہوں نے پڑوسی اقوام کو دعوت دینے کا حکم فرمایا تا کہ عدل وانصاف قائم ہو۔لہٰذا ہم تمہیں اسلام کی دعوت دیتے ہیں جو ہر اچھی بات کو اچھا کہتا ہے اور ہر بری بات کو برا اور اگر تم انکار کرتے ہو تو ذلت کے دو کاموں میں سے ایک کوئی اختیار کرلو۔وہ ہے جزیہ ادا کرنا اور اگر تم اس سے بھی انکاری ہو تو پھر جنگ ہے۔اگر تم دین اسلام اختیار کرلو تو ہم تم میں اللہ کی کتاب چھوڑ کر جائیں گے اور تمہیں اسی پر ڈال کر جائیں گے کہ تم اس کتاب کے مطابق فیصلے کرو۔اور ہم تمہارے علاقے سے واپس چلے جائیں گے۔پھر تم ہوگے اور تمہارا علاقہ۔اور اگر جزیہ کے لئے تیار ہو تو ہم اسے قبول کرتے ہیں اور ہم تمہاری ہر طرح حفاظت کریں ورنہ تم سے جنگ ہوگی۔''

اس پر یزدجرد (کا غصہ سے برا حال ہوا) نے کہا ''روئے زمین پر کوئی قوم میرے علم میں ایسی نہیں جو تم سے زیادہ بدبخت ہو اور اس کی تعداد تم سے کم ہو اور اس کے تعلقات آپس میں اتنے بگڑے ہوئے ہوں ہم نے تمہیں تمہارے پڑوس کی چھوٹی چھوٹی بستیوں (حکومتوں) کے حوالے کیا ہوا تھا کہ ہماری مدد کے بغیر ہی تم سے نمٹ لیا

کریں کہ آج تک اس کی ضرورت پیش نہ آئی کہ فارس تم پر حملہ کرے اور نہ تم سوچ سکتے تھے کہ تم فارس جیسی عظیم قوت کے سامنے ٹھہر سکتے ہو۔معلوم ہوتا ہے اب تمہاری تعداد کچھ بڑھ گئی ہے۔لیکن ہمارے بارے میں دھوکہ میں نہ رہو۔اور اگر معاشی تنگی نے تمہیں یہاں آنے پر مجبور کیا ہے تو ہم تمہارے لئے امداد مقرر کر دیتے ہیں جو تمہیں اس وقت ملتی رہیگی جب تک تم خوش حال نہ ہوجاؤ اور تمہارے ممتاز لوگوں کا اکرام کریں گے انہیں جوڑے بھی دیں گے اور تم پر ایسا (نیک دل) بادشاہ مقرر کر دیں گے جو تمہارے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے''۔

یہ سن کر مغیرہؓ بن شعبہ کھڑے ہوئے اور اسکے جواب میں یہ تقریر کی

''اے بادشاہ! یہ عرب کے سردار اور معزز حضرات ہیں۔یہ سب شریف ہیں۔شریفوں کا اکرام شریف ہی کرتے ہیں۔انہیں جو پیغام پہنچانا تھا ابھی وہ ساری باتیں نہیں کی ہیں۔اور ابھی انہوں نے تمہاری ہر بات کا جواب بھی نہیں دیا اور یہی مناسب تھا۔مجھ سے بات کرو میں تمہاری ہر بات کا جواب دونگا۔اور یہ سب اس کی گواہی دینگے۔ہمارے حالات تم نے پورے بیان نہیں کئے وہ میں بتاتا ہوں۔تم نے ہماری جس بدحالی کا ذکر کیا تو واقعی ہم سے زیادہ کوئی بدحال نہیں تھا۔ہماری بھوک جیسی بھوک کہیں اور نہیں ہوسکتی۔ہم تو گندگی کے کیڑے۔بچھو اور سانپ تک کھا جاتے تھے۔اور اسی کو اپنا کھانا سمجھتے تھے ہمارے مکان پر چھپر تک نہ تھے۔اونٹوں اور بکریوں کے بال کے کپڑے پہنتے تھے۔ایک دوسرے کو قتل کرنا اور ظلم کرنا ہمارا مذہب تھا۔اور بھوک کے خوف سے بیٹیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے۔آج سے پہلے ہماری یہی حالت تھی جو میں نے بیان کی۔''

''پھر اللہ تعالیٰ نے ہماری طرف ایک مشہور معروف ہستی کو مبعوث فرمایا جسکی زمین بہترین زمین جسکا نسب ہمارے نسب سے بہتر تھا گھر ہمارے گھر سے اعلیٰ اور قبیلہ ہمارے قبیلوں سے افضل تھا۔عربوں کی اس زبوں حالی میں بھی وہ اپنی ذات کے اعتبار سے بہترین تھے۔سب سے زیادہ سچے بردبار انہوں نے اسلام کی ہمیں دعوت دی۔سب سے پہلے ان کی دعوت پر ان کے ہم عمر دوست نے لبیک کہا اور وہی ان کا خلیفہ بنا۔ہم نے اس وقت ان کا انکار کیا۔انکی تعداد بڑھتی

گئی اور آخر کار جو کچھ انہوں نے کہا تھا پورا ہوا اور پھر ہمارے دل میں ان کی اتباع کا جذبہ اللہ نے ڈالا اور ہم مسلمان ہو گئے۔ انکی ساری باتیں حقیقت میں اللہ کے احکامات ہیں۔ انہوں نے اللہ کی صفات بتائیں۔ انہوں نے کہا کہ اللہ پاک کہتے ہیں کہ میں نے تمہاری طرف اس ہستی کو مبعوث کیا تا کہ اس راستے پر ڈال دوں کہ مرنے کے بعد اپنے عذاب سے بچاؤں اور جنت میں پہنچادوں اور اللہ ہی نے فرمایا کہ ہمارے دین کو جو اختیار کرے گا اس کو وہی حق حاصل ہونگے جو ہمیں حاصل ہیں اور وہی ذمہ داری جو ہم پر ہے۔ جو اس دین سے انکار کریگا اسکے لئے جزیہ دینا ہے۔ اور اس کے بدلے میں مکمل حفاظت ہے۔ اور جو جزیہ سے بھی انکار کرے تو پھر جنگ فیصلہ کرے گی۔ اللہ پاک نے وعدہ فرمایا کہ تمہارے درمیان میں ہی فیصلہ کرونگا۔ تم میں سے جو شہید ہوگا اسے اپنی جنت میں داخل کرونگا اور جو باقی رہیگا دشمن کے خلاف اس کی مدد کرونگا۔ اب تم چاہو تو ماتحت بن کر جزیہ دو اور چاہو تو جنگ کرو یا پھر مسلمان ہو کر خود کو بچالو۔''

یزدجر نے غصہ میں کہا کیا تم میرے سامنے ایسی باتیں کر رہے ہو؟ مغیرہؓ نے کہا کہ ہاں تم ہی سے کر رہا ہوں۔

یزدجر نے کہا کہ اگر تم لوگ قاصد نہ ہوتے تو تم سب کو میں قتل کر دیتا۔ تمہارے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے پھر درباری کو مٹی کا ٹوکرا لانے کے لئے کہا اور کہا کہ ان میں جو سب سے بڑا ہے اس کے سر پر رکھ دیا جائے اور اسے پیچھے سے ہانکتے رہو۔ یہاں تک وہ شہر مدائن سے نکل جائے اور صحابہؓ سے کہا کہ تم اپنے امیر کے پاس واپس جا کر بتا دو کہ میں اس کی طرف اپنے سپہ سالار رستم کو بھیج رہا ہوں تا کہ وہ اسے اور اس کے لشکر کو قادسیہ کی خندق میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دے اور تم لوگوں کو آنے والوں کے لئے نشان عبرت بنادے اور پھر اسے تمہارے ملک میں بھیجونگا۔ اور سابور (ایرانی فوج کا سب سے بڑا ہاتھی) کی مصیبت سے بڑی مصیبت میں گرفتار کرونگا۔ پھر ان سے پوچھا تم میں بڑا کون ہے؟ سب خاموش رہے۔ حضرت عاصم بن عمروؓ بڑھے اور بغیر کسی اجازت سے کہا کہ میں ان کا بڑا ہوں میرے سر پر ٹوکرا رکھ دو۔ یزدجرد نے پوچھا کیا یہ صحیح ہے۔ صحابہؓ نے کہا ہاں۔ چنانچہ انہوں نے حضرت عاصمؓ کے سر پر ٹوکرا رکھ دیا۔ وہ ٹوکرا لے کر محل سے باہر آئے اور اپنی سواری پر اس مٹی کو رکھا اور تیزی سے سواری

دوڑاتے ہوئے اپنے ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ کر حضرت سعد ابن وقاصؓ کی خدمت میں جو باب تقدیس سے آگے ٹھہرے ہوئے تھے بشارت پہنچائی کہ انشاء اللہ ہم کامیاب ہو گئے۔ وہ حضرت سعدؓ کی قیام گاہ (جو ایرانی سرزمین پر تھی) سے بڑھتے ہوئے سرزمین عرب میں داخل ہو گئے اور حدود عرب میں وہ مٹی ڈالنے کے بعد پھر سعدؓ کی طرف لوٹے۔ اور ان کی خدمت میں حاضر ہو کر سارا قصہ سنایا تو سعدؓ نے کہا واللہ! اللہ نے ہمیں اس ملک کی چابیاں دے دیں اور سب نے اس سے ان ملک پر قبضہ کی فال نکالی اور یہ کہ یزدجرد نے خود اپنے ہاتھوں اپنے ملک (کی مٹی) کو صحابہ کے حوالے کر دیا۔

17.5 رستم سپہ سالار اعظم فارس کے ساتھ مغیرہ بن شعبہؓ ربعی بن عامرؓ اور حذیفہ بن محصنؓ کی ملاقات

شاہ فارس یزدجرد نے رستم کو ایک لاکھ بیس ہزار کے لشکر کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ اس کے ساتھ تینتیس (۳۳) ہاتھی تھے جن میں ایک سابور سفید ہاتھی بھی تھا جو سب ہاتھیوں سے بڑا اور گویا ان کا سردار تھا کہ سب سے آگے تھا اور باقی ہاتھی اس کے پیچھے اس کی اطاعت میں چل رہے تھے۔ فوج کے پاس ایسے ہتھیار تھے جو مسلمانوں کے استعمال میں کبھی نہیں آئے تھے۔ جنگ میں ہاتھیوں کا استعمال پہلی بار تجربہ میں آرہا تھا لیکن اس کے باوجود رستم کے دل پر مسلمانوں کا ہول اور رعب ایسا بیٹھا تھا کہ وہ کسی نہ کسی حیلے بہانے سے جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا۔ ہوسکتا ہے اسکی وجہ وہ خواب ہو جو اس نے دیکھا تھا کہ آسمان سے ایک فرشتہ اترا اور فارس کے تمام ہتھیاروں پر مہر لگادی اور وہ حضور ﷺ کے حوالے کر دیئے اور حضور ﷺ نے وہ ہتھیار جناب عمر فاروقؓ کو دے دیئے۔

لشکروں کا جب سامنا ہوا تو ایک آخری تدبیر کے طور پر رستم نے حضرت سعدؓ سے درخواست کی کہ میرے پاس ایک عقلمند شخص کو بھیجیں جو میرے سوالوں کا تسلی بخش جواب دے سکے۔ حضرت سعدؓ نے مغیرہ بن شعبہؓ کو روانہ کیا۔

(ا) پہلا دن۔ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کی رستم سے گفتگو

رستم نے حضرت مغیرہؓ سے کہا آپ ہمارے پڑوسی ہیں اور ہم ہمیشہ آپ کے ساتھ اچھا سلوک کرتے

رہیں ہیں۔ آپ لوگ اپنے ملک واپس چلے جائیں اور آئندہ فارس جب بھی تجارت کے لئے آنا چاہیں تو اجازت ہوگی۔

حضرت مغیرہ نے کہا ''ہمارا مقصود دنیا نہیں آخرت ہے اور ہمیں اسی کی فکر ہے' اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس ایک رسول مبعوث فرمایا اور انہیں بشارت دی کہ میں نے تمہارے صحابہؓ کو ان لوگوں پر غالب کر دیا ہے جو میرے دین کا انکار کریں گے۔ اور جب تک یہ لوگ (صحابہ) دین کا اقرار کرتے رہیں گے۔ میں ان کو غالب رکھوں گا اور میرا دین سچا ہے جو اس سے منہ موڑیگا ضرور ذلیل ہوگا اور جو تھامے گا سرخرو ہوگا۔''

رستم: وہ دین کیا ہے۔

مغیرہؓ: اس دین کا ستون کلمہ شہادت ہے بغیر اس کے اس دین کی کوئی بات درست نہیں وہ

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھدان و محمدً رسول اللہ پڑھنا ہے

رستم: یہ تو بہت اچھی بات ہے اس کے علاوہ کچھ اور

مغیرہؓ: اللہ کے بندوں کو بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں داخل کرنا

رستم: یہ بھی اچھی بات ہے اس کے علاوہ؟

مغیرہؓ: تمام انسان اولادِ آدم ہیں اس لئے بھائی بھائی ہیں۔

رستم: یہ بھی اچھی بات ہے۔ یہ بتائیں کہ اگر ہم تمہارے دین میں داخل ہو جائیں تو کیا تم ہمارے ملک سے چلے جاؤ گے۔

مغیرہؓ: ہاں واللہ! پھر ہم صرف تجارت یا کسی ضرورت کے لئے آئیں گے

رستم: یہ بھی اچھی بات ہے

اس کے بعد مغیرہؓ واپس چلے گئے رستم جس کا قلب اسلام کی طرف جھک رہا تھا۔ اس نے اپنے کمانداروں سے اس معاملہ میں گفتگو کی۔ لیکن انہوں نے اسلام میں داخل ہونے کی شدت سے مخالفت کی اور اللہ ہی نے انہیں اس خیر سے محروم رکھا۔

راوی حضرت سیفؓ کہتے ہیں کہ رستم نے حضرت سعدؓ سے درخواست کی کہ ایک اور ترجمان بھیجیں۔

(چونکہ وہ ہر قیمت پر جنگ کو ٹالنا چاہتا تھا)

(۲) دوسرا دن ۔ حضرت ربعی بن عامرؓ اور رستم ایران

حضرت سعدؓ نے ربعیؓ بن عامر کو بھیجا ربعیؓ کو متاثر کرنے کے لئے دربار کو سونے سے کڑھے ہوئے تکیوں قالینوں سے سجایا گیا تھا۔ قیمتی چمکدار یاقوت اور موتیوں کو بڑی سلیقہ سے لگایا گیا تھا۔ اور آج کے دن رستم خود سپہ سالار اعظم کی زرق برق وردی میں سر پر تاج سجائے ایک سونے کے تخت پر براجمان تھا۔ اسکے سامنے دو رویہ فوجی اپنی قیمتی وردیاں پہنے ہوئے۔ چمکتے ہتھیار لئے ہوئے کھڑے تھے۔ غرض کہ دربار کی شان وشوکت سے آنکھیں خیرہ اور دل مرعوب ہوئے جا رہے تھے کہ ربعی بن عامرؓ رستم سے ملاقات کے لئے پہنچے۔ یہاں یہ بات خیال میں رہے کہ سپہ سالار فارس سے مسلمانوں کا ایک مجاہد بات کرنے آیا تھا۔ حضرت سعدؓ جو مسلمانوں کے سپہ سالار تھے وہ خود تشریف نہیں لائے۔

رستم کے مقابلے میں یہ عظیم مجاہد موٹے کپڑوں کا لباس پہنے ہوئے تھے۔ تلوار لٹکی ہوئی اور ڈھال لگائی ہوئی تھی۔ اور ایک چھوٹی نسل کے گھوڑے پر سوار داخل ہوئے۔ زرہ پہنے ہوئے تھے دربانوں نے روک لیا کہ ہتھیار اتار کر پیدل چلتے ہوئے رستم کے پاس جائیں۔ انہوں نے کہا میں آپ کے بلانے سے آیا ہوں خود نہیں آیا اس لئے منظور ہے تو اسی طرح جاؤنگا۔ رستم سے اجازت مانگی گئی اس نے کہا آنے دو (اس لئے کہ بات چیت کے ذریعہ جنگ ٹالنا چاہتا تھا) چنانچہ جب بڑھے تو گھوڑے پر سوار اور اپنے نیزے سے قالین پر ٹیک لگاتے ہوئے جب چلے تو قالین میں سوراخ ہوگئے۔ گھوڑے سے اتر کر سونے کی طرح چمکتے ہوئے گاؤ تکیے سے گھوڑا باندھا اور سیدھے رستم کے ساتھ اس کے تخت پر بیٹھ گئے۔ رستم نے جب اعتراض کیا تو اتر کر قالین پر آ گئے۔

رستم: آپ یہاں کس لئے آئے ہو۔

ربعیؓ: اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس لئے بھیجا ہے کہ اللہ پاک جسے چاہیں اپنے بندوں کی بندگی سے نکال کر اللہ کی بندگی میں داخل کریں اور دنیا کی تنگیوں سے اس کی وسعتوں میں داخل کریں اور دوسرے دینوں کے ظلم اور تاریکی سے نکال کر اسلام کے عدل وانصاف میں داخل کریں اللہ نے اپنا دین دے کر ہمیں اپنی مخلوق کی طرف بھیجا ہے۔ کہ لوگوں کو اس کی طرف بلائیں۔ جو اس دین کو اختیار کرلے گا۔ ہم اسے قبول کرلیں گے اور واپس چلے جائیں گے۔ جو

انکار کرے گا ہم اس سے جنگ کرتے رہیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ پاک کا وعدہ جو ہم سے کیا ہے وہ پورا ہو جائے گا۔

رستم: وہ وعدہ کیا ہے؟

ربعیؓ: جو منکرین دین کے ساتھ جنگ کرتے ہوئے شہید ہوگا وہ جنت کا حقدار ہوگا جو بچے گا وہ اسے فتح اور کامیابی ملے گی۔

رستم: میں نے تمہاری بات سن لی ہے۔ اب کچھ (فیصلہ کرنے کیلئے) مہلت چاہئے تا کہ ہم اس پر غور وخوص کریں۔

ربعیؓ: آپ کتنی مہلت چاہتے ہیں ایک یا دو دن؟

رستم: نہیں زیادہ دنوں کی مہلت چاہتے ہیں۔ ہم اپنے اہل شوریٰ اور قوم کے سرداروں سے خط و کتابت کریں گے۔

ربعیؓ: ہمارے آقا ﷺ نے یہ طریقہ مقرر کیا ہے کہ جب لشکر آمنے سامنے ہو جائیں تو ہم اسے تین دن سے زیادہ مہلت نہ دیں لہذا تین دنوں میں اپنے اور قوم کے متعلق غور کرلو اور مہلت ختم ہونے پر تین میں سے ایک بات اختیار کر لینا۔

رستم: کیا تم مسلمانوں کے سپہ سالار ہو

ربعیؓ: نہیں، لیکن مسلمان ایک جسم کی طرح ہیں اگر عام مسلمان بھی پناہ دے گا تو امیر کو ماننا پڑے گی۔

ربعیؓ اس گفتگو کے بعد واپس چلے گئے۔

رستم نے اپنے کمانداروں اور سرداروں سے کہا تمہارا کیا خیال ہے کیا اس سے زیادہ وزنی اور دوٹوک گفتگو سنی ہے۔ انہوں نے کہا یہ ایک اجڈ بدو تھا جسے مجلس کی تمیز تک نہ تھی۔ رستم کا خیال اس سے مختلف تھا۔ کہ اپنی فوج، ہتھیاروں، مال و متاع اور شان و شوکت کا ہم نے یہ دربار سجا کر جو نتیجہ حاصل کرنا چاہتے تھے وہ نہ کر سکے اس عقلمند شخص نے ان چیزوں کو ذرہ برابر بھی نہ اہمیت دی نہ ہی خاطر میں لایا بلکہ انتہائی حقارت سے یہ انہیں صفر کر کے چلا گیا۔

سرداروں نے کہا کہ خدا کی پناہ ہو کہ تم اس سے متاثر ہو کر اس کی طرف مائل ہو جاؤ اور اپنا دین چھوڑ کر

(نعوذ باللہ) اس کتے کے دین کو اختیار کر لو کیا تم نے اس کے کپڑے نہیں دیکھے۔ رستم نے انہیں سمجھانا چاہا کہ تمہارا ناس ہو کپڑوں کو نہ دیکھو اسکی سمجھداری، طرز گفتگو اور سیرت و سادگی کو دیکھو عرب لباس اور کھانے کا خاص اہتمام نہیں کرتے۔ البتہ خاندانی صفات کی حفاظت کرتے ہیں۔

(۳) تیسرا دن۔ حضرت حذیفہ کی رستم سے گفتگو

رستم نے سعدؓ سے ایک اور ترجمان بھیجنے کا مطالبہ کیا۔ چنانچہ حضرت سعدؓ نے حذیفہ بن محصنؓ کو حکم دیا۔ انہوں نے بھی اسی طرح گفتگو کی یہ تیسرا دن تھا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت مغیرہؓ بن شعبہ کو بھیجا گیا۔ جب کہ کچھ میں ہے کہ وہ پہلے دن گئے تھے۔ رستم اپنے سرداروں کے سامنے عاجز ہو گیا اور دل سے نہ چاہتے ہوئے بھی حضرت مغیرہؓ یا حضرت حذیفہؓ کو خطاب کر کے کہا ''تمہاری مثال جو ہمارے علاقے میں گھس آئے ہو ایک مکھی کی ہے جس نے کہا جو مجھے شہد تک پہنچائے اسے دو درہم ملیں گے۔ جب وہ شہد پر ٹوٹ کر گری اور پھنسنے لگی تو کہا جو مجھے نکالے گا اسے چار درہم ملیں گے۔ لیکن نکل نہ سکی''۔

تمہاری مثال اس کمزور لومڑی کی ہے۔ جسے انگوروں کے باغ کی چار دیواری میں سوراخ نظر آیا چنانچہ وہ باغ میں گھس آئی۔ مالی کو اس کی کمزوری پر ترس آیا تو اس نے لومڑی کو باغ میں رہنے دیا۔ جب کھا پی کر اچھی موٹی ہوگئی تو تو باغ کا بہت نقصان کیا۔ باغ کے مالی نے یہ صورت حال دیکھ کر کچھ نوجوان اور ڈنڈوں کا بندوبست کیا۔ اب لومڑی نے سوراخ کا رخ کیا لیکن اب اس کے لئے سوراخ تنگ ہو چکا تھا۔ چنانچہ وہ بھاگ نہ سکی اور ماری گئی۔ تمہیں بھی ہمارے علاقے سے ایسے ہی نکالا جائیگا۔ پھر شدید غصہ کے عالم میں سورج کی قسم کھا کر کہا کہ کل میں تم سب کو قتل کروادونگا۔ حضرت مغیرہ (یا حذیفہ) نے کہا تمہیں پتہ چل جائیگا۔ رستم نے کہا کہ دیکھو میں کہہ چکا ہوں کہ تم سب کو ایک ایک جوڑا اور ایک ایک سواری دے دی جائے گی اور پھر تم یہاں سے واپس چلے جاؤ۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا کہ تمہیں اب اس کا خیال آرہا ہے؟ (کہ اب تو آخری معرکہ Final Battle درپیش ہے) ہم تو (کئی معرکوں کے بعد) تمہارے ملک کو کمزور کر چکے ہیں اور تمہیں بے عزت کر چکے ہیں اور ہم تو ایک عرصہ سے تمہارے علاقے میں آئے ہوئے ہیں اور ہم تمہیں اپنا ماتحت بنا کر تم سے جزیہ لیں گے بلکہ ہم تمہیں زبردستی اپنا غلام بنائیں گے۔ اس گفتگو سے وہ مزید غصہ میں آ گیا (لیکن کچھ کرنے سے معذور تھا) اور تمام سردار اور درباری چیخ چیخ کر کہنے لگے اب ہمارے

ساتھ تمہاری صلح نہیں ہوسکتی اور جنگ ہوکر رہے گی۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا کہ میدان جنگ کہاں ہے۔ تم دریا (دجلہ) پار کرکے آؤ گے یا ہم دریا عبور کرکے تمہارے پاس آئیں؟ رستم نے کہا کہ ہم دریا دجلہ پار کرکے آئینگے۔ چنانچہ مسلمان پیچھے ہٹ گئے اور رستم نے دریا پار کرکے مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ یہ جنگ قادسیہ تھی جہاں بڑی شدید جنگ ہوئی اور صحابہؓ کی صرف آٹھ ہزار کی فوج نے رستم کے ۸۰ ہزار مار بھگائے واپس بھاگتے ہوئے انہوں نے دریا عبور کرلیا اور تمام پل جو دریا پر تھے انہیں توڑ دیا تا کہ مسلمان ان کا پیچھا نہ کرسکیں۔ لیکن صحابہ کرامؓ نے دریائے دجلہ اپنے گھوڑوں پر بیٹھ کر پار کیا۔ یہانتک کہ مدائن جو کسریٰ کا پایہ تخت تھا فتح کیا۔ کسریٰ اپنے کچھ ساتھیوں کو لے کر شمال کی جانب فرار ہونے میں کامیاب ہوگیا۔

اللہ پاک کی لاکھوں رحمتیں ہوں حضرت مغیرہ، حضرت عامر اور حضرت ابوحذیفہؓ پر اور تمام لشکر پر۔ آمین

17.6 جنگ مصر میں حضرت عمرو بن العاصؓ اور حضرت زبیرؓ کا کردار

امیر المومنین عمر فاروقؓ کے بیت المقدس سے مدینہ منورہ واپسی کے بعد آپ نے عمرو بن العاصؓ کو فوج دے کر مصر روانہ کیا حضرت زبیرؓ باب الیون کے مقام پر عمرو بن العاصؓ سے اپنی فوج لے کر ملے اور دونوں عمرو بن العاصؓ کی کمان میں مصر کی طرف بڑھے۔ مصر کا لاٹ پادری ابومریم مصری فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلہ کے لئے پہلے سے پہنچا ہوا تھا۔ ابومریم کے ساتھ دوسرا بڑا پادری ابومریام بھی ساتھ تھا۔

عمروؓ نے پادری کو پیغام بھیجا کہ جنگ شروع کرنے میں جلدی نہیں کریں ہم آپ کے سامنے اپنے آنے کا مقصد بیان کردیتے ہیں تا کہ تم اس پر غور کرکے فیصلہ کرلو۔ چنانچہ انہوں نے جنگ روک دی اور عمروؓ نے پیغام بھیجا کہ میرے ساتھ ابومریم اور ابومریام دونوں سامنے آئے تا کہ گفت وشنید ہوسکے۔ انہوں نے ایک دوسرے کو امن دیا اور عمروؓ نے ان دونوں سے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا اور اس پر چلنے کا حکم فرمایا وہ تمام احکامات ہمیں پہنچانے کے بعد دنیا سے تشریف لے گئے۔ آپؐ پر اللہ کی لاکھوں رحمتیں ہوں۔ جن باتوں کا آپؐ نے حکم دیا اس میں یہ بھی ایک ہے کہ انسانوں کے سامنے اس مقصد کو بیان کریں چنانچہ ہم تم کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ جو اسے قبول کریگا وہ ہم میں سے ہوجائیگا۔ جو انکار کرے اس کے لئے جزیہ ہے اور ہم اس کی ہر طرح حفاظت کریں گے۔ انہوں نے ہمیں یہ بھی بشارت دی ہے کہ ہم تم پر فتح حاصل کرلیں گے۔ اور پھر انہوں نے تمہارے ساتھ حسن

سلوک کی وصیت کی تھی کیوں کہ ہماری تمہارے ساتھ دوہری رشتہ داری ہے۔ (حضرت ہاجرہ اور حضرت ماریہ قبطیہؓ دونوں قبطی اہل مصر میں سے تھیں)۔ اگر جزیہ آپ قبول کرلیں تو آپ کی ہمارے اوپر دوہری ذمہ داری ہوگی (ایک آپ لوگوں کی ذمی ہونے کی وجہ سے اور دوسرے رشتہ داری) یہی نصیحت امیر المومنین کی بھی ہے کہ آپ کے ساتھ رشتہ داری بھی ہے اور ذمی کی ذمہ داری بھی۔''

لاٹ پادری نے کہا کہ اتنی دور کی رشتہ داری کا خیال تو صرف نبی ہی کرسکتے ہیں۔ حضرت ہاجرہ اہل صنف (مصر کا پرانا دار الخلافہ) میں ہمارے بادشاہ کی صالح اور شریف بیٹی تھیں اور ایک جنگ کے بعد وہ حضرت ابراہیمؑ کے عقد میں آگئیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی آمد ہمارے یہاں باعث مسرت تھی۔ جب تک ہم مشورہ کرکے واپس نہ آجائیں امن رہے گا (اور جنگ شروع نہ ہوگی) حضرت عمروؓ نے فرمایا مجھے دھوکہ نہیں دیا جاسکتا آپ کو تین دن کی مہلت ہے۔ انہوں نے کہا کچھ اور مہلت دیں آپ نے ایک دن بڑھا دیا انکے اصرار پر پھر ایک اور دن بڑھا دیا اس طرح ۵ دن کی جنگ بندی ہوگئی۔

یہ دونوں پادری شاہ مصر مقوقس کے پاس گئے اور مقوقس کو قائل کرلیا اور آمادگی ظاہر کی۔ لیکن (اس کے وزیر اعظم) ارطبون نے انکار کردیا اور مسلمانوں پر چڑھائی کا حکم دے دیا۔ پادریوں نے کہا کہ ہم دفاع کی پوری کوشش کریں گے ابھی جنگ بندی میں چار دن باقی ہیں اور مسلمانوں کی طرف سے حملہ کا کوئی خطرہ نہیں۔ لیکن افسوس فرقب نے مسلمانوں پر اچانک شب خون مارا عمروؓ اس حملہ کے لئے تیار تھے انہوں نے فرقب کا مقابلہ کیا اور فرقب اور اس کے ساتھی مارے گئے۔ اس کے بعد عمروؓ اور زبیرؓ عین شمس (دار الخلافہ) کی طرف روانہ ہوگئے۔

ایک اور روایت میں آیا ہے کہ جب عمروؓ عین شمس پہنچے تو اہل مصر نے مقوقس سے کہا تم مسلمانوں سے صلح کرلو جنہوں نے قیصر وکسریٰ کو شکست دی ہے تم ان کا کیا بگاڑ لوگے۔ ان سے صلح کرلو اور معاہدہ کرلو۔ لیکن بادشاہ نہ مانا اور چوتھے دن مسلمانوں پر حملہ کردیا۔ حضرت زبیرؓ فصیل شہر پر چڑھ گئے یہ منظر دیکھ کر وہ ڈر گئے اور انہوں نے حضرت عمروؓ کے لئے شہر کا دروازہ کھول دیا اور صلح کے لئے باہر آگئے۔ حضرت عمرو نے صلح منظور کرلی اور زبیرؓ دیوار سے شہر میں اتر آئے۔

حضرت عمرو بن العاص اور حضرت زبیرؓ پر اللہ کی لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔ آمین

١٩

صحابہ پیکرِ اخلاق وعمل۔ تین مثالیں

صحابہ پیکرِ اخلاق وعمل۔ تین مثالیں

19.1 حضرت عمرو بن جموحؓ

ابھی انصار کے کچھ لوگ شرک میں مبتلا تھے حالانکہ بیعت عقبہ کے بعد مدینہ منورہ میں اسلام تیزی سے پھیل رہا تھا۔عمرو بن جموحؓ بھی ان لوگوں میں شامل تھے جو ابھی اسلام نہیں لائے تھے۔ان کا شمار قبیلہ بنوسلمہ کے سرداروں اور معزّزین میں ہوتا تھا۔انہوں نے اور سرداروں کی طرح اپنے گھر میں لکڑی کا ایک بت بنا رکھا تھا جس کی یہ پوجا کرتے تھے۔اسے پاک صاف رکھتے جب بنوسلمہ کے نوجوان معاذ بن جبلؓ اور معاذ بن عمروؓ عقبہ میں مسلمان ہوکر مدینہ منورہ واپس آئے تو انہوں نے رات اس بت کو اٹھا کر ایک گندگی والے گڑھے میں اوندھا پھینک دیا حضرت عمروؓ شور مچاتے ہوئے اسے ڈھونڈنے نکلے کہ تمہارا ناس ہو کس نے ہمارے بت پر دست درازی کی ہے۔ اسے دھوکر خوشبو لگا کر واپس اپنی جگہ رکھ دیا۔لیکن دوسرے اور تیسرے دن اور بعد میں ایسا ہوتا رہا۔آخر انہوں نے ایک تلوار بت کے گلے میں لٹکا دی اور بت سے کہا کہ مجھے تو معلوم نہیں ہو پا رہا ہے کہ یہ حرکت تمہارے ساتھ کون کرتا ہے۔اب اس تلوار سے تم خود اپنی حفاظت کر لینا۔لیکن اسی رات نوجوانوں نے بت کو اسکی تلوار کے ساتھ ایک مرے ہوئے کتے کے ساتھ باندھ دیا اور گندگی والے کنویں میں پھینک آئے۔

عمر بن جموحؓ تلاش کرتے ہوئے نکلے تو اس کو گندگی کے کنویں میں مرے ہوئے کتّے کے ساتھ پایا۔ جب اپنے خدا کو اس حال میں دیکھا تو اس بت کی حقیقت نظر آ گئی۔اور جب قبیلہ کے مسلمان افراد نے ان سے بات کی تو اللہ کے فضل سے مسلمان ہوگئے اور بڑے زبردست مسلمان ہوئے اور جنگ احد کے پہلے شہید بنے۔ اللہ

حضرت عمرو بن جموحؓ پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائیں آمین۔

19.2 حضرت عبداللہ بن رواحہؓ اور ابوالدرداؓ

یہ دونوں حضرات زمانہ جاہلیت سے ہی بھائی بنے ہوئے تھے۔عبداللہ ابن رواحہ تو مسلمان ہو گئے تھے لیکن ابوالدردا اسلام نہ لائے تھے اور اپنے گھر میں بت جس پر کپڑا ڈالے رکھتے تھے اسے پوجتے تھے۔اکثر ابوالدرداؓ کو اسلام کی دعوت دیتے رہتے تھے۔ایک دن وہ پہنچے تو اس وقت ابوالدرداؓ کسی کام سے باہر نکلے ہوئے تھے۔ان کی اہلیہ موجود تھیں انہوں نے بتایا کہ ابھی ابھی وہ باہر گئے ہوئے ہیں۔عبداللہؓ اندر چلے گئے اور کلہاڑا لے کر اس کمرہ میں گئے جہاں بت تھا پہلے اسے نیچے گرایا پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور یہ گنگناتے جا رہے تھے کہ ''ذرا غور سے سنو اللہ تعالیٰ کے ساتھ جس کو بھی پکارا جاتا ہے وہ باطل اور لغو ہے'' کلہاڑے کی آواز سن کو ابوالدرداؓ کی اہلیہ نے چیخا کہ اے ابن رواحہؓ! تم نے مجھے مار ڈالا۔لیکن ابن رواحہؓ فوراً نکل کر اپنے گھر روانہ ہو گئے اتنے میں ابولدرداؓ تشریف لائے تو دیکھا کہ انکی اہلیہ ان سے ڈر کر رو رہی ہیں۔انہوں نے پوچھا تو بتایا کہ تمہارے بھائی ابن رواحہؓ آئے تھے اور دیکھو کیا کر کے گئے ہیں۔ایک بار تو ابولدرڈا کو بہت ہی غصہ آیا۔لیکن پھر انہوں نے سوچا کہ اگر اس بت میں کچھ بھلائی ہوتی تو اپنا بچاؤ کر لیتا۔پھر ابن رواحہؓ کے ساتھ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔

اللہ پاک کی ابودردؓ اور ابن رواحہؓ پر لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔آمین

19.3 امیر المومنین علیؓ۔یہودی اور قاضی شریح

حاکم کی روایت ہے کہ جنگ جمل کے دن حضرت علیؓ کی ایک ذرہ گم ہو گئی تھی ایک شخص کو ملی جس نے آگے بیچ دی۔حضرت علیؓ نے یہ ذرہ ایک یہودی کے پاس دیکھ کر پہچان لیا۔حضرت علیؓ نے قاضی شریح کے یہاں مقدمہ دائر کیا۔قاضی شریح کو جناب علیؓ نے ہی قاضی مقرر کیا تھا۔آپ نے قاضی سے کہا کہ اے شریح تم میرے اور اس یہودی کے درمیان فیصلہ کرو۔قاضی نے کہا کہ امیر المومنین آپ کیا کہتے ہیں حضرت علیؓ نے کہا یہ ذرہ میری ہے کافی عرصہ پہلے یہ کہیں گر گئی تھی یہودی (بعض روایت میں نصرانی آیا ہے) نے کہا کہ یہ ذرہ میری ہے قاضی نے جناب علی

سے گواہ طلب کئے تو آپ نے اپنے صاحبزادے حضرت حسنؓ اور اپنے آزاد کردہ غلام قنبر کو پیش کیا۔قاضی شریح نے کہا کہ قنبر کی گواہی تو قبول ہے لیکن امام حسن کی نہیں کہ وہ آپ کے صاحبزادے ہیں۔اس لئے کوئی اور گواہ پیش کریں۔جناب علیؓ نے کہا کیا آپ حسنؓ کی گواہی کو قبول نہیں کرتے۔کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ حسنؓ اور حسینؓ جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔قاضی نے کہا کہ آپ ہی سے سنی ہوئی یہ بات یاد ہے کہ بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں درست نہیں۔

اس پر حضرت علیؓ نے قاضی کا فیصلہ قبول کرتے ہوئے یہودی سے کہا یہ ذرہ تم ہی لے جاؤ۔یہودی حیران ہو گیا اور کہنے لگا کہ تمام مسلمانوں کا امیر میرے ساتھ مسلمانوں کے قاضی کے پاس فیصلہ کے لئے آیا اور پھر اپنے خلاف فیصلہ کو قبول کیا اور راضی ہوا اے امیر المومنین! واللہ! آپ سچے ہیں یہ ذرہ آپ ہی کی ہے آپ کے اونٹ سے گری تھی جسے میں نے اٹھا لیا تھا اور پھر کلمہ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔حضرت علیؓ نے وہ ذرہ اسکو عنایت فرمائی اور ساتھ سات سو درہم بھی دیئے۔وہ مسلمان ہو کر جناب علیؓ کے ساتھ رہا اور ان کے ساتھ جنگ صفین میں شامل ہوا اور شہادت پائی۔

اللہ پاک جناب علیؓ پر قاضی شریح پر اور اس نو مسلم پر لاکھوں رحمتیں نازل فرمائے۔ آمین

حضور پاک ﷺ کی سنّت بیعت

حضور پاک ﷺ نے خاص خاص موقعوں پر اور عمومی طور صحابہ کرامؓ سے صحابیاتؓ سے بیعت لی۔ اور اسی طرح صحابہؓ نے اپنے زمانے میں اس سنت کو زندہ رکھا اور اہل اللہ کے یہاں یہ سلسلہ اب بھی جاری ہے۔ ہم اس باب میں حضور پاک ﷺ کے عمومی بیعت کے چند واقعات درج کرتے ہیں۔ جن لوگوں سے حضور ﷺ نے بیعت لی اس میں مرد، خواتین، بوڑھے اور بچے سب ہی شامل ہیں۔ آپؐ نے اسلام پر اعمال اسلام پر جہاد پر، ہجرت پر، نصرت پر بات سننے اور خوشی سے ماننے پر بیعت لی۔

حضور پاک ﷺ کی سنّت بیعت

14.1 حضرت بشیر بن خصاصیہؓ کی بیعت

حضرت بشیرؓ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ سے بیعت کے لئے حاضر ہوا۔ میں نے پوچھا آپؐ کن باتوں پر مجھے بیعت فرماتے ہیں۔ حضور ﷺ نے ہاتھ بڑھایا اور فرمایا کہ تم اس بات کی گواہی دو کہ اللہ وحدہ لاشریک لہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے رسول اور بندے ہیں۔ پانچوں نمازیں وقت پر پڑھو۔ زکوٰۃ ادا کرو۔ رمضان کے روزے رکھو۔ بیت اللہ کا حج کرو اور اللہ کے راستے میں جہاد کرو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ تمام کام کرونگا لیکن دو کام، ایک زکوٰۃ کے میرے پاس دس اونٹ ہیں انہی کے دودھ پر میرے گھر والوں کا گزارہ ہے اور وہی بار برداری کے کام آتے ہیں۔ اور دوسرے جہاد کیونکہ میں بزدل ہوں۔ اور سنا ہے کہ جو جنگ سے پشت پھیرے گا وہ اللہ کے غضب کے ساتھ لوٹے گا۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں میدان جنگ سے واپس لوٹوں اور اللہ کے غضب میں آ جاؤں۔

حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ اور ہاتھ ہلاتے ہوئے فرمایا اے بشیر اگر تم زکوٰۃ دو گے اور جہاد نہ کرو گے تو کس عمل کے ذریعہ جنت میں داخل ہو گے۔ یا رسول اللہ ہاتھ بڑھایئے میں آپ سے بیعت کرتا ہوں اور تمام اعمال پر میں بیعت ہوا۔

14.2 حضرت عوف بن مالکؓ اشجعی اور ساتھیوں کی بیعت

عوفؓ اپنے آٹھ یا نو ساتھیوں کے ساتھ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپؐ نے فرمایا کیا تم اللہ کے رسولﷺ سے بیعت نہیں ہوتے۔ اس جملہ کو آپؐ نے تین بار دہرایا۔ ہم آپؐ سے بیعت ہونے کے لئے بڑھے اور کہا ہم تو آپؐ سے بیعت ہو چکے ہیں اب آپؐ کس چیز کی بیعت لینا چاہتے ہیں۔

آپؐ نے فرمایا اس بات پر کہ تم اللہ کی عبادت کرو گے۔ اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے۔ پانچ نمازیں پڑھو گے اور ایک جملہ آہستہ سے کہا کہ کسی سے کوئی چیز نہ مانگو گے۔ حضرت عوفؓ فرماتے ہیں کہ اسکے بعد میں نے دیکھا کہ یہ لوگ اگر کوڑا بھی گر جاتا تو وہ کسی سے نہ کہتا کہ کوڑا اٹھا دے بلکہ خود سواری سے اترتا اور خود اٹھاتا۔

14.3 حضرت عبادہ بن صامتؓ کا حضورﷺ کے ہاتھ پر بیعت کرنا

یہ مدینہ منورہ کے سرداروں میں سے تھے۔ یہ حضورﷺ کی خدمت میں حاضر تھے تو آپؐ نے فرمایا کہ مجھ سے ان باتوں پر بیعت ہو جاؤ۔ تم اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گے۔ چوری اور زنا نہیں کرو گے۔ کسی کو ناحق قتل نہیں کرو گے۔ لوٹ مار اور نافرمانی نہیں کرو گے اگر تم نے اس عہد کو پورا کر دیا اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے اور اس کے بدلہ میں جنّت ملے گی اور جو ان کاموں میں سے کوئی کام کر بیٹھا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈالا تو اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اگر چاہے تو عذاب دے اور چاہے تو اسے معاف کر دے۔

14.4 خواتین انصار کا حضورﷺ کی اتباع پر بیعت کرنا

حضرت امِ عطیہؓ فرماتی ہیں کہ جب حضورﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو آپؐ نے انصار کی خواتین کو ایک گھر میں جمع فرمایا اور حضرت عمرؓ کو بھیجا۔ انہوں نے دروازے پر پہنچ کر فرمایا کہ میں رسول اللہﷺ کا قاصد ہوں انہوں نے خوش آمدید کہا۔ پھر آپؐ نے کہا کہ کیا تم ان باتوں پر بیعت کرتی ہو۔

☆ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو گی۔

☆ چوری اور زنا نہیں کرو گی۔

☆ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گی۔

☆ کوئی بہتان نہ لاؤ گی اور کسی کے مرنے پر نوحہ نہ کرو گی۔

☆ کسی نیکی کے کام میں نافرمانی نہیں کرو گی۔

خواتین نے کہا کہ ہم تیار ہیں۔ حضرت عمرؓ نے دروازے سے اپنا ہاتھ اندر کیا اور خواتین نے بھی اپنے ہاتھ بڑھائے (حضرت عمرؓ کا ہاتھ کسی سے نہیں لگا)۔ پھر حضرت نے کہا کہ اے اللہ! اب تو گواہ ہو جا۔ پھر خواتین کو حکم دیا کہ عیدین میں حیض والی عورتیں اور سیانی بچیاں بھی عیدگاہ جایا کریں۔ اور جنازے کے ساتھ نہ جائیں اور یہ کہ جمعہ خواتین پر فرض نہیں ہے۔

14.5 ہند بنت عتبہ (زوجہء ابوسفیان) کا حضورﷺ سے بیعت ہونا

ہندؓ نے اپنے شوہر حضرت ابوسفیانؓ سے کہا کہ میں محمدﷺ سے بیعت ہونا چاہتی ہوں۔ ابوسفیانؓ نے کہا۔ میں نے تو اب تک یہ دیکھا ہے کہ تم ہمیشہ سے ان کا انکار کرتی رہی ہو۔ انہوں نے کہا ''واللہ! تمہاری یہ بات صحیح ہے لیکن واللہ! آج رات سے پہلے میں نے مسجد حرام میں اللہ تعالیٰ کی اتنی عبادت ہوتے ہوئے نہیں دیکھی۔ واللہ! مسلمانوں نے ساری رات قیام رکوع اور سجدہ میں گزاری ابوسفیانؓ نے کہا لیکن تم تو اسلام (اور مسلمانوں) کے خلاف بہت سے کام کر چکی ہو اس لئے تم اپنے ساتھ اپنی قوم کے کسی اور آدمی کو لے جاؤ۔

چنانچہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئیں اور ان کو اپنے ساتھ لے گئیں (دوسری روایت میں ہے کہ اپنے بھائی حذیفہ بن عتبہ ان کے ساتھ گئے) آپ خواتین سے بیعت لینے لگے۔ کہ تم اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرو گی۔ اور چوری اور زنا نہیں کرو گی۔ اس پر ہند نے کہا کہ ''کیا شریف عورتیں بھی زنا کرتی ہیں''۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ فقر کے ڈر سے اپنے بچوں کو قتل نہ کرو گی۔ ہند نے کہا ''کیا آپ نے ہمارے لئے بچّے چھوڑے ہیں کہ جنہیں ہم قتل کریں'' (سب ہی کو تو آپ نے جنگ میں مار ڈالے)۔ چوری پر کہا کہ ''اپنے شوہر کے مال میں سے چوری کرتی ہوں۔ اس لئے اس پر آپ سے بیعت نہیں کر سکتی''۔ حضورﷺ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ یہاں تک کہ ابوسفیانؓ کو بلوایا اور پوچھا کہ تم اسے اپنے مال میں سے لینے کی اجازت دے دو۔ ابوسفیانؓ نے کہا تم میرا جتنا مال لے چکی ہو چاہے وہ ختم ہو گیا ہو یا باقی وہ سب تمہارے لئے حلال ہے۔ یہ سن کر حضورﷺ ہنسنے لگے آپ نے عورتوں کو نوحہ کرنے سے منع فرمایا کہ

زمانہ جاہلیت میں عورتیں کپڑے پھاڑا کرتی تھیں اور چہرہ نوچا کرتی تھیں اور سر کے بال کاٹ دیتی تھیں اور واویلا مچایا کرتی تھیں (آپؐ نے ان تمام کاموں سے منع فرمایا) اور بیعت کی۔

ہندؓ کی بہن فاطمہ بنت عتبہ بھی ان کے ساتھ تھیں۔ فاطمہ اور ہند نے کہا کہ اب تک اس خیمہ سے زیادہ مبغوض کوئی خیمہ نہیں تھا۔ اور اس سے زیادہ کوئی بات پسند نہ تھی کہ اس خیمہ اور اہل خیمہ کو اللہ تباہ و برباد کردے۔ اور آج واللہ اس خیمہ سے زیادہ محبوب کوئی خیمہ نہیں اور اللہ اسے آباد کرے اور اس میں برکت دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ واللہ! تم میں سے ہر شخص تب ہی کامل ایمان ہوگا جب کہ میں اس کو اس کی اولاد اور والدین سے زیادہ محبوب ہوجاؤں۔

اللہ پاک کی ان خواتین پر لاکھوں رحمتیں نازل ہوں۔ آمین

۱۵

چند دلچسپ اور روح پرور واقعات

چند دلچسپ اور روح پرور واقعات

15.1 میزبان رسول ﷺ ابوایوب انصاریؓ کی میزبانی

حضرت ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ ایک سخت گرمی کے دن دو پہر میں ابوبکرؓ گھر سے مسجد کی طرف چلے۔ عمر فاروقؓ نے پوچھا کہ خیر تو ہے آپ اس وقت کیسے تشریف لے جا رہے ہیں؟ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ اس وقت سخت بھوک لگی ہوئی ہے عمر فاروقؓ نے فرمایا کہ میں بھی اسی وجہ سے یہاں آیا ہوں۔ ابھی یہ آپس میں بات کر رہے تھے کہ حضور پاک ﷺ بھی ان دونوں کے پاس تشریف لے آئے۔ پوچھنے پر دونوں نے عرض کیا واللہ: ہم اس لئے یہاں آئے ہوئے ہیں کہ سخت بھوک لگی ہے۔ حضور پاک ﷺ نے فرمایا کہ قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں بھی اسی وجہ سے گھر سے باہر آیا ہوں۔ آؤ چلیں اور یہ تینوں عظیم حضرات ابوایوب انصاریؓ کے گھر پر تشریف لائے۔ ابوایوبؓ کا طریقہ تھا کہ حضور ﷺ کے لئے کھانا یا دودھ بچا کر رکھتے لیکن آج چونکہ حضور ﷺ کو آنے میں دیر ہوگئی تو وہ یہ کھانا اپنے گھر والوں کو کھلا کر اپنے کھجوروں کے باغ میں کام کرنے چلے گئے ان کے دروازے پر ان کی اہلیہ نے ان تینوں حضرات کا استقبال کیا۔ اور کہا اھلاً وسھلاً اے اللہ کے نبی کریم ﷺ اور اس کے ساتھ آنے والوں کو۔ ابوایوبؓ کے متعلق پوچھا۔ حضور ﷺ کی آواز سن کر ابوایوبؓ دوڑتے ہوئے گھر تشریف لائے۔ اور خوش آمدید کہا کہ عام طور پر آپؐ کے یہ آنے کا وقت نہیں ہے؟ اور پھر باغ سے ایک کھجور کا خوشہ توڑا جس میں کچے پکے کھجور سب ہی تھے اور پیش کیا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ پورا خوشہ توڑ لیا ہمارے لئے اس میں سے خشک کھجور چن لیتے۔ ابوایوبؓ نے فرمایا کہ میں نے چاہا کہ آپ خشک وتر اور گدر تینوں قسم کے کھجور کھائیں۔ اب میں آپ کے لئے جانور بھی ذبح کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دودھ والا ذبح نہ کرنا۔ چنانچہ ابوایوب نے سال یا کم کی بکری ذبح کی۔ اہلیہ سے کہا تم آٹا گوندھ کر روٹی پکاؤ اور ابوایوبؓ نے آدھے گوشت کا سالن اور آدھے کو بھون لیا۔ ابوایوبؓ نے جب کھانا دسترخوان پر لگایا تو حضور پاک ﷺ نے تھوڑا سا گوشت روٹی پر رکھ کر ابوایوبؓ کو دیا اور کہا کہ فاطمہؓ کو دے آؤ کیوں کہ بہت دنوں سے اس نے ایسا کھانا نہیں کھایا۔ کھانے کے بعد (اللہ کے شکرانے میں) آپؐ کی آنکھوں میں آنسو آگئے پھر فرمایا کہ یہی وہ نعمتیں جن کے بارے میں تم سے قیامت کے دن پوچھا جائیگا۔ (**ثُمّ لتسئلنّ يومئذٍ عن النعيم**) یہ بات آپکے صحابہؓ کو بھاری معلوم ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔ لیکن جب تم کو ایسا کھانا ملے اور شروع کرتے وقت بسم اللہ کہہ لیا کرو اور جب تم سیر ہوجاؤ تو کھانے کی یہ دعا پڑھ لیا کرو۔ تو یہ دعا اس کھانے کا بدلہ ہوجائیگی (اور قیامت میں سوال نہیں کیا جائیگا)

الحمد الله الذى هو اشعنا و انعم علينا فافضل

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے ہمیں سیر کیا اور انعام کیا اور خوب دیا۔

آپؐ نے ابوایوبؓ سے کہا کہ کل ہمارے پاس آنا۔ ابوایوبؓ یہ بات نہ سن سکے تو عمرؓ نے کہا کہ ابوایوبؓ تمہیں حضور ﷺ کل آنے کا حکم دے رہے ہیں۔ چنانچہ وہ اگلے دن حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے انہیں اپنی باندی دے دی اور فرمایا اے ابوایوبؓ اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنا چونکہ جب تک ہمارے پاس رہی ہم نے اس میں خیر ہی دیکھی ابوایوبؓ جب گھر لوٹے تو فرمایا کہ حضور ﷺ کی وصیت کو پورا کرنے کی بہترین صورت یہ ہے کہ میں اسے آزاد کردوں چنانچہ اسے آزاد کردیا۔

15.2 حضور ﷺ کی اپنے نواسوں سے شدید محبت کی ایک جھلک

حضرت فاطمہؓ فرماتی ہیں کہ حضور پاک ﷺ گھر تشریف لائے تو پوچھا کہ میرے بیٹے حسن وحسین کہاں ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ علیؓ فلاں یہودی کے باغ میں مزدوری کے لئے گئے ہیں اور بچوں کو بھی اپنے ساتھ لے گئے ہیں وہ فرماتے تھے کہ چونکہ گھر میں کھانے کے لئے کچھ نہیں ہے اور بچے گھر میں روتے رہیں گے۔ حضور پاک ﷺ

وہاں تشریف لے گئے اور دیکھا کہ حسن وحسین دونوں پانی کے حوض پر کھیل رہے ہیں۔ اوران کے سامنے کچھ کھجوریں رکھی ہوئی ہیں۔ حضورﷺ نے فرمایا اے علیؓ گرمی تیز ہونے سے پہلے کیا تم میرے بچوں گھر واپس نہیں لے جاتے؟ حضرت علیؓ نے کہا کہ آپ ذرا دیر انتظار فرمالیں تو میں فاطمہؓ کے لئے بھی کچھ کھجوریں جمع کرلوں۔ (یہودی جناب علیؓ کی مزدوری کھجوروں کی شکل میں دے رہا تھا آپؑ اسکے کنویں سے درختوں کو پانی لگا رہے تھے)۔ حضورﷺ وہاں اپنے نواسوں کے ساتھ بیٹھ گئے یہاں تک کہ علیؓ نے فاطمہؓ کے لئے بھی کھجوریں اکٹھا کرلیں۔ اور ایک کپڑے میں باندھ لیا۔ واپسی پر ایک کو حضورﷺ نے اور دوسرے کو علی مرتضیٰؓ نے گود میں لیا اور گھر پہنچے۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ یہ (یا اسی قسم کا) قصہ سناتے ہوئے جناب علیؓ نے فرمایا آج میرا یہ حال ہے کہ میرے مال کی زکوۃ چالیس ہزار درہم تک پہنچ گئی ہے۔

15.3 فاتح ایران حضرت سعد ابن ابی وقاصؓ کی مکی دور میں بھوک کی شدت

سعد ابن وقاصؓ فاتح ایران ہیں۔ جنگ قادسیہ جو امیر المومنین عمرؓ کے زمانے میں ایران کے خلاف ہوئی اسکے سپہ سالار آپ ہی تھے۔ وہ اپنا مکّی زندگی کا ایک واقعہ سناتے ہیں کہ کس طرح مصیبتوں اور اذیتوں پر صبر کیا اور اف تک نہ کیا۔ اور بعد میں جب پورے فارس کے خزانے آپ کے قدموں میں ڈال دیئے گئے تو نگاہ اٹھا کر بھی نہ دیکھا۔ چنانچہ فرماتے ہیں جس زمانے میں شعب ابی طالب میں بنو ہاشم قید کردیئے گئے تھے اور کھانے پینے کی ہر چیز حضورﷺ اور آپ کے قبیلے بنو ہاشم کے لئے ممنوع تھی کہ ایک رات سعد ابن ابی وقاصؓ پیشاب کرنے کے لئے گھاٹی سے نکلے۔ جہاں پیشاب کر رہے تھے وہاں سے کسی چیز کی کھڑکھڑاہٹ کی آواز سنی۔ جو غور سے دیکھا تو وہ اونٹ کی سوکھی ہوئی کھال کا ٹکڑا تھا۔ جس پر پیشاب کے قطرے گرنے سے آواز پیدا ہورہی تھی۔ جسے انہوں نے اٹھا لیا پھر اسے دھو کر جلایا پھر اسے دو پتھروں کے درمیان رکھ کر اس کو سفوف بنایا اور اسے پھانک کر پانی پی لیا اور اس ''کھانے'' پر تین دن گذارے۔

15.4 حضرت مقداد بن اسودؓ کا نبی کریمﷺ کے حصّے کا دودھ پی لینا۔ اور حضورﷺ کی دعا

مقداد بن اسودؓ ان صحابہؓ میں سے تھے کہ جب مدینہ منورہ پہنچے تو حضورﷺ نے دس دس کر کے مختلف

گھروں پر تقسیم کر دیا۔ حضرت مقدادؓ حضورﷺ کے حصے میں آئے تھے۔ اور آپؑ کے ساتھ دو حضرات اور تھے۔ بھوک فقر و فاقہ کی وجہ سے کانوں کی سننے اور آنکھوں کی دیکھنے کی طاقت متاثر ہوگئی تھی۔ آپؑ کے پاس صرف تین بکریاں تھیں جن کا دودھ نکالا کرتے اور تینوں میں تقسیم ہوجاتا تھا اور حضورﷺ کا حصّہ الگ رکھ دیا جاتا تھا کہ جب وہ باہر سے تشریف لائیں تو نوش فرمالیں۔ آپؑ جب بھی گھر میں تشریف لاتے تو اتنی آواز سے سلام کرتے کہ سننے والا سن لے اور سونے والا نہ جاگے۔ شیطان اور نفس نے کہا کہ اس میں کیا حرج ہے کہ آج حضورﷺ کے حصّہ کے چند گھونٹ دودھ پی لو اس لئے کہ حضورﷺ ابھی تک نہیں آئے اور وہ انصار کے پاس گئے ہونگے تو وہاں کچھ نہ کچھ ان تواضع اور مہمان داری بھی ہوجائیگی۔ شیطان میرے پیچھے پڑا رہا یہاں تک کہ حضورﷺ کے حصّے کا دودھ میں نے پی لیا۔ پینے کو تو پی لیا لیکن اب شیطان نے مجھے شرمندہ کرنا شروع کیا کہ جب حضورﷺ تشریف لائیں گے اور اپنے حصہ کا دودھ نہ پائیں گے تو تیرے لئے بد دعا کریں گے اور تو برباد ہوجائے گا۔ میرے دونوں ساتھی اپنے حصّہ کا دودھ پی کر سوگئے۔ لیکن مجھے اس شرمندگی نے سونے نہ دیا البتہ چادر اوڑھے ہوئے پڑا رہا کہ اتنے میں حضورﷺ تشریف لائے کچھ دیر نماز پڑھی اور برتن پر نظر ڈالی تو دودھ سے خالی پایا۔ اس پر آپؑ نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھائے۔ اے اللہ! جو مجھے کھلائے تو اسے کھلا اور جو مجھے پلائے تو اس کو پلا۔

یہ سنتے ہی میں نے چھری اٹھائی چادر لی اور بکریوں کی طرف چلا اور اندھیرے میں اچھی بکری ذبح کیلئے تلاش کر رہا تھا کہ میں اسے حضورﷺ کے لئے ذبح کروں۔ لیکن یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ تمام بکریوں کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔ (حالانکہ ابھی تھوڑی دیر پہلے دودھ دھویا تھا)۔ چنانچہ دودھ کا خاص برتن لیا اور اس میں اتنا دودھ نکالا کہ اوپر جھاگ آگئی۔ پھر حضورﷺ کی خدمت میں دودھ پیش کیا۔ آپؑ نے نوش فرمایا اور پھر مجھے دیا میں نے اس میں سے پیا۔ میں نے دوبارہ پیش کیا آپؑ نے پھر نوش فرمایا۔ پھر مجھے دے دیا۔ میں نے دوبارہ اس میں سے پیا۔ اور خوشی سے ہنسنے لگا۔ اور لوٹ پوٹ ہوگیا۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ مقدادؓ! تیری حرکتوں میں سے یہ ایک حرکت ہے۔ تو میں نے پورا ماجرا حضورﷺ کو کہہ سنایا۔ (یہی دودھ سے تھنوں کا بھر جانا) صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہی ہوا ہے۔ اگر تم اپنے دونوں ساتھیوں کو بھی اٹھا لیتے اور وہ بھی اس دودھ میں سے پی لیتے (تو اچھا ہوتا)۔ یا رسول اللہﷺ! آپؑ نے نوش فرمایا اور آپ کا بچا ہوا مجھے مل گیا اس تبرّک کے بعد اور کیا چاہئے کہ کسی کا خیال آئے اور کسی کی پرواہ کی جائے۔

15.5 حضرت ابو ہریرہؓ کا فاقہ اور نبی کریمﷺ کی دودھ سے انکی اور اصحابِ صفّہ کی تواضع

حضرت ابو ہریرہؓ سخت بھوک کی حالت میں اس راستے پر بیٹھ گئے۔ جہاں سے اکثر یہ حضرات گذرتے تھے۔ سب سے پہلے ابوبکرؓ گذرے تو میں نے ایک آیت شریفہ کے متعلق پوچھا اور مقصد یہ تھا کہ یہ مجھے اپنے ساتھ گھر لے جائینگے لیکن انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ پھر جناب عمرؓ گذرے میں نے پھر ایک آیت شریفہ کے متعلق پوچھا۔ انہوں نے جواب تو دے دیا لیکن گھر نہ لے گئے۔ اتنے میں نبی کریمﷺ کا وہاں سے گذر ہوا آپؐ نے میرے چہرہ کی خستہ حالی دیکھ کر میری دل کی بات جان لی اور فرمایا۔

اے ابو ہریرہ! میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا ''میرے ساتھ آؤ''۔ میں ساتھ ہولیا۔ آپؐ گھر میں داخل ہوئے اور پھر مجھے بھی اجازت فرمائی۔ میں نے گھر میں دودھ کا پیالہ دیکھا۔ آپؐ نے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے۔ فلاں نے ہدیہ بھجوایا ہے۔ فرمایا اے ابو ہر (پیار سے ابو ہریرہ کی جگہ ابو ہر فرمایا) جاؤ اہلِ صفّہ کو بلا لاؤ۔ اہلِ صفّہ اسلام کے مہمان تھے۔ جن کا گھر تھا نہ مال حضورﷺ کے پاس جب کوئی ہدیہ آتا تو اہل صفّہ کو شامل فرماتے اور خود بھی استعمال فرماتے۔ اور اگر صدقہ ہوتا تو خود استعمال نہ فرماتے اور سارے کا سارا اہل صفّہ کو دے دیتے۔

آپ نے اہل صفّہ کو بلایا تو مجھے بڑی پریشانی ہوئی۔ کیونکہ میں نے سوچا کہ اس دودھ سے ایک دن رات آسانی سے گذر جائیگا۔ لیکن جب وہ آئینگے تو پلانے کی خدمت بھی مجھے ادا کرنی پڑیگی اور اگر میری باری آئی بھی تو اس وقت تک شاید کچھ نہ بچے گا۔ لیکن حضورﷺ کے حکم کے مانے بغیر چارہ بھی نہ تھا۔ میں انکو بلا کر لایا اور حضورﷺ کی اجازت سے وہ مکان میں داخل ہوئے اور سلیقے سے بیٹھ گئے۔ حضورﷺ نے کہا ابو ہر پیالہ لو اور ان کو پلانا شروع کرو۔ ہر شخص پیتا اور خوب سیر ہو کر پیتا پھر مجھے پیالہ واپس کرتا اور اس طرح میں نے سب کو پلایا۔ اور وہ پیالہ حضورﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے وہ پیالہ اپنے دست مبارک میں لے کر سر اٹھایا اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا اے ابو ہر اب میں اور تم باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے کہا آپؐ نے سچ فرمایا لو اب تم بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں نے خوب پیا۔ حضورﷺ نے فرمایا اور پیو میں نے اور پیا اور وہ بار بار فرماتے اور میں پیتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے کہا اس اللہ کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اب کوئی گنجائش نہیں۔ اچھا پیالہ مجھے دے دو میں نے پیالہ حضورﷺ کو

دے دیا اور آپؐ نے وہ بچا ہوا دودھ نوش فرمایا۔

ایک مرتبہ تین دن کا فاقہ ہوا۔ گھر سے صفّہ چلا تو راستے میں کمزوری سے گرنے لگا۔ بچوں نے کہا کہ ابو ہریرہ کو جنون ہو گیا ہے۔ میں نے کہا کہ تم مجنون ہو گئے۔ بہر حال صفّہ تک پہنچ گیا۔ میں نے دیکھا کہ حضور پاکﷺ اہل صفّہ کو شہد کے دو پیالوں میں سے جو آپ کے لئے آئے تھے کھلا رہے ہیں۔ میں اس کوشش میں تھا کہ حضورﷺ مجھے بھی دیکھ لیں اور بلالیں۔ یہاںتک کہ اہل صفہ کھانے سے فارغ ہو گئے۔ پیالوں میں کناروں پر تھوڑا سا کھانا بچا ہوا تھا۔ اس سب کو حضورﷺ نے جمع کیا تو ایک لقمہ بن گیا۔ جسے آپ نے اپنی انگلیوں پر رکھ کر مجھ سے فرمایا کہ بسم اللہ کہہ کر اسے کھاؤ۔ واللہ! میں اس لقمہ میں سے کھاتا رہا یہاں تک کہ میرا پیٹ بھر گیا اور لقمہ ختم نہ ہوا۔

ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت ابو ہریرہؓ کے پاس بیٹھے تھے۔ اور آپ کتان کا قیمتی لباس پہنے ہوئے تھے۔ آپ نے کتان ایک کپڑے سے ناک صاف کرتے ہوئے کہا واہ واہ! آج ابو ہریرہ کتان کے کپڑے سے ناک صاف کر رہا ہے۔ حالانکہ ایک زمانہ گزرا جب میں حضورﷺ کے منبر اور عائشہ صدیقہؓ کے، حجرے کے درمیان بے ہوش پڑا رہتا تھا اور گذرنے والے مجھے مجنون سمجھ کو پاؤں سے گردن دبا رہے ہوتے تھے۔ حالانکہ یہ جنون نہیں تھا بلکہ بھوک کی زیادتی کی وجہ سے بے ہوشی تھی۔

15.6 جنگ یرموک میں حضرت حارث بن ہشامؓ۔ عکرمہؓ بن ابو جہل اور حضرت عیاشؓ کا وقت شہادت ایک دوسرے کے لیے ایثار۔ اور حالت پیاس میں جان دینا۔

حضرت حبیب بن ابی ثابت فرماتے ہیں کہ

جنگ یرموک میں حارثؓ عکرمہؓ اور عیاشؓ نے شدید جنگ کی کہ زخموں سے چور ہو کر گر پڑے۔ حارثؓ نے پینے کے لئے پانی مانگا۔ جب ان کے پاس پانی پلانے والا پہنچا تو عکرمہؓ نے (جو پاس ہی زمین پر پڑے تھے) حارث اور پانی پلانے والے کو دیکھا تو حارث نے پانی پلانے والے سے کہا کہ یہ پانی عکرمہؓ کو دے دو۔ ابھی عکرمہؓ نے پانی لیا ہی تھا کہ ان کی طرف عیاشؓ نے دیکھا تو عکرمہؓ نے کہا یہ گلاس عیاشؓ کو دے دو۔ ابھی پانی لے کر پانی والے صاحب پہنچے ہی تھے کہ عیاشؓ کی روح پرواز کر گئی۔ وہ دوڑ کر عکرمہؓ کے پاس واپس آئے کہ ان کو پانی

پلادیں تو عکرمہؓ بھی شہید ہو چکے تھے۔ پھر وہ حارثؓ کے پاس گئے تو وہ بھی شہید ہو چکے تھے۔

15.7 حضرت ابو بکرؓ کا لباس اور جبرائیل امین کا اللہ پاک کی طرف سے سلام پہنچانا

حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے۔

ایک مرتبہ حضورﷺ کے ساتھ ابو بکرؓ تشریف فرما تھے۔ ایک چوغہ پہنے ہوئے تھے۔ جس میں بٹن کے بجائے کانٹے لگائے ہوئے تھے۔ اتنے میں جبرائیلؑ تشریف لائے اور اللہ کا سلام حضورﷺ کو پہنچایا۔ اور پوچھا کہ یا رسول اللہ! کیا بات ہے میں دیکھ رہا ہوں کہ ابو بکر صدیقؓ نے چوغے میں بٹن کے بجائے کانٹے لگا رکھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل! ابو بکرؓ نے اپنا سارا مال فتح مکہ سے پہلے ہی مجھ پر خرچ کر دیا (اب انکے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ بٹن لگا سکیں) جبرائیلؑ نے کہا کہ آپؐ ابو بکرؓ کو اللہ کا سلام پہنچا دیں اور ان سے پوچھیں کہ "تمہارا رب تم سے پوچھ رہا ہے کہ تم اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہو یا ناراض؟" حضورﷺ نے جب ابو بکرؓ سے یہ سب کہا تو ابو بکرؓ یہ سن کر رو پڑے اور کہا کہ کیا میں اپنے رب سے ناراض ہو سکتا ہوں؟ میں اپنے رب سے (اس حال میں بھی) راضی ہوں راضی ہوں۔

15.8 جنگ خندق کی اندھیری اور سرد ترین رات میں حضرت حذیفہؓ کی حضورﷺ کے حکم پر دشمن کی جاسوسی

حضرت حذیفہؓ نے یہ واقعہ اپنے بھتیجے عبدالعزیزؒ کو سنایا کہ غزوہ خندق میں۔ لشکر قریش سامنے تھا اور بنو قریظہ یہودی مدینہ منورہ کے عقب میں تھے جن سے ہمارے اہل و عیال کو سخت خطرہ تھا۔ خندق والی رات سے زیادہ اندھیری، سرد اور آندھی والی رات ہم نے کبھی نہ دیکھی تھی ہوا اتنی تیز تھی کہ اس میں بجلی کی کڑک کی طرح آواز آ رہی تھی اور اندھیرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ سجھائی نہیں دے رہا تھا۔ منافق حضورﷺ سے اجازت مانگ کر جا چکے تھے کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ غیر محفوظ نہیں تھے۔ آپؐ سے جو بھی اجازت مانگتا آپ اجازت دے دیتے اور لوگ اجازت کے بعد چپکے چپکے نکل جاتے۔ آخری تعداد صحابہ کی تین سو رہ گئی تھی۔ حذیفہؓ کے پاس صرف ایک اونی چادر تھی جو مشکل سے گھٹنے تک پہنچتی تھی۔ حضورﷺ ہر ایک کے پاس تشریف لائے اور جب میرے پاس آئے تو میں

گھٹنوں کے بل بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا یہ کون ہے؟ تو میں نے کہا حذیفہ: میں کھڑا نہیں ہونا چاہتا تھا لیکن جب حضورﷺ کو اپنے پاس کھڑے ہوئے پایا۔ تو مجبوراً کھڑے ہونا پڑا۔ آپؐ نے فرمایا کہ دشمن میں کوئی بات ہونے والی ہے تم جا کر ان کی خبر لے کر میرے پاس آؤ۔ اس وقت مجھے سب سے زیادہ ڈر لگ رہا تھا اور سب سے زیادہ سردی لگ رہی تھی۔ لیکن تعمیل ارشاد کے بغیر کوئی چارہ نہ تھا۔ میں چل پڑا اور حضورﷺ نے میرے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اس کو آگے سے پیچھے سے دائیں سے بائیں سے اوپر سے نیچے سے ہر طرف سے اس کی حفاظت فرما و اللہ! آپؐ کی دعا کے نتیجے میں ڈر اور سردی سب دور ہو گئے جب میں روانہ ہونے لگا تو حضورﷺ نے فرمایا کہ حذیفہ! میرے پاس واپس آنے تک وہاں کوئی حرکت نہ کرنا۔

دشمن کے لشکر میں پہنچا تو وہاں آگ نظر آئی (لوگ آگ تاپ رہے تھے) ایک بھاری بھرکم آدمی آگ پر ہاتھ سینک کر پہلو پر پھیر رہا تھا۔ اور کہہ رہا تھا کہ یہاں سے چلے چلو چلے چلو یہ ابو سفیان تھا میں اس کو پہچانتا نہیں تھا۔ میں نے ارادہ کیا کہ اس کو نمٹاتا چلوں۔ چنانچہ تیر نکال کر کمان میں رکھ لیا تاکہ آگ کی روشنی میں اس پر تیر چلا دوں۔ لیکن حضورﷺ کا فرمان یاد آ گیا اس لئے رک گیا اور تیر واپس ترکش میں رکھ لیا۔ پھر میں نے ہمت کی اور لشکر کے اندر گھس گیا۔ میرے سب سے زیادہ قریب بنو آمر تھے۔ وہ کہہ رہے تھے کہ آل آمر! بھاگ چلو بھاگ چلو! اب تمہارے ٹھہرنے کی یہاں گنجائش نہیں ہے اور ان کے لشکر میں تیز آندھی چل رہی تھی جو ان کے لشکر کے باہر موجود نہ تھی۔ واللہ! میں ریت اور کنکر کی آواز سن رہا تھا جنہیں ہوا اڑا کر ان کے کجاووں اور بستروں پر پھینک رہی تھی۔ پھر میں حضورﷺ کی طرف واپس چل پڑا ابھی راستے میں ہی تھا کہ مجھے تقریباً بیس گھوڑے سوار عمامہ باندھے ہوئے ملے انہوں نے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ اللہ نے ان کے دشمنوں کا خود انتظام کر دیا ہے۔ جب میں حضورﷺ کی خدمت میں پہنچا تو آپ چھوٹی سی چادر یا چوغہ پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ واللہ! واپس خیمہ میں داخل ہوتے ہی سردی سے کپکپانے لگا۔ حضورﷺ نے حالت نماز میں اشارہ فرمایا۔ میں آپؐ کے قریب ہو گیا۔ آپ نے چادر یا چوغے کا ایک کنارہ مجھ پر ڈال دیا۔ میں نے آپ کو دشمنوں کے حالات بتائے اور یہ کہ میں نے انہیں اس حالت میں چھوڑا ہے کہ ہر طرف چلو چلو کی آوازیں آ رہی تھیں اور وہ سب کوچ کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس چادر کا مجھ پر اثر ہوا کہ میں صبح تک سوتا رہا۔ صبح ہوئی تو آپؐ نے فرمایا کہ اے سونے والے اٹھو۔ اللہ پاک نے اس وقت یہ آیتیں نازل

فرمائی۔

---- (سورۃ احزاب آیت ۹ تا ۲۵)

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو۔ جب تم پر چڑھ آئیں فوجیں پھر ہم نے ان پر ہوا بھیج دی اور وہ فوجیں جو تم نے نہیں دیکھیں۔ اللہ وہ سب کچھ دیکھ رہا تھا جو تم اس وقت کر رہے تھے۔ جب اوپر سے اور نیچے سے تم پر چڑھ آئے۔ جب خوف کے مارے آنکھیں پتھرا گئیں، کلیجے منہ کو آ گئے اور تم لوگ اللہ کے بارے میں طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔ اس وقت اہل ایمان خوب آزمائے گئے اور بری طرح ہلا کر رکھ دیئے گئے۔ یاد کرو وہ وقت جب منافقین اور جن کے دل میں روگ تھا کہہ رہے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو وعدے کئے تھے وہ سب فریب تھا جب ان مین سے ایک گروہ نے کہا کہ اے اہل یثرب تمھارے لئے ٹھکانہ نہیں سو پھر چلو اور رخصت مانگنے لگا ایک فریق ان میں نبی سے کہنے لگے ہمارے گھر کھلے پڑے ہیں اور کھلے نہیں تھے۔ دراصل وہ بھاگنا چاہتے تھے -------------------- تم سے لے کر اپنے اوپر لے لی مسلمانوں کی جنگ اللہ تو زور آور اور زبردست ہے۔

ہجرت

ہجرت

4.1 ہجرت پیغمبر عظیم ﷺ وصدیق اکبرؓ

جب قریش کو یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے مدینہ منورہ میں حضور کیلئے ٹھکانہ اور محفوظ جگہ بنا دی ہے اور انصار مسلمان ہو چکے ہیں اور مہاجرین ان کے پاس جا رہے ہیں۔ اور حضور ﷺ کسی بھی دن مکّہ سے جا سکتے ہیں تو انہوں نے حضور ﷺ کو قید کرنے اور پھر قتل کرنے (نعوذ باللہ میں ذالک) کا فیصلہ کر لیا۔ اور بہت سرعت سے عملی جامہ پہنانے کی تیاری کر لی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ اور حضور ﷺ کو مطلع فرمایا۔

----- (سورۃ الانفال آیت ۔ ۳۰)

''اور جب کافر مکر کر رہے تھے کہ آپ کو قید کر دیں یا مار ڈالیں یا نکال دیں اور وہ بھی مکر کرتے تھے اور اللہ بھی تدبیر کر رہا تھا اور اللہ کی تدبیر سب سے بہتر ہے''

جس دن حضور ﷺ ابو بکرؓ کے پاس تشریف لے گئے تو آپؐ کو خبر دے دی گئی تھی کہ آج رات جب آپ بستر پر لیٹے ہونگے حملہ کر دیا جائے گا۔ اس دن آپ عین دوپہر کو ابو بکرؓ کے مکان پر تشریف لائے۔ اس سے پہلے آپؐ کبھی اس وقت نہیں آئے تھے۔ ابو بکرؓ نے خیال فرمایا کہ آج ضرور کوئی بات پیش آ گئی ہے۔ ابو بکرؓ نے ادب اختیار کیا اور چارپائی سے ذرا ہٹ گئے اور حضور ﷺ کو بٹھایا اس وقت ان کے ساتھ انکی بیٹیاں اسماءؓ اور عائشہؓ موجود تھیں۔ حضور ﷺ نے کہا کہ ان کو باہر بھیج دیں۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ میری بیٹیاں ہیں ان کے رہنے میں کوئی حرج

نہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پاک نے مجھے ہجرت کی اجازت دے دی ہے۔ ابو بکرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ! میں آپ کے ساتھ جانا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے تم بھی ساتھ چلو گے۔ عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ میرے والد خوشی سے رو پڑے۔ مجھے نہیں معلوم تھا کہ لوگ خوشی میں بھی روتے ہیں۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ سواری کے لئے دو سواریاں تیار ہیں جن کو چھ مہینہ سے اسی وقت کیلئے گھاس کھلا رہا ہوں۔ آپؐ ان میں سے ایک لے لیں آپؐ نے فرمایا کہ قیمتاً لونگا۔ چنانچہ حضور ﷺ نے ابو بکرؓ سے وہ سواری خرید لی۔

حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ ہم نے ان دونوں حضرات کے لئے سفر کا کھانا تیار کیا اور اپنے کمر بند کو پھاڑ کر دو ٹکڑے کئے اور ایک سے زادِ سفر باندھ دیا۔ رات حضور ﷺ نے جناب علیؓ کو اپنے پلنگ پر لٹا دیا اور عین کافروں کے درمیان جو آپؐ کے مکان کو گھیرے ہوئے تھے نکل کر حضرت ابو بکرؓ کے پاس آئے اور دونوں حضرات غار ثور کی طرف چل پڑے۔ ابو بکر صدیقؓ حضور ﷺ کے کبھی آگے چلتے اور کبھی پیچھے چلتے۔ حضور ﷺ اس بات کو سمجھ گئے۔ اور آپؐ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا ہے۔ کچھ دیر پیچھے چلتے ہو اور کچھ دیر آگے؟ یا رسول اللہ! جب مجھے خیال آتا ہے کہ کہیں کوئی پیچھے سے تلاش میں نہ آ رہا ہو تو پیچھے ہو جاتا ہوں پھر خیال آ جاتا ہے کہ آگے کوئی گھات میں نہ بیٹھا ہو۔ تو آگے ہو جاتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر اگر خدانخواستہ کوئی حادثہ پیش آئے تو کیا تم یہ پسند کرو گے کہ میرے بجائے تمہیں پیش آئے؟ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات پاک کی جس نے آپؐ کو حق دے کر بھیجا ہے۔ یہی بات ہے۔ اس ڈھائی سے تین گھنٹے کی چڑھائی اور راستہ پگڈنڈی کا اوپر سے اندھیرا اور صبح سے پہلے پہلے غار میں پہنچنا چنانچہ سارے ہی مسئلے بہت اہم تھے۔ حضور ﷺ کو کسی وجہ سے جوتے اتار کر چلنا پڑا۔ پیر زخمی ہو گئے اور خون رسنے لگا۔ اس موقع پر ابو بکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کو اپنے کندھوں پر اٹھا لیا اور رکے بغیر چلتے رہے۔ یہانتک کہ وقت مقررہ پر غار کے دہانے پر پہنچ گئے۔ ابو بکرؓ نے فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ ذرا یہاں ٹھہریں تاکہ میں غار کو صاف کر لوں۔ آپ نے غار صاف کیا اور جتنے سوراخ تھے اس میں اپنی چادر پھاڑ کر ٹھونس دی البتہ کپڑا ختم ہونے کی وجہ سے ایک سوراخ رہ گیا۔ حضور ﷺ کے ساتھ ابو بکرؓ غار میں داخل ہو گئے۔ حضور ﷺ ابو بکرؓ کی زانوئے مبارک پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور ابو بکرؓ نے ایک سوراخ کو اپنے پیر کے انگوٹھے سے بند رکھا تھا۔ سانپ جو اس سوراخ میں تھا اس نے کاٹنا شروع کیا لیکن ابو بکرؓ نے برداشت فرمایا کہ حضور ﷺ کے آرام میں خلل نہ ہو۔ یہانتک کہ اس کی تکلیف سے

آنسو نکل پڑے جو رخسار نبیؐ پر گرے اور حضور پاک ﷺ کی آنکھ کھل گئی۔ حضور ﷺ نے خیریت پوچھی تو ابو بکرؓ نے بتایا۔ حضور ﷺ نے اس انگوٹھے پر اپنا لعاب دہن لگا دیا اور تکلیف جاتی رہی اور زہر کا اثر بھی ختم ہو گیا۔

جب کفار کو یہ دونوں حضرات مکّہ میں نہ ملے تو وہ ان کی تلاش میں نکل پڑے۔ حضور ﷺ کو ڈھونڈ لانے والے کیلئے سو اونٹ کا انعام مقرر کیا گیا۔ اور کچھ ان میں سے مکّہ کے پہاڑوں پر تلاش کرتے کرتے اس پہاڑ پر پہنچ گئے جہاں غار ثور واقع ہے۔ ان میں سے ایک شخص غار کی طرف منہ کئے ہوئے تھا۔ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا یا رسول اللہ یہ تو ہمیں دیکھ رہا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہرگز نہیں فرشتے ہمیں اپنے پروں سے چھپائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ وہ شخص بیٹھ کر غار کی طرف منہ کر کے پیشاب کرنے لگا۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ ہمیں دیکھ رہا ہوتا تو ایسا نہ کرتا۔

ادھر مکڑیوں نے جالا بن لیا اور تلاش کرنے والے یہی سمجھے کہ اگر کوئی غار میں داخل ہوتا تو یہ جالا نہ ہوتا۔ ایک اور روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ غار کے منہ پر کبوتر کے جوڑے نے انڈے دے دیئے اور دیکھنے والوں نے یہی سمجھا کہ اس میں کیونکر کوئی ہو سکتا ہے۔ (کہتے ہیں کہ بیت اللہ کے اطراف ہزاروں کبوتر انہی دو کی نسل سے ہیں)۔ یہ دونوں حضرات تین دن اور تین رات اس غار میں رہے۔ ابو بکرؓ کے غلام عامر بن فہیرہ شام کے وقت ابو بکرؓ کی بکریاں لے آتے دودھ کا انتظام فرماتے اور رات کے آخر حصّہ میں بکریاں چراگاہ لے کر چلے جاتے اور چرواہوں کے ساتھ مل جاتے۔ چرواہوں کے ساتھ چلتے لیکن آہستہ چلتے اور پیچھے رہ جاتے اور اندھیرا ہوتے ہی بکریاں ان کے پاس لے جا کر دودھ کا بندوبست کرتے۔ دوسرے چرواہے یہ سمجھتے کہ وہ انہی کے ساتھ پیچھے آ رہے ہیں۔ ابو بکرؓ کے بیٹے عبداللہ بن ابو بکرؓ سارا دن مکّہ کے حالات معلوم کرتے اور رات ہوتے سارے حالات جا کر ان حضرات کو سنا دیتے اور پھر آخر رات غار ثور سے چل کر صبح صبح مکّہ پہنچ جاتے۔

امام احمدؒ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ حضرت ابو بکرؓ نے حضور ﷺ سے کہا کہ اگر یہ کافر جو غار کے دہانے پر ہیں کوئی اپنے پیروں کی طرف نظر ڈالے تو ہمیں اپنے قدموں کے نیچے دیکھے گا آپؐ نے فرمایا ابو بکر! تمہارا ان دو کے متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے۔

مکّہ سے روانہ ہوتے وقت دونوں اونٹنیاں قبیلہ بنو دئل بن بکر کے عبداللہ بن اریقط کو دے دی تھیں اور اسے اجرت پر راستہ بتانے کے لے لیا تھا۔ یہ شخص گو کہ مشرک تھا لیکن قابل اعتماد تھا اور بعد میں ثابت بھی ہوا۔ تین

دن اور تین رات کے بعد اہل مکّہ کی بھاگ دوڑ ختم ہو گئی اور وہ تھک ہار کے بیٹھ گئے۔ اور عبداللہ ابن اریقط طے شدہ وقت پر سواری لے کر پہنچ گیا۔ اور اب اللہ کے راستے کے اس عظیم قافلے نے غار ثور سے نکل کر ساحل کا راستہ اختیار کیا۔ اس قافلہ کے سالار اعلیٰ پیغمبر عظیم تھے۔ دوسرے ابو بکرؓ اور تیسرے آپ کے غلام عامر ابن فہیرہ اور چوتھے عبداللہ ابن اریقط جو راہبر تھے۔ اس سفر میں لوگ ابو بکر صدیقؓ کو پہچانتے تھے۔ اس لئے آپ سے حضور ﷺ کے متعلق پوچھتے جنکا اونٹ آگے چل رہا تھا کہ یہ کون ہیں تو ابو بکرؓ فرماتے یہ ہمارے راہبر ہیں یعنی راستہ دکھانے والے وہ سمجھتے کہ یہ سفر کا راستہ دکھانے والے ہیں۔

حضرت ابو بکرؓ بروایت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ ہم رات کے اول حصّہ میں نکلے اور ساری رات چلتے رہے۔ پھر سارا دن چلتے رہے۔ اسی طرح رات بھی چلتے رہے۔ پھر دوسرا دن ہوا اور دوپہر ہو گئی اور گرمی تیز ہوئی تو میں نے سایہ کی تلاش میں نظریں دوڑائیں کہ کہیں سایہ نظر آ جائے۔ جہاں ہم ٹھہر جائیں تو مجھے ایک چٹان نظر آئی تو وہاں پہنچے ابھی کچھ سایہ باقی تھا میں نے اس جگہ کو حضور ﷺ کے لئے برابر کیا اور آپ کے لئے ایک پوستین بچھا دی اور عرض کیا حضور ﷺ ذرا لیٹ جائیں۔ چنانچہ آپؐ لیٹ گئے۔ پھر میں نے نظر دوڑائی کہ کوئی ہماری تلاش میں تو نہیں آ رہا ہے کہ ایک چرواہا نظر آیا جو اپنی بکریاں چرا رہا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تم کس کے لڑکے ہو! اس نے قریش کے ایک شخص کا نام لیا جسے میں نے پہچان لیا۔ میں نے کہا کیا تمہاری بکریوں میں دودھ ہے اور کیا تمہیں دودھ دینے کی اجازت ہے۔ اس نے کہا ہاں میں آپ کو دودھ دے سکتا ہوں۔ اس نے بکری کے تھن صاف کئے پھر ہاتھوں سے غبار صاف کیا۔ میرے پاس ایک برتن تھا جس کے منہ پر کپڑا بندھا ہوا تھا۔ اس نے دودھ دھویا میں نے اس میں کچھ پانی ملایا تا کہ نیچے تک کا حصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں آیا تو وہ بیدار ہو چکے تھے۔ حضور ﷺ دودھ پی لیں۔ آپؐ نے اتنا پیا کہ میں خوش ہو گیا اب چلنے کا وقت ہو گیا تھا۔ چنانچہ ہم چل پڑے تا کہ جلد از جلد مکّہ سے دور نکل جائیں۔

ابھی یہ حضرات قدید کی آبادی پر پہنچے ہی تھے جو ان کے راستے میں پڑتی تھی۔ تو ایک آدمی دوڑا ہوا بنی مدلج کے پاس آیا سراقہ بن مالک ان کا سردار تھا۔ اور مجلس میں سب کے سامنے کہنے لگا کہ میں نے سمندر کی طرف دو سواروں کو جاتے ہوئے دیکھا ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ دونوں وہی قریشی ہیں جنہیں تم تلاش کر رہے ہو (ان کو

پانے کا انعام سو اونٹ تھا) سراقہ بن مالک سمجھ گیا لیکن اس نے کہا کہ یہ سوار تو ان لوگوں میں سے ہیں جنہیں ہم نے کچھ کام سے بھیجا ہے اور یہ کہہ کر خاموشی سے اٹھا اور گھر جا کر باندی کو خاموشی سے کہا کہ سواری کا گھوڑا آبادی سے باہر لے جا کر انتظار کرے۔

اپنا نیزہ سنبھالا گھوڑے پر سوار ہوا اور حضورﷺ کی تلاش میں چل پڑا۔ جلد ہی یہ حضورﷺ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا سو اونٹ کا انعام بہت بڑا تھا۔ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ حضورﷺ یہ تلاش کرنے والا ہم تک پہنچ گیا۔ آپؐ نے فرمایا غم نہ کرو۔ بیشک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ اب سراقہ ہمارے بہت قریب پہنچ چکا تھا کہ صرف دو تین نیزوں کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ (اس سے پہلے دو بار گر چکا تھا لیکن بڑھتا چلا گیا) ابوبکرؓ نے کہا یا رسول اللہ! یہ تو بہت ہی قریب پہنچ چکا۔ اور ابوبکرؓ رو پڑے۔ آپﷺ نے فرمایا کیوں روتے ہو؟ میں نے کہا میں اپنی وجہ سے نہیں بلکہ آپؐ کی وجہ سے رو رہا ہوں۔ آپﷺ نے اسی وقت اس کے لئے یہ دعا کی کہ اے اللہ! آپ ہمیں اس سے جیسے چاہیں بچالیں تو ایک دم اس کے گھوڑے کے پاؤں پیٹ تک سخت زمین میں دھنس گئے اور وہ گھبرا کر اپنے گھوڑے سے کودا۔ اور کہا کہ اے محمد! مجھے یقین ہے کہ یہ آپؐ کا کام ہے۔ آپؐ دعا فرمائیں کہ میں جس مصیبت میں گرفتار ہوں وہ مجھے اس سے نجات دے۔ واللہ! مجھے پیچھے جتنے تلاش کرنے والے ملیں گے میں انہیں آپ کے بارے میں مغالطہ میں ڈال دونگا۔ اور یہ میرا ترکش ہے آپ اس میں سے ایک تیر لے لیں اور فلانی جگہ آپ میرے اونٹوں اور بکریوں کے پاس سے گذریں گے۔ یہ تیر دکھا کر جتنی بکریوں کی آپ کو ضرورت ہے کہ لے لیں۔ اس نے سفری کھانے اور ضرورت کی چیزیں بھی پیش کی لیکن آپؐ نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر آپ نے اس کے لئے دعا فرمائی۔ وہ اس مصیبت سے خلاصی پا کر حضورﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ سراقہ کے دل میں حضورﷺ اور آپ کے دین کی حقانیت اتر چکی تھی اور وہ سمجھ گیا تھا کہ اللہ کا دین غالب آئیگا۔ اس لئے اس نے درخواست کی میرے لئے امن لکھ دیا جائے حضورﷺ نے ابوبکر صدیقؓ کے غلام عامر بن فہیرہ کو حکم دیا جنہوں نے حضورﷺ کی طرف سے سراقہ کے لئے امن ایک کھال کے ٹکڑے پر لکھ دیا۔ (گویا اس سفر میں لکھنے کا سامان بھی ساتھ لیا گیا تھا) جب سراقہ لوٹنے لگا تو حضورﷺ نے آواز دی وہ واپس آیا۔ حضورﷺ نے کہا کہ اے سراقہ! تیرا اس وقت کیا حال ہوگا جب تیرے ہاتھ میں کسریٰ کے سونے کے کنگن ہونگے۔ حیرانگی میں پوچھا کیا کسریٰ فارس کے؟ حضورﷺ نے کہا ہاں فارس کے

کسریٰ کے۔ عرب کے ایک دور دراز کے قبیلہ کے ایک بدو کے یہ سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ کیسے ممکن ہوگا۔ بس وہ حیرانگی کہ اس عالم میں دولت ایمان سے سرشار واپس لوٹ گیا۔

پھر امیر المومنین عمرؓ کے زمانہ میں جو مال غنیمت مدائن کے محل سے آکر مسجد نبوی کے صحن میں پڑا ہوا تھا اس میں جہاں اربوں روپے کی عجائبات تھے اس میں کسریٰ کے لباس تاج اور کنگن بھی تھے اور جناب عمرؓ نے سراقہ کو بلایا اور کہا کہ یہ پہن کر بتاؤ کہ لوگوں کو اندازہ ہو کہ یہ ناقابل تسخیر شہنشاہ کس طرح نظر آتا ہوگا۔ اور ہمارے آقاﷺ کی وہ پیشن گوئی پوری ہوئی جو آپؐ نے دوران سفر فرمائی تھی۔

ان چار حضرات کا قافلہ آگے بڑھا اور انکا گذر دو تین تنہا خیموں پر ہوا۔ یہ خیمہ امِ معبد الخزاعیہ کا تھا۔ یہ ایک نیک دل خاتون تھی جو اپنے خیمہ کے دروازے پر بیٹھی کسی اتفاقی مسافر کی خدمت کرتی۔ کھانے پینے کا انتظام کرتی اور ٹھہرانے کا بندوبست بھی۔ حضورﷺ اور انکے ساتھی تھکے ہوئے بھی تھے اور پیاسے بھی اور چاہتے تھے کہ کچھ کھا کر اور دودھ سے تازہ دم ہو جائیں۔ امِ معبد نے بتایا کہ بکریاں تو چرنے کیلئے گئی ہیں اور یہ بکری جو رہ گئی ہے لاغر ہے اور اس میں دودھ نہیں۔ اس سال بارش بھی نہیں ہوئی اس لئے قحط سالی ہے حضورﷺ نے اجازت چاہی کہ ہم اس بکری سے دودھ چولیں۔ خاتون نے کہا کہ شوق سے۔ حضورﷺ نے اللہ کا نام لیا اور اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا۔ تو تھن دودھ سے بھر گئے۔ حضورﷺ نے دودھ دھویا اور سب سے پہلے امِ معبد کو پیش کیا۔ اس نے سیر ہو کے دودھ پیا اس کے بعد جو بچا ہمارے آقاؐ نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ نوش فرمایا۔ جب خیمہ سے روانہ ہونے لگے تو پھر ایک بار اور اس بکری کا دودھ دھویا اور برتن بھر کر امِ معبد کے حوالے کیا تا کہ وہ اور شوہر ابو معبد استعمال کر لیں ابو معبد شام کو بکریاں جو کچھ بھوکی تھیں اور دودھ بھی ان میں نہیں کے برابر تھا لے کر لوٹے تو برتن میں دودھ دیکھ کر بہت حیران ہوئے اور کہا یہ دودھ کہاں سے آگیا۔ امِ معبد نے کہا ایک برکت والی ہستی کا یہاں سے گذر ہوا اور اس نے جو کچھ دیکھا تھا ذکر کیا۔ ابو معبد نے کہا ان کا حلیہ بیان کرو۔ اس پر امِ معبد نے حضورﷺ کا حلیہ مبارک اتنے خوبصورت الفاظ میں بیان کیا کہ عربی ادب میں وہ آج بھی شاہکار مانا جاتا ہے۔ اس نے کہا

نگاہ برق نہیں چہرہ آفتاب نہیں وہ آدمی ہے مگر دیکھنے کی تاب نہیں

''میں نے ایک شخص کو دیکھا ہے جس کی نظافت نمایاں، چہرہ تاباں، اور ساخت میں تناسب تھا۔ پاکیزہ

روح پسندیدہ خو نہ موٹاپے کا عیب نہ لاغری کا نقص، نہ پیٹ نکلا ہوا نہ سر کے بال گرے ہوئے چہرہ پر وجاہت، جسم صحت مند اور قد موزوں تھا۔ آنکھیں سرگیں۔ فراغ اور سیاہ تھیں۔ پتلیاں کالی ڈھیلے سفید ، بھویں ہلالی باریک اور پیوستہ اور پلکیں گھنی اور لمبی تھیں۔ گردن صراحی دار۔ داڑھی گھنی اور گنجان۔ سر کے بال گھنگریالے اور آواز کھنک کے ساتھ لطیف۔ بات کریں تو رخ اور ہاتھ بلند فرمائیں۔ کلام شیریں اور واضح نہ کم سخن نہ بسیار گو۔ گفتگو جیسے پروئے ہوئے موتی۔ دور سے سنو تو بلند آہنگ اور قریب سے دل فریب۔ کلام جامع اور مختصر اور خاموش رہیں تو پر وقار اور پر تمکیں۔ قد نہ درازی سے بدنما اور اتنا پست کے نگاہ بلند تر پر اٹھے۔ مجلس میں سب سے زیادہ جاذب نظر اور دور سے نظر پڑے تو بہت بارعب، دو نرم و نازک شاخوں کے درمیان ایک شاخ تازہ جو دیکھنے میں خوش منظر۔ رفیق چاند کے گرد حالے کی طرح گرد و پیش۔ جب کچھ کہیں تو وہ سراپا گوش وہ، حکم دیں تو تعمیل میں ایک دوسرے سے سبقت لے جائیں۔ سب کا مخدوم سب کا مطاع، مزاج میں اعتدال تندی اور سختی سے بہت دور''

ابو معبد نے کہا یہ وہی ہاشمی و قریشی ہیں جن کا ذکر میں مکّہ مکّرمہ میں سن چکا ہوں اور کبھی سبیل نکلے تو ان کی صحبت اختیار کرونگا۔ بعد میں دونوں میاں بیوی مدینے تشریف لائے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہوئے۔ حضور ﷺ کی یہ قلمی تصویر ایک دیہاتی خاتون کی زبانی علم تاریخ کا ایک انمول خزانہ ہے۔

راستے میں زبیرؓ (بعض روایت میں طلحہ) ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آرہے تھے کہ راستے میں ان سے حضور ﷺ کی ملاقات ہوئی حضرت زبیرؓ نے حضور اور ابو بکر صدیقؓ کو سفید کپڑے پہنائے۔ مدینہ منورہ میں حضور ﷺ کی مکّہ سے روانگی کی خبر پہنچ چکی تھی۔ اس لئے اہل مدینہ پر زور صبح کو حرہ تک آپؐ کے استقبال کے لئے آتے اور آپؐ کا انتظار کرتے اور جب دوپہر کو گرمی تیز ہوجاتی تو مدینہ واپس لوٹ جاتے۔

ایک دن انتظارِ کثیر و شدید کے بعد مسلمان واپس ہی ہوئے تھے کہ ایک یہودی اپنے قلعہ (گڑھی) پر کسی چیز کو دیکھنے کے لئے چڑھا۔ اس کی نظر دو سفید پوش بزرگوں پر پڑی جو قباء کی طرف آرہے تھے۔ اور انکے آنے سے سراب ہٹتا جارہا تھا۔ اس یہودی سے رہا نہ گیا اس نے بلند آواز سے کہا اے بنو قیلہ وہ آگئے وہ آگئے۔ اہل قباء اپنے اپنے گھروں سے دوڑ پڑے اور سبز علاقوں میں آگئے جہاں سے پتھریلہ علاقہ شروع ہوتا ہے۔ استقبال کیلئے انہوں

نے ہتھیار سجائے ہوئے جیسا کہ اس زمانہ کا دستور تھا۔ لیکن انہیں دور جانا نہیں پڑا کہ قافلہ رسول ﷺ بہت قریب کھجوروں کے سرے پر پہنچ چکا تھا۔ آج کی دوپہر بڑی خوشی کی دوپہر تھی۔ اس کا فیصلہ ہو چکا تھا کہ حضرت کلثوم جو قباء کے بزرگ ترین شخص اور قبیلہ بنو امر کے سردار تھے کے مہمان ہونگے یہ قبیلہ اوس سے تھا۔ ابو بکرؓ قبا کے ساتھ والے گاؤں سُن میں خزرج کے مہمان ہوئے تاکہ مدینہ منورہ کے دونوں قبائل کے لئے باعث فخر ہو۔ اس سے پہلے بھی حمزہؓ اور زیدؓ کی میزبانی کا شرف حضرت کلثوم ہی کو ملا تھا۔ پیغمبر عظیم ﷺ کا قافلہ پیر کے دن ربیع الاول کے مہینہ میں قبا پہنچا۔ آپ کو غار ثور سے چلے ہوئے بارواں دن تھا۔ (مطابق بروز پیر ۲۷ ستمبر ۶۲۲ء) ابو بکرؓ لوگوں کے استقبال کے لئے کھڑے ہوگئے جبکہ حضور ﷺ خاموش بیٹھے رہے۔ جن لوگوں نے حضور ﷺ کو نہیں دیکھا تھا وہ ابو بکرؓ کو سلام کرتے اور مصافحہ کرتے۔ ابو بکرؓ نے جوں ہی محسوس کیا اپنی چادر سے حضور ﷺ پر سایہ کرنے لگے۔ لوگ سمجھ گئے آقائے کائنات ﷺ کون ہیں۔

آپ قباء میں تین دن اور تین رات (اور بعض روایات میں دس دن) رہے۔ اور پہلا کام آپ نے مسجد قباء کی بنیاد رکھی۔ جس کے لئے قرآن پاک میں آیا کہ

المسجد اسس علی التقویٰ

البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے۔

اور اس میں حضور نے نماز پڑھی، قباء کے اطراف یہودی آباد تھے۔ جہاں مسلمان حضور ﷺ کی زیارت کے لئے آرہے تھے۔ وہاں یہودی بھی تجسس میں پہنچ رہے تھے۔ انہی میں عبداللہ ابن سلامؓ یہودیوں کے عظیم عالم دین بھی تھے۔ جنہوں نے پہلی مرتبہ حضور انور کا چہرہ دیکھا تو یقین کرلیا یہ نبی آخر الزماں ہیں جن کا وعدہ توریت میں موجود ہے۔ انہوں نے حضور ﷺ کی زبان عالی کلام سے جب یہ سنا کہ ''اے لوگو ایک دوسرے کو سلام کرو اور بھوکوں کو کھانا کھلاؤ رشتہ داری کا پاس کرو اور جب سب سو رہے ہوں تو اللہ کے حضور نماز میں کھڑے ہوجاؤ اور اس طرح جنت میں داخل ہوجاؤ'' یہودیوں میں پہلے تھے جن کو ایمان کی دولت ملی اور صف صحابہؓ میں شامل ہوئے۔ ہجرت کے ساتھ ہی گویا یہ فیصلہ بھی ہو گیا کہ ہمارے حبیب ﷺ کو مکّہ مکّرمہ میں تیرہ سال تم نے ہر طرح آزمالیا اور جو کچھ کر سکتے تھے کرگزرے لیکن آج سے آئندہ ان کی شان میں کوئی گستاخی برداشت نہیں کی جائیگی۔

ادھر مدینہ منورہ میں لوگ حضرت ﷺ کی آمد کے لئے بے چین اور بے قرار تھے چنانچہ جمعہ کو آپؐ قباء سے روانہ ہوئے۔ قباء اور مدینہ منورہ کے درمیان خزرج کے قبیلہ بنی سلیم کی وادی رنونا میں جمعہ کی نماز پڑھائی یہ اسلام کا پہلا جمعہ تھا۔ آپؐ کے رشتہ دار جن کا تعلق بنونجار سے تھا۔ اور کچھ لوگ بنوامر کے جو آپؐ کے ساتھ قباء سے چلے تھے۔ اس طرح کوئی سو کے قریب حضرات نے حضور ﷺ کے ساتھ پہلا جمعہ پڑھنے کا شرف حاصل کیا۔

یہاں سے آپ اپنی اونٹنی قصویٰ پر اور دوسرے حضرات اپنی اونٹنیوں پر سوار ہو کر مدینہ منورہ چلے۔ آپؐ کے دونوں طرف اوس اور خزرج کے لوگ ہتھیار سجائے ہوئے حضور ﷺ کو اپنے جلو میں لئے چل رہے تھے۔ یہ ایک تو گارڈ آف آنر بھی تھا اور دوسرے زبان حال سے یہ اعلان کہ ہم حضور ﷺ کی حفاظت کے عہد پر قائم ہیں۔ مدینہ میں آج سے زیادہ اور کوئی خوشی کا دن نہ ہوا کہ حضور آج قدم رنجہ فرما رہے ہیں۔

حضرت انسؓ بن مالک فرماتے ہیں کہ آج کے دن میں بھی بچوں کے ساتھ دوڑا پھر رہا تھا۔ سب لوگ کہہ رہے تھے کہ محمد ﷺ آ گئے ہیں۔ میں دوڑا تو پھر رہا تھا۔ لیکن مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا یہاں تک کے حضور ﷺ اور آپ کے ساتھی ابوبکرؓ دونوں تشریف لے آئے مدینہ منورہ کی بچیاں چھتوں پر چڑھ کر حضور ﷺ کا استقبال کر رہی تھیں۔ عورتیں اور بچے اور بچیاں یہ اشعار پڑھ رہی تھیں۔

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

وجب الشکر علینا مادعا اللہ داع

وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند ہم پر نکلا ہے جب تک کوئی بھی اللہ کی دعوت دیتا رہیگا ہم پر شکر واجب رہے گا۔

تمام اہل مدینہ حضور ﷺ کے استقبال کے لئے نکل آئے۔ آج تو گویا عید کا دن تھا۔ بچیاں ایک دوسرے سے پوچھ رہی تھیں کہ ان میں حضور ﷺ کون سے ہیں انسؓ فرماتے ہیں کہ اس جیسا دن ہم نے کبھی نہیں دیکھا۔ میں نے حضور ﷺ کو اس دن بھی دیکھا تھا جب آپؐ مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے اور پھر اس دن بھی دیکھا جس دن آپؐ نے انتقال فرمایا۔ آج مدینہ میں طلوع شمس کی روشنی تھی اور جس دن آپکا جسدِ خاکی قبر شریف میں اتارا گیا ایسا محسوس ہوا کہ گویا سورج غروب ہو گیا اور اندھیرا چھا گیا۔ ایک خلا جو پر نہ ہو سکا۔

ہر شخص حضور ﷺ کی میزبانی کا شرف حاصل کرنا چاہتا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس اونٹنی کو چھوڑ دیں یہ اس جگہ بیٹھے گی جہاں اللہ پاک کا حکم ہوگا اونٹنی پہلے ایک کھلیان میں بیٹھ گئی۔ جہاں کھجوریں سکھائی جاتی تھیں لیکن ابھی پوری طرح سے بیٹھی بھی نہ تھی کہ اٹھ گئی اور آگے چل کر ایک جگہ بیٹھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا یہی ہمارے ٹھکانے کی جگہ ہے۔ چنانچہ حضرت ابوایوب انصاریؓ حضور ﷺ کا سامان سفر اپنے گھر لے گئے اور اس طرح میزبان رسول ﷺ ہونے کا شرف حاصل کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہماری اونٹنی جس جگہ پہلے بیٹھی تھی وہ کس کی زمین ہے۔ تا کہ اس پر مسجد نبوی تعمیر کی جائے۔ یہ جگہ دو یتیم بچوں حضرت سہیلؓ اور سہلؓ کی تھی یہ دونوں اسعد بن زرارہ کی پرورش میں تھے۔ دونوں بچوں نے کہا کہ زمین ہدیہ کرتے ہیں حضور ﷺ قبول فرمائیں۔ لیکن حضور ﷺ نے ہدیہ لینے سے انکار فرمایا۔ پھر بازار میں جو قیمت لگ سکتی تھی وہ ادا کی گئی اور روایت میں آیا ہے کہ اس کی قیمت ابوبکر صدیقؓ نے ادا کی۔

زمین خریدنے کے بعد مسجد نبوی کی تعمیر شروع ہوئی آپ صحابہؓ کے ساتھ ساتھ کچی اینٹیں اٹھاتے اور یہ شعر پڑھتے

ہذا حمال لاحمال خیبر ہذا ابر ربنا واطہر

یہ اٹھائی جانے والی اینٹیں خیبر میں اٹھائی جانے والی کھجور اور کشمش کی طرح نہیں ہیں۔ اے ہمارے رب! بلکہ یہ تو ان سے زیادہ بھلی اور زیادہ پاک ہیں۔

اللھم ان الاجر اجر لاخر

اے اللہ۔ اصل اجر و ثواب تو آخرت کا اجر و ثواب ہے۔ تو انصار اور مہاجرین پر رحم فرما۔

4.2 ہجرتِ حضرت عمر فاروقؓ اور حضرت عیاشؓ اور ہشام بن عاصؓ

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ صحابہؓ میں سب سے پہلے ہمارے پاس (مدینہ) مصعبؓ بن عمیر اور ابن ام مکتومؓ آئے۔ یہ دونوں ہمیں قرآن پڑھاتے تھے پھر عمارؓ، بلالؓ اور سعدؓ تشریف لائے۔ اور پھر عمر فاروقؓ بیس صحابہؓ کے ساتھ آئے۔ ہم نے پوچھا کہ رسول اللہ کا کیا ہوا؟ انہوں نے کہا وہ تشریف لا رہے ہیں عمرؓ کے ساتھ ان کی اہلیہ زینبؓ صاحبزادی حفصہ داماد خلیس اور بیٹے عبداللہ ابن عمرؓ بھی تھے۔

عمر فاروقؓ کی روایت ہے کہ حضرت عیاشؓ بن ابی ربیعہ اور حضرت ہشام بن عاصؓ نے حضرت عمرؓ کے

ساتھ ہجرت کا ارادہ کیا اور طے پایا کہ مقام سرف سے اوپر کی جانب بنوغفار کے حوض پر جمع ہونے کا پروگرام بنایا اور اگر وقت مقررہ پر کوئی نہ آ سکا تو سمجھ لیا جائے کہ کفار نے انہیں روک لیا ہے۔ چنانچہ عیاشؓ تو پہنچ گئے لیکن ہشام کو کفار نے روک لیا۔ اور وہ آزمائش میں ڈالے گئے اور اسلام سے پھر گئے حضرت عمرؓ پہلے قبا پہنچے اور بنوعمرو بن عوف کے کلثومؓ کے یہاں ٹھہرے حضرت عیاش ابوجہل اور حارث کے چچازاد اور ماں شریک بھائی تھے۔ جب ابوجہل کو خبر ہوئی تو ان کے لینے کے لئے وہ مدینہ منورہ پہنچ گیا اور ابھی حضور پاک ﷺ مکّہ مکرمہ میں ہی تھے۔ ان دونوں نے عیاشؓ سے کہا کہ تمہاری ماں نے یہ نذر مانی ہے کہ جب تک وہ تمہیں دیکھ نہ لے گی نہ وہ سر میں کنگھی کرے گی اور نہ دھوپ سے سایہ میں جائیگی۔ عیاشؓ کا یہ سن کر دل نرم ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے کہا واللہ! یہ لوگ تمہیں تمہارے دین سے ہٹانا چاہتے ہیں۔ ان سے ہوشیار رہو۔ واللہ! جب جوئیں تمہاری ماں کو تنگ کریں گی تو وہ ضرور کنگھی کرلیں گی اور جب مکّہ کی گرمی تنگ کرے گی تو وہ خود سایہ میں چلی جائیں گی۔ لیکن عیاشؓ نے کہا کہ میں اپنی ماں کی نذر ابھی پوری کرکے آتا ہوں اور میرا وہاں کچھ مال ہے وہ بھی لیتا آؤنگا۔ عمرؓ نے کہا واللہ! تم جانتے ہو میں مکّہ کے مال دار لوگوں میں سے ہوں۔ تم ان کے ساتھ نہ جاؤ اور میں تمہیں اپنا آدھا مال دے دیتا ہوں۔ لیکن وہ نہ مانے جب انہوں نے ان کے ساتھ جانے کا رادہ پکا کرلیا تو عمر فاروقؓ نے کہا تم نے جو کرنا تھا وہ کرلیا اوران کے ساتھ جانے کا ارادہ کرلیا۔ تو میری یہ اونٹنی لے لو یہ بڑی اعلیٰ نسل کی تیز رفتار اور مان کر چلنے والی ہے۔ تم اس پر بیٹھے رہنا اور اگر تمہیں ان دونوں کی کسی شرارت کا شک ہو تو اس پر بھاگ کر اپنی جان بچالینا چنانچہ عیاشؓ حضرت عمرؓ کی اونٹنی پر سوار ہوکر ان دونوں کافروں کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ راستہ میں ابوجہل نے کہا کہ میرے بھائی میرا اونٹ سست ہوگیا ہے بہتر ہوگا کہ تم مجھے اپنے اونٹ پر پیچھے بٹھالو۔

حضرت عیاشؓ نے اپنا اونٹ نیچے بٹھایا اور ابوجہل اور حارث نے بھی موقع دیکھتے ہی دونوں عیاشؓ پر جھپٹے اور رسیوں سے باندھ کر لے گئے۔ اور آخر انہیں اسلام سے پھیر دیا۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ اس وقت تک یہ تھا کہ جو اسلام کو چھوڑ کفر اختیار کرلے پھر اللہ اس کی توبہ قبول نہیں کرتا۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے اور یہ آیتیں نازل ہوئیں۔

ـــ (سورۃ زمر آیت ۵۳)

ترجمہ: آپ کہہ دیجئے! کہ اے میرے بندوں۔ جنہوں نے اپنے جانوں پر زیادتی کی ہے۔ آس مت توڑو اللہ کی مہربانی سے۔ بیشک اللہ سب گناہ بخش دیتا ہے۔ وہی ہے گناہ معاف کرنے والا مہربان۔ اور اپنے رب کی طرف رجوع ہوجاؤ اور اس کی حکم برداری کرو۔ اس سے پہلے کہ تم پر عذاب آئے۔ پھر کوئی تمہاری مدد کو نہ آئے گا۔ اور اتباع کرو بہتر بات پر جو اتری تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اس سے پہلے کہ تم پر اچانک عذاب آئے اور تم کو خبر تک نہ ہو۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ آیتیں لکھ کر ہشام بن عاص جنہیں کفار نے مکّہ مکرمہ میں روک لیا تھا اور مرتد کر دیا تھا کو بھیجیں۔ انہوں نے ان آیتوں پر غور کیا۔ پہلے تو سمجھ میں نہیں آیا پھر اللہ سے دعا کی تو جانا کہ گویا یہ انہیں کے لئے نازل ہوئیں ہیں اور مجھے یقین ہوا کہ ان کی توبہ قبول ہوجائیگی تو وہ اپنے اونٹ پر سوار ہوکر مدینہ منورہ حضور پاک ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ آیتیں انہوں نے حضرت عیاشؓ کو دکھائیں اور وہ بھی موقع کی منتظر رہے کہ مدینہ منورہ ہجرت کر جائیں۔

4.3 حضرت عثمانؓ کی ہجرت

عثمانؓ نے پہلے حبشہ کی ہجرت فرمائی اور آپ کے ساتھ آپکی اہلیہ رقیہؓ حضور ﷺ کی صاحبزادی بھی تھیں۔ ان کے بارے میں حضور کو کوئی خبر نہیں ملی۔ آپؐ گھر کے باہر تشریف لاکر ان کے بارے میں آنے والوں سے خیر خبر معلوم کرتے رہتے آپ کو ان کے متعلق خبر کا بڑا انتظار تھا کہ ایک قریش کی خاتون آئی اور اس نے کہا کہ اے محمد ﷺ! میں نے آپؐ کے داماد عثمان کو دیکھا تھا اور ان کے ساتھ انکی اہلیہ بھی تھیں؟ آپؐ نے پوچھا کہ تم نے انہیں کس حال میں دیکھا؟

عورت نے کہا کہ اہلیہ ایک کمزور سے گدھے پر سوار تھیں اور عثمانؓ خود اس کو پیچھے سے ہانک رہے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ساتھ رہے۔ عثمانؓ حضرت لوطؑ کے بعد پہلے شخص ہیں جنہوں نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی۔

4.4 ہجرت حضرت علی ابن ابی طالبؓ

حضور پاک ﷺ نے علیؓ سے مکّہ میں ہجرت کے وقت فرمایا کہ وہ حضور ﷺ کے جانے کے بعد رک جائیں اور جن لوگوں کی امانتیں حضور ﷺ کے پاس رکھیں ہیں وہ انہیں واپس کر دیں۔ جس رات آپؐ روانہ ہوئے اپنی چار پائی پر جناب علیؓ کو سلا دیا چنانچہ جب کافر آپ کے گھر میں کود کر آئے کہ آپؐ پر حملہ کریں تو دیکھا کہ چار پائی پر جناب علیؓ سوئے ہوئے ہیں آپ کو اٹھایا اور پوچھا کہ محمد ﷺ کہاں ہیں حضرت علیؓ نے فرمایا انہیں نہیں معلوم وہ کہاں ہیں انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا اس وقت آپ کی عمر شریف کوئی ۲۳ سال کے قریب ہوگی۔ آپ مکّہ مکّرمہ میں تین دن رہے اور سب امانتیں لوگوں کو واپس کر دیں۔

حضور ﷺ کے پاس قباء میں تین دن بعد پہنچے اور حضور ﷺ کے ساتھ قبیلہ عمرو بن عوف کے حضرت کلثوم بن ہدمؓ کے گھر ٹھہرے جہاں حضور ﷺ قیام پذیر تھے۔

4.5 ہجرت ابوسلمہؓ اور امِ سلمہؓ

ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ جب ابوسلمہؓ نے مدینہ منورہ کی ہجرت کا پختہ ارادہ کیا تو انہوں نے میرے لئے اپنے اونٹ پر کجاوہ باندھا اور مجھے اور بیٹے سلمہ کو بٹھایا اور اونٹ کی نکیل تھام کر روانہ ہوگئے۔ جب میرے قبیلہ بنومغیرہ نے ہم کو جاتے ہوئے دیکھا تو ابوسلمہ سے کہا کہ تم پر تو ہمارا زور نہیں لیکن ہم اپنی بیٹی کو تم پر کیسے چھوڑ دیں کہ تم اسے دنیا بھر میں لئے پھرو۔ اور یہ کہہ کر اونٹ کی نکیل ابوسلمہ کے ہاتھ سے چھین لی۔ اور مجھے اونٹ سے اتار کر ساتھ لے کر چلے گئے۔ اس پر ابوسلمہ کے قبیلہ بنوعبدالاسد کو تاؤ آیا تو انہوں نے کہا ہم اپنے بیٹے سلمہ کو تمہاری لڑکی کے پاس نہیں رہنے دیں گے اور یہ کہہ کر سلمہ کو لے کر چلے گئے۔ ابوسلمہ اکیلے رہ گئے اور ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے۔ اس طرح میں بنو مغیرہ کے پاس سلمہ بنوعبدالاسد کے پاس اور میرے شوہر مدینہ میں تینوں جدا ہوگئے۔ میں ہر صبح میدان بطح (کنکر والے) میں جا کر بیٹھ جاتی اور شام تک روتی رہتی۔ اس طرح ایک سال گذر گیا۔ ایک دن بنومغیرہ کے ایک شخص نے جو میرا چچا زاد تھا دیکھا تو اسے ترس آیا اور اس نے اس ظلم کے خلاف اپنے قبیلہ والوں سے بات کی اور اس طرح انہوں نے مجھے مدینہ منورہ جانے کی اجازت دے دی اور بنوعبدالاسد نے بھی میرا بیٹا مجھے واپس کر دیا۔ میں اونٹ پر

سوار اپنے بیٹے کے ساتھ اکیلے مدینہ منورہ روانہ ہوگئی۔ تنعیم تک پہنچی تھی بنی عبدالدار کے عثمان بن طلحہؓ ملے جو ابھی مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ اے بنت ابی امید! کہاں جا رہی ہو میں نے کہا کہ اپنے شوہر کے پاس مدینہ منورہ۔ تمہارے ساتھ کوئی ہے؟ نہیں۔ اللہ اور یہ میرا بیٹا ہے۔ واللہ! تمہیں اس طرح اکیلے چھوڑا نہیں جا سکتا۔ چنانچہ انہوں نے میرے اونٹ کی نکیل سنبھالی اور چل پڑے۔ میرے اونٹ کو خوب تیز چلایا۔ عرب کے کسی آدمی کو اتنا شریف اور اخلاق والا نہیں پایا۔ جب منزل پر پہنچتے تو میرے اونٹ کو بٹھا کر خود پیچھے ہٹ جاتے اور جب میں اونٹ سے اتر جاتی تو میرے اونٹ کو لے کر پیچھے چلے جاتے پھر ایک طرف کو کسی درخت کے نیچے جا کر آرام کے لئے لیٹ جاتے اور اسی طرح روانگی کے وقت پوری احتیاط سے مجھے سوار کر کے چل پڑتے۔ سارے سفر میں انکا یہی معمول رہا یہاں تک مجھے قبا پہنچا دیا جب انکی نگاہ قبا میں بنوعمرو بن عوف کی آبادی پر پڑی تو مجھ سے کہا تمہارے شوہر اسی بستی میں ہے اب تم اس میں داخل ہو جاؤ اللہ تمہیں برکت دے۔ ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے عثمان بن طلحہؓ سے زیادہ شریف النفس اور عمدہ اخلاق والا رفیق سفر نہیں دیکھا۔ عثمانؓ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمان ہوئے اور حضرت خالدؓ کے ساتھ ہجرت کی۔

4.6 ہجرت صہیب بن سنانؓ

صہیب رومیؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے تم لوگوں کی ہجرت کا مقام دکھایا گیا ہے۔ کہ وہ مقام دو پتھریلے میدانوں کے درمیان ایک شوریلی زمین ہے اور وہ مقام یا مقام ہجر ہے یا یثرب۔ پھر حضور ﷺ نے مدینہ منورہ ہجرت فرمائی اور آپ کے ساتھ ابوبکرؓ بھی تھے۔ میرا ارادہ بھی آپؐ کے ساتھ جانے کا تھا لیکن قریش کے چند جوانوں نے مجھے قید کر لیا۔ میں اس رات کھڑا رہا اور بالکل نہ بیٹھا۔ پہرہ دینے والے کہنے لگے کہ اسے پیٹ کی بیماری ہوگئی ہے اب یہ کہیں نہیں جا سکتا۔ پہرہ دینے کی ضرورت نہیں۔ چنانچہ وہ سب سو گئے تو میں وہاں سے نکل پڑا (میں بیمار نہیں تھا) ابھی کچھ دور پہ پہنچا تھا کہ یہ لوگ مجھ تک پہنچ گئے۔

صہیب رومی سواری سے اترے اپنا ترکش سنبھالا اور کہا اے قریش تمہیں معلوم ہے تم میں سب سے اچھا تیر انداز ہوں۔ جب تک ترکش میں تیر ہیں تمہیں نشانہ بناؤنگا اور پھر تلوار سے مقابلہ کرونگا اس کے بعد تم جو چاہو کرو۔ قریش نے کہا جب تم (روم سے) ہمارے ملک میں آئے تو تمہارے پاس کوئی مال نہ تھا اور اب تم اتنا مال لے کر مکّہ سے جا رہے ہو۔ واللہ! یہ کبھی نہ ہوگا۔ میں نے کہ اگر میں تمہیں اپنا مال دیدوں تو مجھے جانے دو گے۔ انہوں

نے کہا ہاں۔ چنانچہ میں ان کے پیچھے واپس ہوا اور مکّہ پہنچا۔ ان سے کہا کہ دروازہ کی دہلیز کھود و۔ یہاں یہ سونا رکھا ہوا ہے وہ لے لو۔ اور فلانی خاتون کے پاس جاؤ اس سے میرے قیمتی دو جوڑے لے لو۔ وہ اس پر راضی ہو گئے اور میں مکّہ سے روانہ ہو گیا اور حضور ﷺ کی خدمت میں قباء پہنچا کہ آپ ابھی وہیں مقیم تھے۔ آپؐ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ ابو یحیٰ! تمہاری تجارت میں بڑا نفع ہوا۔ آپؐ نے دو دفع فرمایا کہ صہیب بہت نفع میں رہا۔ میں نے عرض کیا مجھ سے پہلے تو آپؐ کے پاس کوئی آیا نہیں لہذا حضرت جبرئیلؑ نے آپؐ کو اس واقعہ کی خبر دی ہے۔ اس موقع پر یہ آیت نازل ہوئی جو آپ نے انہیں پڑھ کر سنائی۔

ومن الناس من یشتری نفسہ ابتغاء مرضاۃ اللہ ط

اور لوگوں میں ایک شخص وہ ہے کہ بیچتا ہے اپنی جان کو اللہ کی رضا جوئی میں

4.7 حضرت ضمرہؓ بن العیص کی ہجرت

حضور ﷺ کی ہجرت کے بعد بہت سے مسلمان جو مسکین تھے مکّہ مکرمہ میں رہ گئے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ ان پر ہجرت لازم نہیں لیکن جب یہ آیت نازل ہوئی

.... (النساء آیت ۹۷)

فرشتے جب ان کی جان نکالیں گے اس حالت میں کہ وہ برا کر رہے تھے اپنا۔ فرشتے کہیں گے کہ تم کس حال میں تھے۔ وہ کہیں گے کہ ہم بے بس تھے اس ملک میں۔ فرشتے کہیں گے کہ کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی جو چلے جاتے وطن چھوڑ کر وہاں، تو ایسوں کا ٹھکانا دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے"

اس آیت شریفہ نے پیچھے رہ جانے والوں کو ہلا کر رکھ دیا کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ ہجرت فرض ہے۔ لیکن پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

.... (سورۃ النساء آیت ۹۸)

مگر جو مردوں عورتوں اور بچوں میں سے بے بس ہیں اور جو کوئی تدبیر نہیں کر سکتے اور نہ جانتے ہیں کہیں کا راستہ اس آیت شریفہ سے معذور مسلمانوں پر ہجرت فرض نہ رہی اور گویا مکّہ میں رہنے کی ان کو اجازت ہو گئی۔

حضرت ضمرہ بن العیص قبیلہ بنو لیث کے تھے اور مال دار تھے لیکن نابینا تھے۔ اس آیت شریفہ کو سن

کر انہوں نے کہا اگرچہ میں نابینا ہوں لیکن تدبیر کر سکتا ہوں کہ ہجرت کروں۔ کیوں کہ میرے پاس مال ہے غلام ہیں اور اسباب ہیں۔ چنانچہ انہیں سواری پر بٹھایا گیا حالانکہ وہ بیمار تھے۔ آہستہ آہستہ روانہ ہوئے۔ ابھی تنعیم تک ہی پہنچے تھے کہ انتقال ہو گیا اور تنعیم میں ہی ان کو دفن کیا گیا۔

یہ آیت شریفہ خاص ان کے لئے نازل ہوئی

.... (سورۃ النساء آیت ۱۰۰)

اور جو کوئی نکلے اپنے گھر سے ہجرت کی نیت سے اللہ اور اسکے رسول کی طرف پھر اس کو موت آ پکڑے تو مقرر ہو چکا اس کا ثواب اللہ کے ہاں اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

4.8 ہجرت زینبؓ دختر نبی کریم ﷺ

حضرت زینبؓ حضور ﷺ کی بڑی صاحبزادی ہیں اور انکا نکاح ابولعاص سے ہوا جو خاندان بنو امیہ سے تھے۔ حضرت ہند بنت عتبہ (زوجہ حضرت ابوسفیان) نے کہا زینبؓ ہجرت کر کے اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتی ہیں لیکن حضرت زینبؓ نے سختی سے انکار کیا حالانکہ وہ خاموشی سے ہجرت کی تیاری کر رہی تھیں جب تیاری مکمل ہو گئی تو ان کے دیور کنانہ بن ربیع اونٹ لائے اس پر سوار کرایا اور ہودج میں بٹھا کر روانہ ہو گئے۔ قریش میں انکی ہجرت کا چرچہ ہوا چنانچہ وہ لوگ انکی تلاش میں نکل پڑے۔ مقام ذی طویٰ میں جالیا اور بد بخت ہبار بن اسود (اسے فتح مکّہ میں قتل کیا گیا) سب سے پہلے پہنچا اور نیزے سے اونٹ کو مارتا رہا یہاں تک کہ حضرت زینب نیچے گر گئیں۔ آپ امید سے تھیں آپ کا حمل ساقط ہو گیا۔ (اس کی وجہ سے مسلسل بیمار رہیں یہانتک اسی بیماری میں مدینہ منورہ میں انتقال ہوا سب مسلمان ان کو شہید سمجھتے تھے)۔ کنانہ نے بڑی بہادری سے قریش کو پیچھے ہٹایا۔ یہاں تک کہ قبیلہ بنو ہاشم اور بنو امیہ میں جھگڑا ہوا ابوسفیان آئے (حضرت زینب ہند زوجہ ابوسفیان کے پاس رہتی تھیں) اور انہوں نے کنانہ کو سمجھایا کہ تم نے ٹھیک نہیں کیا کہ حضرت زینب کو علی الاعلان سب کے سامنے لے کر روانہ ہوئے تم جانتے ہو کہ ان کے والد محمد ﷺ کی وجہ سے

ہمیں کتنی مصیبتیں اور تکلیفیں اٹھانی پڑی ہیں۔ میری زندگی کی قسم ہمیں انکو انکے والد گرامی سے روکنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہم ان سے کوئی بدلہ لینا چاہتے ہیں۔ جب یہ شور وشغب کم ہو جائے تو پھر بے شک لے جانا اس وقت تو مکّہ واپس چلیں۔

حضور ﷺ نے زید بن حارثہؓ سے فرمایا کیا تم مکّہ جا کر زینب کو لے نہیں آتے؟ انہوں نے کہا ضرور یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنی انگوٹھی بطور نشانی دی کہ اسے خاموشی سے زینب تک پہنچا دینا۔ زیدؓ مکّہ پہنچ کر کوشش کرتے رہے کہ کسی طرح یہ انگوٹھی حضرت زینب کو پہنچ جائے۔ ایک دن ایک چرواہے سے ملاقات ہوئی تو پوچھنے پر اس نے بتایا کہ وہ ابولعاصؓ (حضرت زینبؓ کے شوہر) کا چرواہا ہے۔ اور یہ بکریاں زینب بنت محمد ﷺ کی ہیں۔ اس سے زیدؓ نے دوستی بڑھائی اور کہا کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ وہ کوئی چیز دیں تو حضرت زینبؓ تک پہنچ جائے لیکن اس کا کسی سے تذکرہ نہ ہو۔ اس نے کہا کیوں نہیں چنانچہ وہ انگوٹھی حضرت زینبؓ کو جب ملی تو فوراً پہچان گئیں کہ یہ تو ابا حضور کی ہے۔ آپ نے چرواہے سے پوچھا کہ تم کو یہ کس نے دی، اس نے کہا کہ ایک شخص ملا تھا۔ وہ کہاں ہے اس نے کہا کہ فلاں جگہ آپ خاموش ہو گئیں۔ جب رات ہوئی تو آپ خاموشی سے زیدؓ کی طرف چل پڑیں۔ جب ان کے پاس پہنچیں تو زیدؓ نے ماجرا سنایا اور اپنے آنے کا مقصد بیان کیا چنانچہ حضرت زینبؓ زیدؓ کے ساتھ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئیں اور حضرت زیدؓ آگے بیٹھے اور حضرت زینب ان کے پیچھے بیٹھیں اور مدینہ منورہ پہنچ گئیں۔

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ میری بیٹیوں میں سے سب سے زیادہ اچھی بیٹی ہے جسے میری وجہ سے بہت تکلیف اٹھانی پڑی (اسی زخم کی وجہ سے جو اس راستے میں پیش آیا آپ کا انتقال ہوا)۔

جب یہ حدیث علی مرتضٰی کو پہنچی تو وہ عروہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ وہ کون سی حدیث ہے۔ کہ جس کے بارے میں مجھے خبر ملی ہے کہ تم اسے بیان کر کے فاطمہؓ کا درجہ کم کرتے ہو؟ حضرت عروہؓ نے فرمایا کہ واللہ! مجھے یہ بات پسند نہیں کہ مشرق ومغرب کے درمیان جو کچھ ہے وہ مل جائے اور اس کے بدلہ میں فاطمہؓ کا ذرا سا بھی درجہ کم ہو بہر حال میں آج کے بعد یہ حدیث کبھی نہیں بیان کرونگا۔

۷

توہین رسالتماب ﷺ کا انجام

۷

توہین رسالتمآب ﷺ کا انجام

7.1 کعب بن اشرف کی شرارت اور محمد بن مسلمہؓ کے ہاتھوں اسکا انجام

کعب بن اشرف یہودی بنونضیر کے سرداروں میں تھا۔ اسکا باپ عرب تھا لیکن ماں یہودی اس لئے یہودیوں نے اسے قبول کرلیا۔ یہ اپنے زمانہ کے مشہور شاعروں میں سے تھا اور پیغمبر عظیم ﷺ اور انکے صحابہؓ سے سخت نفرت اور دشمنی رکھتا تھا۔ جنگ بدر کے بعد خود مکّہ گیا اور ابوجہل، عتبہ وغیرہ کے لئے بڑے پراثر مرثیے لکھے۔ لیکن اس نے حضور ﷺ کے متعلق ہجو کہنا شروع کیا جو یہودیوں میں بہت مقبول ہوئی، کہتے ہیں کہ اچھا شاعر عرب میں ایک فوج کے برابر ہوتا ہے۔ اگر نیکی اور تقویٰ کی شاعری کرے تو نیکی کی قوت اور منکرات اور بدی کی شاعری کرے تو شیطانی قوت اور بدی کا منبع ہوتا ہے۔ کعب بن اشرف اپنی گڑھی (قلعہ نما مکان) میں بہت محفوظ تھا اور بظاہر مسلمان اس کے سامنے بے بس تھے۔ جب اس کی شرارتیں اور حضور ﷺ کے خلاف توہین آمیز شاعری بہت بڑھ گئی تو حضور ﷺ نے اللہ پاک سے دعا کی کہ ''اے اللہ مجھے کعب بن اشرف سے نجات دلا جس طرح بھی تو چاہے اور اسکی شرارت سے جو یہ کرتا ہے اور جو نظمیں یہ کہتا ہے''۔ اس کے قبیلے نے میثاق مدینہ پر دستخط نہیں کئے تھے اس لئے اس پر کوئی قانون بھی لاگو نہیں تھا۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ کون ہے جو مجھے کعب بن اشرف سے نجات دلائے کہ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو بہت تکلیف پہنچائی ہے؟ قبیلہ اوس کے محمد بن مسلمہؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ چاہتے

ہیں کہ میں اسے قتل کردوں؟ انہوں نے کہا ہاں محمد بن مسلمہ نے اپنے ساتھ دو تین آدمی اور شامل کرلئے۔ ابن مسلمہؓ نے حضور ﷺ سے مصلحتاً کچھ کہنے کی اجازت چاہی جس میں حضور ﷺ کے متعلق نازیبا بات کرنی پڑے۔ تو حضور ﷺ نے اجازت عطا فرمائی۔ ابن مسلمہؓ جب اپنے مشن پر روانہ ہوئے تو حضور ﷺ ان حضرات کے ساتھ جنت البقیع تک پیدل تشریف لائے اور ارشاد فرمایا کہ اللہ کا نام لے کر چلو۔ اے اللہ ان کی مدد فرما۔

ابن مسلمہ کعب بن اشرف سے ملاقات کے لئے پہنچے اور اس سے کہا کہ اس شخص (محمد ﷺ) نے ہم سے صدقہ کا مطالبہ کردیا ہے اور مشکل اور دشوار کام ہمارے ذمہ لگا کر ہمیں تو تھکا دیا ہے۔ تم ہماری مدد کرو اور ہمیں کچھ قرضہ دے دو۔ اس نے خوش ہو کر کہا کہ ابھی تو شروعات ہے تمہارے ذمہ اور بھی کام لگائیگا۔ واللہ! ایک نہ ایک دن تم ضرور اس سے اکتا جاؤ گے۔ ابن مسلمہؓ نے کہا اب تو ہم ان کا اتباع شروع کرچکے ہیں۔ اور اتنے جلدی چھوڑنا نہیں چاہتے لیکن دیکھتے ہیں کہ آخر ان کا انجام کیا ہوتا ہے؟ اس وقت تو تم ہمیں دو وسق غلہ ادھار دے دو (ایک وسق تقریباً ۱۸۰ کلوگرام کا ہوتا ہے)۔

کعب نے کہا میں ادھار دینے کو تیار ہوں لیکن تم میرے پاس کوئی چیز رہن رکھو۔ تمہیں کیا چیز چاہئے۔ اس نے کہا اپنی عورتیں میرے پاس رہن رکھ دو۔ ابن مسلمہؓ نے کہا کہ تم عرب میں سب سے زیادہ خوبصورت شخص ہو ہم تمہارے پاس اپنی خواتین کسطرح رکھ دیں؟ اس نے کہا کہ اچھا پھر اپنے بیٹے میرے پاس رہن رکھ دو۔ یہ ہمارے لئے بڑی عار کی بات ہوگی کہ چند وسق غلہ کی خاطر بیٹوں کو رہن رکھ دیا۔ ہاں ہم تمہارے پاس اپنے ہتھیار رہن رکھ دیتے ہیں۔ اس پر وہ راضی ہوگیا۔ اور سلمہ رات ہتھیار لانے کا وعدہ کرکے واپس آگئے۔ چنانچہ رات کعب کے رضاعی بھائی حضرت ابونائلہ کو ساتھ لے کر ابن مسلمہؓ اسکی گڑھی میں گئے یہ ان کے پاس اتر کر آنے لگا تو اسکی بیوی نے کہا کہ اس وقت تم باہر کہاں جارہے ہو؟ یہ محمد بن مسلمہؓ اور میرے بھائی ابونائلہ آئے ہیں۔ اس کی بیوی نے کہا مجھے تو ایسی آوازیں آرہی ہیں جن میں سے خون ٹپکتا ہوا محسوس ہورہا ہے۔ اس نے کہا کہ بہادر آدمی کو اگر رات کے وقت بھی مقابلہ کے لئے بلایا جائے تو وہ رات کو بھی ضرور نکل آتا ہے۔

ابن مسلمہؓ نے اپنے ساتھیوں کو سمجھادیا کہ وہ اس کے بالوں کو پکڑ کر سونگھیں گے اور تمہیں بھی سونگھاؤں گا۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اسکا سر اچھی طرح پکڑ لیا ہے تو تم اس پر تلوار سے وار کردینا۔ کعب موتیوں سے

جڑی ہوئی ایک پٹی پہنے ہوئے نیچے اتر کران حضرات کے پاس آیا اور اس سے عطر کی خوشبو مہک رہی تھی۔ آج جیسی عمدہ خوشبو میں نے کبھی نہیں دیکھی ابن مسلمہؓ نے کہا۔ وہ اترا کر کہنے لگا کہ میرے پاس عرب کی سب سے زیادہ خوشبو لگانے والی بڑی خوبصورت عورت ہے۔ ابن مسلمہؓ نے کہا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ آپ کا سر سونگھ لوں کعب نے کہا ضرور۔ چنانچہ ابن مسلمہؓ نے خود سونگھا اور اپنے ساتھیوں کو سنگھایا۔ پھر کعب سے کہا کہ دل نہیں بھرا ایک بار پھر سے اجازت دیں! اس نے کہا ضرور۔ جب ابن مسلمہؓ نے اس کا سر اس بار مضبوطی سے پکڑ لیا تو ساتھیوں سے کہا پکڑ لو۔ ساتھیوں نے حملہ کیا۔ تلواریں اس پر پڑیں لیکن کارگر نہیں ہوئیں آخر میں مسلمہؓ نے اپنا چھوٹا خنجر اس کی ناف میں گھونپ دیا اس نے زور سے چیخ ماری کے تمام گڑھیوں میں روشنی جلا دی گئی۔ ابن مسلمہؓ جب بقیع پہنچے تو اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ حضور اس وقت نماز میں کھڑے تھے۔ آپ سمجھ گئے کہ کام تمام ہو گیا ہے۔ ابن مسلمہؓ نے کعب کا سر حضور ﷺ کے قدموں میں ڈال دیا۔ حضور ﷺ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور شکر ادا کیا۔

صبح یہودی حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ ہمارا سردار مارا گیا ہے۔ ارشاد ہوا تم کعب کے اشعار۔ طرز عمل اور ریشہ دوانیوں سے خوب واقف ہو۔ اگر تم معاہدہ پر قائم رہو تو پھر کسی سے کوئی عداوت نہیں یہ واقعہ ۱۴ ربیع الاول ۳ھ کا ہے۔

7.2 عصماء بنتِ مروان کی گستاخیاں اور عمیر بن عدیؓ کے ہاتھوں اسکا انجام

بنی خطمہ میں ایک یہودیہ شاعرہ عصماء تھی جو مروان بن زید کی بیٹی تھی۔ اسکی شاعری کا رخ مسلمانوں کی ہجو کی طرف تھا خصوصاً حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہتی اور لوگوں کو مسلمانوں کے قتل و غارت پر ابھارتی ،اپنے ایام ماہواری کے گندے کپڑے مسجد میں لاکر ڈال دیتی۔ حضور ﷺ ابھی بدر سے واپس نہیں ہوئے تھے کہ اس نے پھر ایک ہجو لکھی۔ ایک نابینا صحابی عمیر بن عدیؓ نے ہجو سنی تو دل میں عہد کیا کہ اگر حضور ﷺ بدر سے سلامت واپس تشریف لے آئے تو اس شاعرہ کی زبان بند کر دوں گا۔ حضور ﷺ جب فاتحانہ واپس آئے تو عمیرؓ اپنی منت پوری کرنے کے لئے تلوار لے کر نکلے۔ رات کے وقت اس کے گھر میں پہنچے اور راستہ ٹٹولتے ہوئے اس کے قریب پہنچ گئے۔ اس کے بچے کو ایک طرف کیا اور تلوار اس کے دل میں چبھو دی وہ آواز تک نہ نکال سکی اور مر گئی۔ صبح کی نماز مسجد نبوی میں ادا کی اور حضور ﷺ کو اس کی اطلاع دیتے ہوئے دریافت کیا کہ اس معاملے میں مجھ سے مواخذہ تو نہیں

ہو گا۔ آپؐ نے فرمایا دو بھیڑیں بھی آپس میں سر نہ ٹکرائیں گی حضور ﷺ سے لوٹ رہے تھے تو عصماء کے لڑکے نے کہا یہ ہماری ماں کے قاتل ہیں۔ آپؐ نے کہا بیشک میں نے ہی اسے قتل کیا ہے اور اگر کسی نے ایسی جرات پھر کی تو اسے بھی موت کا مزہ چکھاؤں گا کہتے ہیں کہ اس قبیلہ کے جو لوگ ڈر کر اپنا اسلام ظاہر نہیں کرتے تھے۔ اب ان میں جرات پیدا ہو گئی۔ حضور ﷺ نے لوگوں سے فرمایا۔ اگر کوئی ایسے شخص کو دیکھنا چاہتا ہو جس نے اللہ اور اس کے رسول کی غائبانہ مدد کی ہے تو وہ عمیر بن عدی کو دیکھے۔ اور کہا کہ انہیں نابینا نہ کہو یہ بینا اور بصیر ہیں وہ بیمار ہوئے تو عیادت کے لئے جاتے ہوئے فرمایا مجھے بنی واقف کے بینا کی عیادت کے لئے لے چلو یہ واقع ۲ ہجری میں ۲۶ رمضان کو پیش آیا۔

7.3 گستاخ رسول ابو رافع کا عبداللہ ابن عتیکؓ کے ہاتھوں انجام

اسلام دشمنی میں کعب بن اشرف کا معین و مددگار ابو رافع (نام سلام بن ابوالحقیق) تھا۔ یہ بہت مالدار تاجر تھا اور خیبر میں اپنی گڑھی میں بہت محفوظ رہتا تھا۔ یہ ام المومنین صفیہؓ کے پہلے شوہر کا بھائی تھا۔ اسلام دشمنی میں پیش پیش تھا۔ اور گستاخ رسول تھا۔

قبیلہ اوس نے جب کعب بن اشرف کو سزا دینے کا اعزاز حاصل کیا تو قبیلہ خزرج نے بھی حضور ﷺ سے ابو رافع کے قتل کی اجازت مانگی جو انہیں مل گئی۔ حضور ﷺ سے اجازت لے کر عبداللہ ابن عتیکؓ اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ خیبر روانہ ہو گئے۔ اور خیبر میں شام کے وقت اسکی گڑھی کے قریب پہنچے عبداللہؓ نے کہا میں کسی نہ کسی ترکیب سے گڑھی کا دروازہ کھول دوں گا۔ جب اندھیرا ہونے لگا تو حضرت عبداللہ گڑھی کی فصیل کے قریب ایسے بیٹھ گئے جیسے قضائے حاجت کے لئے بیٹھے ہوں دربان نے سمجھا اپنا آدمی ہے اس لئے دروازہ بند کرتے وقت آواز دی کے اندر آجاؤ۔ حضرت عبداللہ اٹھے اور اندر چلے گئے اور لوگوں میں گھل مل گئے۔

ابو رافع بالا خانے پر رہتا تھا رات گئے تک قصہ خواں اس کے پاس جمع رہتے تھے جب مجلس برخاست ہوئی تو دربان نے دروازے پر تالے لگائے اور چابیاں طاق پر رکھ دیں اور خود بھی سو گیا۔ حضرت عبداللہ نے دربان کو غافل پایا تو طاق سے چابیاں اٹھائیں اور گڑھی کے کمروں کا قفل کھولتے اور اپنے پیچھے بند کر لیتے تا کہ کوئی نہ آسکے اور اس طرح سے بالا خانے تک پہنچ گئے جہاں ابو رافع سو رہا تھا۔ لیکن اندھیرے میں کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔

صحابہؓ کی جراءت وشجاعت کی داستانیں۔ ایک جھلک

18.1 حضرت عمرؓ کی شجاعت و بہادری

18.2 شجاعت علی مرتضیٰؓ۔ جنگ خندق اور جنگ خیبر میں ایک جھلک

18.3 احد کے بہادروں کی عظیم داستان

(i) خالد بن ولید کا مسلمانوں پر عقب سے وار اور نوجاں نثاروں کا حضورﷺ پر یکے بعد دیگر قربان ہونا۔

(ii) ابودجانہؓ کی جان نثاری

(iii) طلحہ بن عبداللہ کی تیراندازی

(iv) سعد بن ابی وقاصؓ ۔جنگِ احد کے ایک اور ہیرو

(v) عتبہ ابنِ ابی وقاص اور عبداللہ ابنِ قمہ کا حضورﷺ پر حملہ اور چہرہ انورﷺ کو خون آلودہ کرنا۔

18.4 داستان حضرتِ حمزہؓ اور وحشی

18.5 حضورﷺ کا تلوار پیش کر کے کہنا کہ ’’اس کا حق کون ادا کرے گا‘‘ اور اسے ابودجانہؓ کو عطا کرنا

18.6 حضرت ابومحجن ثقفیؓ کی جنگ قادسیہ میں بے مثال بہادری

18.7 عبداللہ بن حذافہ سہمی اور شاہ روم طاغیہ

انہوں نے آواز دی ابورافع جواب ملا کون ہے؟ آواز کی رخ پر عبداللہؓ نے تلوار ماری لیکن وار خالی گیا۔ابورافع نے شور مچادیا۔حضرت عبداللہؓ نے آواز بدل کر پوچھا یہ شور کیسا ہے ابورافع نے کہا کہ میرے کمرہ میں کوئی گھس آیا ہے اور مجھ پر وار کر گیا ہے۔اس مرتبہ عبداللہ قریب پہنچے اور تلوار اس کے پیٹ میں گھونپ دی اور جو آر پار ہوگئی۔وہ کہتے ہیں کہ دروازے کھولتے ہوئے وہ باہر نکلے اور سیڑھی پر سے نیچے اتر رہے تھے کہ آخری زینے پر یہ سمجھ کر کہ زمین آگئی ہے اترے تو بلندی سے نیچے گرے اور پنڈلی کے پاس سے ہڈی ٹوٹ گئی اپنے عمامہ سے زخم کو باندھا اور فصیل کے باہر آکر اپنے ساتھیوں سے کہا کہ حضورﷺ کو خوش خبری سنانے کے لئے روانہ ہوجاؤ۔ میں اس کی موت کی تصدیق ہونے کے بعد آؤنگا۔صبح ہوئی تو گڑھی سے اعلان ہوا کہ ابورافع تاجر حجاز کو قتل کردیا گیا ہے۔ یہ سن کر میں خوش خوش مدینہ کے لئے روانہ ہوا۔حضورﷺ نے اپنے دست مبارک سے میری ٹوٹی ہوئی ہڈی پر لعاب دہن لگایا جس سے وہ اچھی ہوگئی یہ واقع جماد الثانی ۲ھ کا ہے۔ابورافع ایک گستاخ رسول تھا اور مسلمانوں کے خلاف قریش کو جنگ پر ابھارا کرتا تھا۔اوران کی ہر طرح مدد کرتا تھا۔

7.4 ابن شیبہ کی ہجوگوئی کا محیصہؓ کے ہاتھوں انجام بد

ایک اور بدزبان یہودی ابنِ شیبہ جو حضورﷺ کی کی شان میں اور مسلمانوں کے خلاف بدزبانی کرتا اور ہجو بکتا تھا سمجھانے کے باوجود اپنی روش پر قائم رہا۔حضرت محیصہؓ کے بھائی حویصہؓ جو ابھی کافر تھے اس کے تجارتی شریک تھے محیصہؓ نے حضورﷺ کی زبان مبارک سے جب یہ سنا کہ اس قسم کے لوگوں کو جہاں پاؤ موت کے گھاٹ اتار دو۔تو محیصہؓ گئے اور اس یہودی کو تہ تیغ کردیا۔ان کے بھائی حویصہؓ نے انہیں شرم دلائی اور کہا کہ اس کے تجارتی مال سے تیرے جسم کی کتنی چربی بنِی ہے کہ شاید تجھے معلوم نہیں۔ یہ کہہ کر اپنے بھائی محیصہؓ کو خوب زدکوب کیا۔ محیصہؓ نے تنگ آکر جواب دیا کہ جس ذات عظیمؐ نے مجھے اس کے قتل کا حکم دیا اگر وہ تیرے متعلق بھی کہیں تو میں تجھے بھی قتل کردونگا۔اس پر حویصہؓ کو بڑی حیرت ہوئی۔

اس جواب نے کافر بھائی کی آنکھیں کھول دیں دل نے گواہی دی کہ سچا دین یہی ہے کہ جس کی دلوں پر حکمرانی خونی رشتوں کو بھی کاٹ دیتی ہے۔حضرت حویصہؓ خدمت اقدسؐ میں حاضر ہوئے اور ایمان لے آئے۔

۱۸

صحابہؓ کی جراءت وشجاعت کی داستانیں ۔ ایک جھلک

18.1 حضرت عمرؓ کی شجاعت وبہادری

جناب علیؓ فرماتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق سب نے ہجرت چھپ کر کی سوائے عمر ابن خطابؓ کے جنہوں نے اپنی ہجرت کا کافروں میں اعلان فرمایا چنانچہ جب عمر فاروقؓ نے ہجرت کا ارادہ فرمایا تو تلوار اپنے گلے میں لٹکائی اور کمان کندھے پر ڈالی ۔ اور کچھ تیر ترکش سے نکال کر اپنے ہاتھ میں رکھے اور بیت اللہ کا طواف کیا مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز پڑھی اور پھر مشرکین جو مطاف میں بیٹھے ہوئے تو ان کے پاس آئے اور فرمایا کہ یہ تمام چہرے بدشکل ہو جائیں ۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کی جان اس سے ہاتھ دھولے اور اس کی اولاد یتیم ہو جائے اور بیوی بیوہ ہو جائے وہ مجھ سے اس وادی کی پرلی جانب آکر ملے پھر آپؓ ہجرت کے لئے روانہ ہو گئے کسی کی ہمت نہ ہوئی اور ایک بھی آپؓ کے پیچھے نہ گیا ۔

18.2 شجاعت علی مرتضیٰؓ ۔ جنگ خندق اور جنگ خیبر میں ایک جھلک

غزوہ خندق میں قریش کا مشہور پہلوان اور شہسوار عمرو بن عبدود (جسے سوسواروں کے برابر کہا جاتا تھا) خندق پار کر کے مسلمانوں کے علاقے میں داخل ہوا ۔ اور للکارا کہ مقابلہ کے لئے کون آتا ہے ۔ جناب علیؓ کھڑے

ہوئے اور کہا کہ نبی اللہ میں حاضر ہوں ۔ عمر بن عبدود جیسے پہاڑ کے سامنے جناب علیؓ بہت کمزور تھے جبکہ وہ گھوڑے پر سوار تھا اور علی مرتضیٰؓ پیادہ تھے ۔ انکی عمر ۲۸ سال کے قریب تھی ۔ حضورﷺ نے فرمایا یہ عمرو ہے بیٹھ جاؤ پھر عمرو نے زوردار آواز لگائی اور مسلمانوں کو ملامت کرتے ہوئے کہا کہ کہاں گئی تمہاری وہ جنت جس کے بارے میں تم لوگ کہتے ہو کہ تم میں سے جو مارا جائیگا وہ اس میں داخل ہوگا تم تو میرے مقابلہ کے لئے ایک آدمی نہیں بھیج سکتے ۔ حضرت علیؓ پھر کھڑے ہوئے اور حضورﷺ سے اجازت چاہی ۔ لیکن حضورﷺ نے فرمایا بیٹھ جاؤ ۔ عمرو نے تیسری بار آواز لگائی ۔ حضرت علیؓ نے پھر اجازت طلب فرمائی ۔ آپؐ نے کہا اے علی ! یہ عمرو ہے حضرت علیؓ نے کہا چاہے عمرو ہو میں تیار ہوں ۔ حضورﷺ نے اجازت عطا فرمادی اور علیؓ یہ اشعار پڑھتے ہوئے میدان شہادت میں اترے ۔

۱ ۔ ہرگز جلدی نہ کر کہ تیری للکار کا جواب دینے والا آگیا ہے ۔ جو عاجز نہیں ہے ۔

۲ ۔ یہ آنے والا سوچ سمجھ کر اور پکّے ارادے سے آیا ہے (اور یہ سچّی بات ہے) سچ ہی ہر کامیاب کے لئے راہ نجات ہے ۔

۳ ۔ مجھے پوری امید ہے کہ مردوں پر نوحہ کرنے والوں کو میں تیرے اوپر کھڑا کر دونگا ۔

۴ ۔ میں تجھے ایسی زبردست ضرب لگاؤں گا جس کا تذکرہ بڑی بڑی لڑائیوں میں باقی رہیگا ۔

عمرو نے کہا تم کون ہو؟ میں علی ہوں کیا ابو طالب کے بیٹے ؟ کہاں ہاں علی ابن ابی طالب عمرو نے کہا میرے بھتیجے ! تمہاری جگہ تمہارے چچاؤں میں سے کوئی آئے جو عمر میں تم سے بڑا ہو (علی ابھی ۲۸ سال کے تھے عمرو ستر سے زیادہ تھا) کیوں کہ مجھے تمہارا خون بہانا پسند نہیں ہے ۔ علیؓ نے کہا لیکن واللہ ! میں تمہارے خون بہانے کو برا نہیں سمجھتا وہ غضبناک ہو گیا اور (برابری کے مقابلہ کی خاطر) گھوڑے سے اتر پڑا اور اپنی تلوار سونت لی جو شعلہ کی طرح چمکدار تھی ۔ غصہ میں بھرا ہوا علیؓ کی طرف بڑھا اور بھرپور وار کیا علیؓ نے کھال والی ڈھال پر روکا لیکن ڈھال کٹ گئی اور آپکا سر مبارک زخمی ہو گیا ۔ جب دوبارہ حملہ کیا تو آپؓ نے تیزی سے اسے جُل دیا چونکہ وہ بہت وزنی تھا اپنا بیلنس نہ سنبھال سکا ۔ جناب علیؓ نے بڑھ کر وار کیا اور اس کے کندھے پر اس زور سے تلوار ماری جس سے وہ زمین پر گر گیا ۔ حضورﷺ نے زور سے اللہ اکبر کی آواز سنی جس سے پتہ چلا حضرت علیؓ نے عمرو بن عبدود کو قتل کر دیا ہے اس وقت علیؓ یہ اشعار پڑھ رہے تھے ۔

۱۔ جب میں اس کا کام تمام کر کے واپس آیا تو وہ زمین پر ایسے پڑا تھا جیسے کھجور کا تنا سخت زمین اور ٹیلوں کے درمیان پڑا ہو۔

۲۔ میں نے اسکی زرہ نہیں اتاری اور یوں پاک دامن رہا اور اگر میں گر جاتا تو وہ میرے کپڑے بھی چھین لیتا۔

۳۔ اے کافرو۔ یہ خیال ہرگز نہ کرنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین اور اپنے رسول کو بے یار و مددگار چھوڑیں گے۔

پھر وہ حضور ﷺ کی طرف آئے اور آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ عمر بن خطابؓ نے پوچھا کہ تم نے اس کی زرہ کیوں نہیں اتاری کیوں کہ عربوں کے پاس اس سے بہتر زرہ نہیں ہے۔ جناب علیؓ نے کہا میں نے اس پر تلوار کا وار کیا اس نے اپنی شرم گاہ کے ذریعہ اپنا بچاؤ کیا لیکن اس کی شرمگاہ کھل گئی اس لئے مجھے حیا آئی کہ میں اپنے چچا کی اس حال میں زرہ اتاروں۔

اور روایتوں میں آیا ہے کہ جب علیؓ نے عمرو بن عبدود کو گرایا اور اس کے سینے پر بیٹھ گئے تا کہ اس کی گردن اتاری جائے تو اس نے حالت بے بسی میں علیؓ پر تھوک دیا۔ جناب علیؓ اسی وقت اسے چھوڑ کر اٹھ گئے۔ عمرو کو بڑی حیرت ہوئی تو آپ نے اسے جواب دیا کہ میں نے اب تک جو کچھ کیا وہ فقط اللہ کی رضا کے لئے تھا لیکن اب جبکہ تو نے مجھ پر تھوک دیا ہے تو میرے غصہ کی وجہ سے میرا نفس بھی شامل ہو گیا ہے۔ اس لئے اب تجھے قتل کرتا تو اپنے نفس کی خاطر کرتا۔ عمرو بن عبدود یہ جواب سن کر حیران رہ گیا۔

جنابِ علیؓ خیبر شکن

خیبر کا قلعہ فتح نہیں ہو رہا تھا اور کچھ دن گذر چکے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ کل میں جھنڈا ایسے شخص کو دونگا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہے دوسرے دن آپؐ نے جناب علیؓ کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ آپ کی آنکھیں آ گئی ہیں۔ سوج گئی ہیں اور دکھ رہی ہیں کہ کھولی بھی نہیں جاتیں۔ سلمہ بن اکوعؓ گئے اور حضرت علیؓ کا ہاتھ پکڑے ہوئے لے کر آئے۔ آپ نے حضرت علیؓ کی آنکھوں میں اپنے دست شفقت سے لعاب دہن لگایا اور وہ فوراً ٹھیک ہو گئی۔ پھر حضور ﷺ نے جھنڈا حضرت علیؓ کے ہاتھ میں دے کر قلعہ پر حملہ کے لئے روانہ کیا۔

آپ کے مقابلے کے لئے یہود کا مشہور پہلوان مرحب برآمد ہوا۔ اس سے پہلے مرحب کا مقابلہ حضرت عامرؓ سے ہوا تھا جس میں حضرت عامرؓ شہید ہوئے اور مرحب ان پر غالب آیا۔ آج علیؓ کے مقابلہ میں یہ شعر پڑھتا ہوا نکلا۔

۱۔ سارے خیبر کو معلوم ہے کہ میں مرحب ہوں اور ہتھیاروں سے لیس ہوں اور تجربہ کار بہادر ہوں جبکہ لڑائیاں لپٹ مارتے ہوئے ساتھ آتی ہیں۔

حضرت علیؓ یہ شعر پڑھ رہے تھے۔

۱۔ میں وہ ہوں کہ میری والدہ نے میرا نام شیر رکھا ہے۔ میں جنگل کے خوفناک شیر کی طرح ہوں۔

۲۔ میں دشمنوں کو پورا پورا ناپ بھر کر دونگا جیسے کہ کھلے پیمانے میں پورا پورا دیا جاتا ہے۔

مرحب لوہے میں ڈوبا ہوا تھا۔ سر پر خود اس کے نیچے پتھر اور پھر زرہ۔ جنگ شروع تو جناب علیؓ نے ایسا وار کیا کہ آپ کی تلوار (ذوالفقار) خود اور پتھر کو چیرتی ہوئی سر سے گذر کر نیچے آ گئی۔ اور وہ زمین پر گر پڑا۔

بعض راوی کہتے ہیں کہ اسے محمد بن مسلمہؓ نے قتل کیا۔ کیونکہ وہ ان کے بھائی کا قاتل تھا۔ بعض نے کہا کہ اس میں جان باقی تھی اور حضرت محمد بن مسلمہؓ نے علیؓ سے درخواست کی تھی کہ اسکا کام تمام کرنے دیں تا کہ اپنے بھائی کا بدلہ ہو سکے۔

18.3 احد کے بہادروں کی عظیم داستان

حضرت طلحہؓ، ابودجانہؓ، سہیل بن حنیفؓ، سعد ابن ابی وقاصؓ، زیاد بن اسکنؓ اور تمام شرکائے جنگ

(i) خالد بن ولید کا مسلمانوں پر عقب سے وار اور نو جاں نثاروں کا حضور ﷺ پر یکے بعد دیگر قربان ہونا۔

اسلامی لشکر فتح کے بالکل قریب تھا کہ وہ تیر اندازوں کا دستہ جنہیں حضور ﷺ نے اپنی جگہ سے کسی قیمت پر نہ ہٹنے کا حکم دیا تھا وہ اس یقین سے کہ فتح ہو گئی ہے اپنے پہاڑی مورچے سے ہٹ گیا سوائے کمانڈر اور انکے نو ساتھیوں کے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ خالد بن ولید جو اس راستے کی تلاش میں تھے۔ انہوں نے کمانڈر اور ان کے ساتھیوں کو شہید کیا اور مسلمانوں کے لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا۔ اب پوزیشن یہ بنی کے حضور ﷺ اور مسلمانوں نے لشکر کے درمیان خالد بن ولید کی بٹالین تھی اور مسلمانوں کے سامنے کافروں کا بڑا لشکر تھا۔

کافروں کو حضور ﷺ کی پوزیشن کا علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ ادھر حضور ﷺ کے پاس دو راستے تھے۔

ایک اپنے دفاع کے لئے پہاڑ پر اپنے محافظوں کے ساتھ چڑھ کر اپنی جان بچالیں اور دوسرے مسلمانوں کو بتائیں کہ وہ ابھی موجود ہیں اور انہیں جمع کر کے ایک بھرپور حملہ کافروں پر کیا جائے۔ نبی ﷺ سے زیادہ اور کون بہادر ہوسکتا ہے۔ چنانچہ آپؐ نے زور سے مسلمانوں کو آواز لگائی کہ میری طرف آؤ۔ لیکن یہ آواز یقیناً کافروں کو پہلے پہنچی اور قبل اسکے کہ مسلمان حضور ﷺ کے گرد پہلے جمع ہوتے کافروں نے جو حضور ﷺ سے قریب تر تھے حضور ﷺ پر جھپٹ کر بھرپور حملہ کر دیا۔ اس وقت حضور ﷺ کے اطراف صرف نو جاں نثار تھے اور کسی مسلمان کی آمد سے پہلے اپنا پورا زور لگا دیا کہ کسی نہ کسی طرح سے حضور ﷺ کو شہید کر دیا جائے۔

ان نو جانثاروں نے جس طرح معرکہ آرائی کی اس کی مثال تاریخ شجاعت و بہادری میں بے مثال اور لازوال ہے۔ گویا ایک شمع تھی جس پر باری باری یہ تمام پروانے اپنی جانوں کے نظرانے پیش کر گئے۔ ان میں سات انصار اور دو مہاجرین تھے (بعض روایات میں چودہ اور بعض میں بارہ آیا ہے) جب حضور ﷺ کو کفار نے پہچان لیا تو پوری قوت سے آپؐ پر حملہ آور ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کون ہے جوان کو مجھ سے ہٹائے اور جنت میں میرا رفیق بنے۔

چھ انصار ایک کے بعد ایک لڑتے ہوئے شہید ہو گئے۔ ساتویں حضرت زید بن سکن لڑتے لڑتے گرے تو حضور ﷺ نے فرمایا انہیں میرے قریب کر دو چنانچہ انہوں نے اپنا رخسار مبارک حضور ﷺ کے تلووں (قدموں) سے چپکا لیا اور زبان حال سے کہا کہ میری تمنا پوری ہوئی اور اس طرح اپنی جان اپنے اللہ کے حوالے کی۔ آج قتادہ بن نعمان نے اپنا چہرہ حضور ﷺ کے چہرہ کے سامنے کر دیا جو تیر آئے اپنے چہرہ پر لیں۔ آخری تیر قتادہ کی آنکھ میں لگا اور آنکھ کا ڈھیلا باہر لٹک گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یا تو صبر کر لے تو تیرے لئے جنت ہے اور اگر چاہے تو اسی جگہ رکھ کر تیرے لئے دعا کر دوں۔ قتادہؓ نے کہا کہ میری ایک ہی بیوی ہے جس سے میں محبت کرتا ہوں۔ اندیشہ ہے کہ اگر بے آنکھ رہ گیا تو میری بیوی مجھ کو ناپسند کرے۔ اس لئے حضور ﷺ اسے لگا ہی دیں۔ آپ نے ڈھیلا اپنے دست مبارک سے لگا کر دعا دی کہ ’’اے اللہ جس طرح قتادہ نے تیرے نبی کے چہرہ کی حفاظت کی اسی طرح تو اس کے چہرہ کی حفاظت فرما۔ اور اس آنکھ کو دوسری سے زیادہ خوبصورت بنادے اور تیز نظر کر دے۔‘‘ ضعیفی میں جب دوسری آنکھ میں کمزوری آ گئی۔ یہ آنکھ اسی طرح چمکتی رہی۔

(ii) ابودجانہؓ کی جاں نثاری

ابودجانہؓ نے بھی جان نثاری کی نئی تاریخ رقم کی۔ حضور ﷺ پر جو تیر آتا اپنی پشت پر لے لیتے اور اس طرح اپنی پشت کو حضور ﷺ کے لئے ڈھال بنا دیا پشت دشمنوں کی جانب اور چہرہ حضور ﷺ کی طرف پشت چھلنی ہوگئی لیکن کوئی حس وحرکت نہ کی کہ حضور ﷺ کو کوئی تیر نہ لگ جائے۔

(iii) طلحہ بن عبداللہؓ کی تیراندازی

آج کا دن بقول ابوبکر صدیقؓ کے حضرت طلحہؓ بن عبداللہ (یہ حضرت انسؓ بن مالک کے علاتی بھائی ہیں) کا دن تھا۔ تیر چلاتے چلاتے ہاتھ شل ہوگیا تھا۔ اور جب حضور ﷺ کو کوہ احد کے غار پر لے جایا گیا تو ضعف کی وجہ سے چڑھا نہ گیا تو طلحہؓ نیچے بیٹھ گئے اور حضور ﷺ نے ان پر پیر رکھا اور اوپر چڑھے اور نبی ﷺ نے فرمایا کہ طلحہ نے اپنے اوپر جنت واجب کر لی۔ اس دن طلحہؓ کے ہاتھوں دو یا تین کمانیں ٹوٹیں جو شخص ادھر سے گذرتا نبی کریم ﷺ فرماتے یہ ترکش طلحہ کے لئے ڈال جاؤ۔ اور جب رسول اللہ ﷺ نظر اٹھا کر لوگوں کو یا تیر کو دیکھنا چاہتے کہ کہاں لگا تو طلحہ فرماتے۔

’’میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ نظر (سر مبارک) نہ اٹھائیں نصیب دشمناں کوئی تیر آ لگے میرا سینہ آپ کے سینے کے لئے ڈھال ہے‘‘

حضرت طلحہؓ ’’کی انگلیاں کٹ گئیں تو بے اختیار نکلا حسن (بہت خوب) آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ بجائے حسن کے بسم اللہ نکلتا تو فرشتے تجھ کو اٹھا کر لے جاتے اور لوگ دیکھتے۔ یہاںتک کہ آسمان میں داخل ہوتے۔ آج کے دن بقول عائشہ صدیقہؓ طلحہ کے جسم پر ستر سے زیادہ زخم تھے۔‘‘

(iv) سعدؓ بن ابی وقاص۔ جنگ احد کے ایک اور ہیرو

اس معرکہ کے ایک اور ہیرو سعد ابن ابی وقاص تھے۔ جو طلحہؓ کے ساتھ مل کر حضور ﷺ کا دفاع کر رہے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنے ترکش کے سارے تیر ان کے لئے بکھیر دیئے اور فرمایا ’’چلاؤ، تم پر میرے ماں باپ فدا

ہوں' ان کی صلاحیت کا اندازہ اس سے لگایئے کہ سوائے حضرت سعدؓ کے حضورﷺ نے کسی کے لئے یہ نہیں کہا کہ میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔

(۷) عتبہ ابنِ ابی وقاص اور عبداللہ ابنِ قمہء کا حضورﷺ پر حملہ اور چہرہ انورﷺ کو خون آلود کرنا۔

باوجود اس زبردست معرکہ آرائی اور دفاع کے کافر حضورﷺ کو زخم پہنچانے میں کامیاب ہوگئے۔ کافروں نے اس موقع سے پورا فائدہ اٹھایا۔ اور وہ حضورﷺ کی ذات پر تابڑتوڑ حملے کرتے رہے یہاں تک کے عتبہ بن ابی وقاص (سعدؓ ابن ابی وقاص کا بھائی) نے آپکا نشانہ لے کر پتھر مارا جس سے آپؐ پہلو کے بل گر گئے۔ آپؐ کا داہنا نچلا رباعی دانت شہید ہوگیا۔ اور نچلا ہونٹ زخمی ہوگیا اور عبداللہ بن شہاب زہری نے آگے بڑھ کر آپؐ کی پیشانی زخمی کردی اور ایک اور بدبخت عبداللہ بن قمہء نے لپک کر آپؐ کے کندھے پر ایسی زوردار تلوار ماری کہ آپؐ ایک مہینہ سے زیادہ عرصے تک اس کی تکلیف محسوس کرتے رہے۔ البتہ آپؐ کی دوہری زرہ نہ کٹ سکی۔ اس کے بعد اس نے پھر دوسری مرتبہ تلوار ماری جو آنکھ سے نیچے کی ابھری ہوئی ہڈی پر لگی اور اس کی وجہ سے خود کی دو کڑیاں چہرہ مبارک میں پیوست ہوگئیں اور ساتھ ہی اس بدبخت نے کہا کہ لے! میں قمہء (توڑنے والے) کا بیٹا ہوں۔ نبی کریمﷺ نے خون پونچھتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تجھے توڑ ڈالے۔ اس روز آپؐ نے فرمایا کہ اس قوم پر اللہ کا سخت عذاب ہو جس نے پیغمبر کا چہرہ خون آلود کردیا۔ پھر تھوڑی دیر رک فرمایا کہ

"اے اللہ میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتی"

اے پروردگار! میری قوم کو بخش دے وہ نہیں جانتی یہ دعا آپؐ نے بار بار فرمائی۔

حاطبؓ بن ابی بلتعہ ان چند صحابیوں میں سے تھے جنہوں نے حضورﷺ کے گرد حفاظتی گھیرا ڈالا ہوا تھا۔ انہوں نے عتبہ بن ابی وقاص کا پیچھا کیا جس نے نبیﷺ کا دندان مبارک شہید کیا تھا اور اسے اس زور سے تلوار ماری کہ اس کا سر جھٹک گیا پھر اس کے گھوڑے اور تلوار پر قبضہ کرلیا۔ سعد بن ابی وقاصؓ اس کے بہت زیادہ خواہشمند تھے کہ اپنے بھائی عتبہ کو جہنم رسید کریں لیکن یہ سعادت حاطبؓ کے لئے لکھی گئی تھی۔

اس معرکہ میں حضورﷺ خود بھی تیر چلا رہے تھے۔ آپؐ نے اتنے تیر چلائے کہ کمان کا کنارہ ٹوٹ گیا۔ یہ کمان قتادہ بن نعمانؓ نے لے لی اور وہ انہیں کے پاس رہی۔ سہیل بن حنیفؓ بھی بڑے جانباز تیرانداز تھے انہوں نے حضورﷺ کے ہاتھ پر موت پر بیعت کی اور نہایت زور و شور سے حضورﷺ کا دفاع کیا اور شہادت پائی۔

یہ جو کچھ ہوا نبی پاکﷺ سے انتہائی عشق و محبت کی بے مثال داستان تھی۔ اور جس طرح حضورﷺ پر کمالات نبوت ختم تھے (حضورﷺ خاتم النبین ہیں) اسی طرح آپؐ پر محبوبیت بھی ختم تھی اور صحابہؓ پر عشق ختم تھا۔ لیلیٰ اور مجنوں نے کیا محبت کی ہوگی جو صحابہؓ نے حضورﷺ سے کی۔ ورنہ ایک وہ تھے جو حضرت عیسیٰؑ کو سولی پر دیکھ کر وہاں سے غائب ہوگئے۔

اللہ پاک کی اربوں رحمتیں ہوں ان جان نثاروں پر جنہوں نے شمع رسالتؐ پر قربان ہوکر شجاعت و بہادری کی بے مثال ولازوال داستانیں رقم کی۔

18.4 داستان حضرت حمزہؓ اور وحشی

احد کے دن جب حضورﷺ اس درخت کی طرف تشریف لے گئے جہاں حمزہؓ شہید ہوئے تھے تو آپؐ نے جب آپؓ کی پیشانی دیکھی تو رو پڑے۔ پھر آپؐ نے دیکھا کہ آپؓ کے کان۔ ناک وغیرہ کاٹ دیئے گئے ہیں تو آپؐ سسکیاں لے کر رونے لگے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کوئی کفن ہے! ایک انصاری نے ایک کپڑا ان پر ڈال دیا۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے نزدیک شہیدوں کے سردار حمزہؓ ہونگے۔

جنگ بدر کے دن حمزہؓ نے شترمرغ کا پر لگا رکھا تھا۔ اور سب پوچھتے تھے کہ شترمرغ کے پر والا کون ہے۔ امیہ بن خلف نے عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے کہا اے اللہ کے بندے! آج جس آدمی نے سب سے زیادہ ہمارے خلاف بڑے بڑے کارنامے انجام دیئے وہ شخص تھا جس نے اپنے سینہ پر شترمرغ کا پر لگا رکھا تھا (وہ رسول اللہﷺ کے چچا حمزہؓ تھے)۔

حضرت وحشیؓ جنگ احد کا واقعہ ان الفاظ میں بیان فرماتے ہیں "یہ واقعہ میں تمہیں اس طرح سناتا ہوں جس طرح حضورﷺ کے فرمانے پر انہیں سنایا گیا تھا۔ میں جبیر بن مطعم کا غلام تھا۔ ان کا چچا طعیمہ بن عدی بدر میں

مارا گیا تھا جب قریش جنگ احد کے لئے چلے تو جبیر نے مجھ سے کہا اگر تم میرے چچا کے بدلے محمد ﷺ کے چچا حمزہؓ کو قتل کر دو تو تم آزاد ہو۔ میں ایک حبشی غلام تھا اور حبشیوں کی طرح چھوٹا نیزہ پھینکنے کا ماہر تھا اور نشانہ کم خطا جاتا تھا۔ چنانچہ میں بھی کافروں کے ساتھ احد پہنچا جب جنگ شروع ہوئی تو میں حمزہؓ کی تلاش میں نکلا اور بالآخر انہیں لشکر کے کنارے دیکھ لیا۔ گرد وغبار کی وجہ سے وہ خاکستری رنگ کے اونٹ کی طرح نظر آرہے تھے اور دشمنوں کو اپنی تلوار سے ایسے ہلاک کر رہے تھے کہ کوئی شے ان کے سامنے ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ انہیں قتل کرنے کے لئے میں نشانہ لینے کی تلاش میں کسی درخت یا چٹان کے پیچھے چھپتا پھر رہا تھا کہ وہ ذرا قریب آئیں کہ اتنے میں ایک شخص سباع بن عبدالعزیٰ مجھ سے آگے ہو کر ان کی طرف بڑھا جب حمزہؓ نے اسے دیکھا تو اس پر حملہ آور ہوئے اور ایسا وار کیا کہ اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ اسی دوران میں نے حمزہؓ کا نشانہ لیا اور نیزہ پھینکا جو آپؓ کی ناف کے نیچے جا کر اس زور سے لگا کہ دونوں ٹانگوں کے درمیان سے پیچھے نکل آیا۔ وہ میری طرف بڑھنے کا ارادہ کر رہے تھے کہ بے ہوشی طاری ہو گئی۔ پھر میں نے انہیں اسی حال پر چھوڑ دیا یہانتک کہ وہ انتقال فرما گئے پھر میں قریب گیا اور اپنا نیزہ لے کر اپنے لشکر میں واپس آ گیا اور وہیں بیٹھا رہا اس لئے کہ اس کے سوا میرا اور کوئی مقصد نہ تھا چنانچہ جب میں مکّہ شریف آیا تو آزاد ہو گیا''۔

فتح مکّہ کے بعد یہ ادھر ادھر فرار ہوتے رہے۔ یہانتک کے حضور ﷺ کی دامن عفو میں پناہ لی حضور ﷺ نے معاف فرما دیا لیکن یہ کہا کہ تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا لو میں تمہیں آئندہ کبھی نہ دیکھوں چنانچہ حضور ﷺ کی وفات تک آپ سامنے نہ آئے کہ کہیں حضور ﷺ کی نظر ان پر نہ پڑے اس نیزہ سے وحشیؓ نے مسلمہ کذّاب کو قتل کیا۔ وہ کہتے تھے۔ میں نے ایک اس شخص کو قتل کیا جو حضور ﷺ کے بعد سب سے زیادہ بہترین تھا اور دوسرے اس کو جو لوگوں میں سب سے زیادہ برا تھا

18.5 حضور ﷺ کا تلوار پیش کر کے کہنا کہ ''اس کا حق کون ادا کرے گا'' اور اسے ابو دجانہؓ کو عطا کرنا

جنگ احد میں حضور ﷺ نے ایک تلوار پیش کرتے ہوئے فرمایا۔ اس تلوار کا کون حق ادا کریگا۔ حضرت ابو دجانہؓ نے کہا میں اس کا حق ادا کرونگا۔ حضور ﷺ نے یہ تلوار انہیں عطا فرمائی۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کا کیا حق ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور اسے لے کر کسی کافر کو پیٹھ نہ دکھانا۔

اس تلوار کے لئے حضرت زبیرؓ اور عمر فاروقؓ نے بھی لبیک کہا تھا لیکن حضور ﷺ نے یہ ابو دجانہؓ کو عطا فرمائی۔ ابو دجانہؓ نے اپنی سرخ پٹی اپنے سر پر باندھ لی اس پر انصار نے کہا کہ ابو دجانہؓ نے موت کی پٹی نکال لی ہے۔ جب بھی یہ سرخ پٹی باندھتے انصار یونہی کہتے۔ حضرت زبیرؓ کو غم تھا کہ تلوار نہ ملی اس لئے وہ فرماتے ہیں کہ میں ابو دجانہؓ کے پیچھے ہو گیا کہ دیکھوں وہ کس طرح حضور ﷺ کی عطا کی ہوئی تلوار کا حق ادا کرتے ہیں۔ یہ ابو دجانہؓ ایک سرخ آندھی کی طرح تھے کہ جو ان کے سامنے آتا مارا جاتا۔ یہانتک کہ مشرکین کی فوج میں ایک شخص تھا جو تلاش کر کے ہمارے ہر زخمی کو شہید کر رہا تھا۔ ابو دجانہؓ اور یہ لڑاکا قریب آنے لگے تو میں (زبیرؓ) نے دعا کی کہ اللہ دونوں کا مقابلہ کروادے (تا کہ یہ لڑاکا اپنے انجام کو پہنچے) چنانچہ دونوں کا آمنا سامنا ہو گیا اور دونوں نے ایک دوسرے پر تلوار سے پے در پے حملے کئے۔ مشرک نے ایک زوردار وار کیا جو ابو دجانہؓ نے اپنی ڈھال پر روکا لیکن وہ تلوار ڈھال میں گھس کر پھنس گئی اور اس سے نکل نہ سکی۔ یہ موقع غنیمت جانتے ہوئے ابو دجانہؓ تو جب تلوار کا وار کیا تو وہ مشرک وہیں ڈھیر ہو گیا پھر میں نے دیکھا کہ آگے بڑھے اور اس جگہ پہنچے جو مشرک خواتین تھیں اور آپ نے ہند بنت عتبہ (زوجہ ابو سفیان) کے سر پر تلوار اٹھائی لیکن پھر ہٹا لی اور اسے قتل نہ کیا۔ میں نے بعد میں ابو دجانہؓ سے کہا تم نے حضور ﷺ کی دی ہوئی تلوار کا خوب حق ادا کیا اور حقیقت میں اللہ کے رسول ہی خوب جانتے ہیں کہ کون اس تلوار کا حق ادا کر سکتا ہے۔ لیکن یہ تو بتائیں کہ تم نے ہند بنت عتبہ کو آخر کیوں چھوڑ دیا انہوں نے کہا میں نے ہند پر حملہ کرنا چاہا تو اس نے اپنی مدد کے لئے میدان جنگ کی طرف زور سے آواز لگائی تو کسی نے اس کا جواب نہ دیا تو میں اسے چھوڑ کر پیچھے ہٹ گیا۔ مجھے یہ اچھا نہ لگا کہ میں حضور ﷺ کی مبارک تلوار سے ایسی عورت کو قتل کر دوں جس کا کوئی مددگار نہیں۔

18.6 حضرت ابو محجن ثقفیؓ کی جنگ قادسہ میں بے مثال بہادری

حضرت ابن سیرین بیان کرتے ہیں

حضرت ابو محجن ثقفیؓ کو شراب پینے کی وجہ سے کوڑے لگا کرتے۔ ہر بار حد جاری ہونے کے بعد یہ پھر شراب پی لیتے۔ یہ مسلمانوں کے لشکر ساتھ جسکے سپہ سالار سعد ابن ابی وقاصؓ تھے ایران کے محاذ پر تشریف لے گئے۔ جنگ قادسیہ کا دن مسلمانوں پر بہت بھاری تھا کہ ایرانی نئے نئے ہتھیاروں سے لیس تھے جس میں ہاتھیوں کا استعمال

مسلمانوں کے لئے بالکل نیا تھا۔اس دن حضرت سعدؓ سخت علیل تھے اور اپنے مورچے سے فوج کی کمان کر رہے تھے۔سعدؓ نے ابومجحنؓ کو شراب نوشی کے جرم میں قید کر دیا تھا اور آج جب میدان جنگ گرم تھا ابومجحن قید میں تھے۔ دن میں ایک وقت ایسا آیا کہ ایرانیوں کا پلڑا بھاری ہو گیا اور مسلمان سخت مشکل میں تھے۔انہیں جب جنگ کا حال پتہ چلا تو انہوں نے ایک باندی سے درخواست کی کہ سعدؓ کی اہلیہ سے درخواست کریں کہ ابومجحن کی بیڑیاں کھول دیں ایک عدد گھوڑا اور ہتھیار عنایت کریں تا کہ میں جنگ میں شریک ہوں۔اور یہ وعدہ ہے کہ جنگ رکتے ہی سب سے پہلے واپس آ کر بیڑیاں خود پہن لونگا۔شاعر بھی تھے اور یہ اشعار گنگنا رہے تھے۔

ا۔ رنج وغم کیلئے اتنا کافی ہے کہ سوار تو نیزے لے کر لڑ رہے ہیں اور مجھے بیڑیوں میں باندھ کر جیل خانہ میں چھوڑ دیا گیا ہے

۲۔ جب میں کھڑا ہوتا ہوں تو لوہے کی بیڑیاں میرے قدم روک لیتی ہیں اور میرے شہید ہونے کے تمام دروازے بند کر دیئے گئے ہیں اور میری طرف سے پکارنے والے کو بہرا کر دیا ہے۔

اس باندی نے جا کر سپہ سالار اعظم کی اہلیہ کو پیغام پہنچایا۔خوش قسمتی سے انہوں نے درخواست قبول کی اور ابومجحن کی بیڑیاں کھول دیں گھوڑا اعنایت کیا اور تلوار بھی۔آزاد ہوتے ہی گھوڑے کو ایڑ لگائی اور میدان جنگ میں کود پڑے۔اس بہادری سے تلوار چلا رہے تھے کہ جو سامنے آتا ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا اور جس پر حملہ آور ہوتے مارا جاتا۔جس طرف مسلمانوں کو دباؤ میں دیکھتے وہاں پہنچتے اور اس زور سے حملہ کرتے کہ کافروں کو پیچھے ہٹنا پڑتا۔دن کے آخر آخر میں جوں ہی جنگ ختم ہوئی اور مسلمانوں کو فتح نصیب ہوئی۔تو ابومجحنؓ نے گھوڑا دوڑایا۔واپس پہنچے ہتھیار اور گھوڑا واپس کیا اور جیل خانے میں پہنچ کر بیڑیاں پہن لیں۔

جب سعدؓ اپنی قیام گاہ پر واپس آئے تو ان کی اہلیہ نے پوچھا کہ آج کی لڑائی کیسی رہی! سعدؓ نے کہا آج کا دن بہت مشکل تھا اور ہمیں شکست ہونے لگی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مجاہد سفید وسیاہ گھوڑے پر بھیج دیا مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ یہ طریقہء جنگ تو ابومجحن کا ہے لیکن وہ تو قید میں ہے اور گھوڑے کی چھلانگ بالکل میرے گھوڑے بلقا جیسی ہے لیکن وہ تو میری قیام گاہ پر بندھا ہوا ہے۔اس لئے خیال ہوا کہ غیبی مدد ہے جس نے مسلمانوں کی شکست کو فتح میں

بدل دیا۔ادھر مسلمان مجاہدین ان کو پہچان نہ سکے اور خیال کرنے لگے کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو مسلمانوں کی مدد کے لئے بھیجا گیا ہے۔

جب سعدؓ کی اہلیہ محترمہ نے سارا قصہ سنا تو انہوں نے پورا ماجرا سنایا اور کہا واللہ! یہ ابومجحنؓ ہی تھے۔اسی وقت ابومجحنؓ کو حضرت سعدؓ نے بلوایا اور بیڑیاں کھول دیں اور فرمایا کہ آج تم نے مسلمانوں کی شکست کو فتح میں بدل دیا اس لئے آئندہ تمہیں شراب پینے کی وجہ سے کبھی کوڑے نہیں لگاؤنگا۔اور یہ کہہ انہیں چھوڑ دیا۔ابومجحنؓ نے کہا چونکہ مجھ پر حد جاری کی جاتی تھی اور مجھے اس طرح پاک کر دیا جاتا تھا تو میں بھی شراب پی لیتا تھا۔اب جبکہ مجھے سزا نہ دینے کا فیصلہ ہو گیا ہے تو واللہ! اب میں کبھی شراب نہ پیونگا چنانچہ اس کے بعد ابومجحنؓ نے کبھی شراب نہیں پی۔

18.7 عبداللہ بن حذافہؓ سہمی اور شاہ روم طاغیہ

امیر المومنین عمرؓ نے ملک روم کی طرف ایک لشکر روانہ کیا جس میں حضور ﷺ کے صحابی عبداللہ بن حذافہؓ بھی تھے رومیوں کے ہاتھوں یہ گرفتار ہو گئے۔انہیں اپنے بادشاہ جس کا لقب طاغیہ تھا کے سامنے پیش کیا اور کہا کہ یہ محمد ﷺ کے صحابہ میں سے ہیں۔طاغیہ نے کہا اگر میں تمہیں اپنا آدھا ملک دے دوں تو نصرانیت قبول کر لو گے؟ انہوں نے کہا کہ اگر تم اپنا پورا ملک اور ساتھ عربوں کا ملک بھی دے دو تو میں پلک جھپکنے تک بھی محمد ﷺ کے دین کو نہ چھوڑونگا۔طاغیہ نے کہا میں تمہیں پھر قتل کی سزا دیتا ہوں۔تم جو چاہو کرو۔چنانچہ اس نے انہیں سولی پر لٹکا دیا (سولی دی نہیں) اور تیر اندازوں سے کہا کہ اس طرح تیر چلاؤ کہ اطراف سے گذریں تا کہ یہ خوف زدہ ہو جائیں (مریں نہیں) بادشاہ نے عیسائیت پیش کی لیکن اس حالت میں بھی انکار کر دیا اور کرتے رہے۔اس نے انہیں سولی سے اتار لیا اور ان کے دو ساتھیوں کو بلایا اور ایک کو کھولتے ہوئے پانی میں ڈال دیا جس سے وہ شہید ہو گئے۔اس نے پھر عیسائیت پیش کی لیکن انہوں نے انکار کیا۔چنانچہ طاغیہ نے حکم دیا کہ اب عبداللہ کو کھولتی ہوئی دیگ میں زندہ ڈال دیا جائے جب سپاہی انہیں دیگ کی طرف لے جانے لگے تو یہ رو پڑے۔وہ سمجھا کہ یہ موت سے گھبرا گئے۔چنانچہ واپس لایا گیا اور بادشاہ نے پھر نصرانیت ان پر پیش کی۔انہوں نے انکار کر دیا تو طاغیہ نے پوچھا تم رو کیوں رہے تھے انہوں نے جواب دیا ''میں اس لئے رویا تھا کہ میرے دل میں یہ خیال آیا کہ اب تجھے دیگ میں ڈالا جا رہا ہے تو تو ختم ہو جائیگا۔کاش میرے پاس اتنی جانیں ہوتیں جتنے میرے جسم پر بال ہیں اور ہر جان کو اللہ کے دین کیلئے باری

باری قربان کرتا۔ افسوس آج میرے پاس صرف ایک ہی جان ہے“۔طاغیہ یہ سن کر حیران اور ششدرہ گیا اور کہا کہ کیا یہ ممکن ہے کہ تم میرے سر کا بوسہ لو اور میں تمہیں چھوڑ دوں؟ عبداللہ نے کہا میرے ساتھیوں کو؟ اس نے کہا انہیں بھی چھوڑ دونگا عبداللہ ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے دل میں کہا کہ اس اللہ کے دشمن کے سر کا بوسہ لینے سے سارے مسلمانوں کا فائدہ ہے اس لئے دل نہ چاہتے ہوئے بھی میں نے اس کے سر کا بوسہ لیا۔ بادشاہ نے سارے قیدی ان کے حوالے کر دیئے۔ ان سب کے ساتھ مدینہ منورہ امیر المومنین ؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنایا۔ امیر المومنین عمر ؓ نے فرمایا کہ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ عبداللہ کے سر کا بوسہ لیں۔ اور سب سے پہلے عمر ؓ کھڑے ہوئے اور ان کے سر کا بوسہ لیا اور پھر تمام مسلمانوں نے تا کہ اللہ کے دشمن کو چومنے کی جو ناگواری تھی وہ دور ہو جائے۔ (بعض روایتوں میں آیا ہے کہ اس نے امیر المومنین ؓ کو خط لکھا کہ اگر میری فوج میں ایک بھی سپاہی عبداللہ جیسا ہو تو میں ساری دنیا فتح کر لوں)۔

٦

پیغمبرِ اعظم ﷺ اور یہودِ مدینہ

٦

پیغمبرِ اعظم ﷺ اور یہودِ مدینہ

6.1 امّ المومنین صفیہؓ اور ان کا والد حیئ بن اخطب

مدینہ منورہ کے قریب قبا کا علاقہ کھجور کے باغات سے بھرا پڑا ہے۔ یہی وہ علاقہ تھا جس میں یہود مدینہ کے تین بڑے قبیلے بنوقینقاع، بنونظیر اور بنوقریظہ آباد تھے۔ بنوقینقاع سنار تھے اور بازار میں انکی انتہائی خوبصورت دکانیں تھیں بنونظیر اور بنوقینقاع بھی ہنرمند تھے اور باغات کے مالک۔ ان لوگوں نے اپنے چھوٹے چھوٹے قلعہ جنہیں گڑھی کہہ سکتے ہیں بنالی تھیں۔ مدینہ میں انصار کے دو قبائل تھے اوس اور خزرج۔ یہود انکو آپس میں لڑاتے رہتے تھے اور سود در سود پر قرض دے دے کر انہیں اپنا مجبور بنالیا تھا۔ اوس اور خزرج ان سے اکثر ایک نبی خاتم کی بعثت کا ذکر سنتے تھے۔ یہود کہتے کہ وہ اولاد ابراہیم میں ہیں اور جب آئینگے تو ہماری دنیا اور آخرت سب کچھ سنور جائیگی۔ یہود کی شومیِ قسمت کہ جب وہ تشریف لائے تو اوس وخزرج نے پہل کی اور نبی ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اور ان کا دامن ہی صرف نہیں تھاما بلکہ اپنے علاقے یثرب میں مدعو کیا اور اپنی جان و مال سے حضور ﷺ کے تحفظ کا عہد کیا۔ چنانچہ جب حضور ﷺ نے یثرب میں ہجرت فرمائی تو یہ شہر یا علاقہ یثرب سے مدینہ منورہ (شہر روشن) قرار پایا اور یہود جل کے خاک ہوئے کہ اب اوس وخزرج انکے دائرہ اثر سے نکل گئے یہود کا اقتدار جاتا رہا اور حضور ﷺ کو اچھی طرح شناخت کرنے کے بعد کہ آپؐ ہی وہ ہستی ہیں جن کا توریت میں یہ ذکر پڑھتے تھے اور جن کا انہیں دن رات انتظار تھا۔ انکار کر دیا۔ اس کی بہترین گواہی ام المومنین صفیہؓ دیتی ہیں جو بنوقینقاع کے مشہور عالم حیئ بن اخطب کی بیٹی تھیں چنانچہ وہ فرماتی ہیں میں چھوٹی تھی جب حضور ﷺ مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو میرے والد اور چچا

حضور ﷺ سے ملنے گئے۔ واپسی پر دونوں میں یہ گفتگو ہوئی

چچا: کیا یہ وہی نبی ہیں جن کی ہماری کتابوں میں پیشن گوئی آئی ہے

والد: (حیئ بن اخطب) واللہ! یہ بالکل وہی ہیں۔

چچا: کیا تمہیں اس بات کا کامل یقین ہے

والد: ہاں

چچا: تو اب تمہارا کیا ارادہ ہے۔

والد: جب تک میں زندہ ہوں ان کی مخالفت کرونگا اور انکے مشن کو کامیاب نہیں ہونے دونگا۔

نبی کریم ﷺ جب مدینہ پاک تشریف لائے تو پہلے تو آپ نے اوس وخزرج کے درمیان صلح کروائی اور محبت کے بیج بودیئے جو جلد ہی تناور درخت بن گئے پھر آپؐ نے انصار اور مہاجرین کے درمیان اخوت قائم کی اس سے فارغ ہو کر آپ نے میثاق مدینہ پر یہودیوں کو راضی کر لیا تاکہ امن وآشتی میں رہ کر دین پھیلایا جائے اور قائم کیا جائے۔ لیکن ان تینوں قبیلوں نے اس عہد نامے پر دستخط تو کیئے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ہی سے ان کی نیت میں فتور تھا۔ پہلے تو چھوٹی موٹی شرارتیں کرتے رہے، جس میں انفرادی طور پر حضور ﷺ کا خصوصاً اور مسلمانوں کا عموماً مذاق اڑانا۔ تضحیک کرنا۔ ان کی ہجو گوئی کرنا وغیرہ شامل تھا جس کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں۔ لیکن اجتماعی طور پر عہد شکنی نہیں بلکہ عہد کے عین خلاف مسلمانوں کے دشمنوں خصوصاً اہل مکّہ سے ساز باز کر کے یہی نہیں کہ انکے مسلمانوں کے خلاف جنگ کے لئے ابھارا بلکہ یہ بھی یقین دہانی کرائی کہ تم جب سامنے سے حملہ کرو گے تو مدینہ منورہ پر ہم پیچھے (Backyard) سے پل پڑیں گے اور انکو تہس نہس کر دینگے۔ حضور پاک ﷺ ان شرارتوں سے تنگ آچکے تھے اور انہیں کئی بار سمجھانے کی کوشش کی جسے انہوں نے مسلمانوں کی کمزوری سمجھا اور انتہائی غرور وتکبر سے پیش آئے اور جواب دیا۔

6.2 یہود کے قبیلہ بنوقینقاع کی شرارت اور ان کا انجام

بنونظیر، بنوقریظہ کے مقابلے میں بنوقینقاع سب سے زیادہ دلیر، بہادر اور دولت مند قبیلہ تھا۔ ساتھ ہی

سب سے زیادہ شریر بدمعاش اور فتنہ انگیز تھا۔ انکی گڑھیاں تھیں زمینیں نہیں تھیں بلکہ پیشہ کے اعتبار سے سنار، لوہار اور برتن ساز تھے۔ ان کا بازار سونے چاندی کے زیورات لئے بہت مشہور تھا۔ حضرت عبداللہ ابن سلامؓ اسی قبیلہ کے عالم دین تھے جو ہجرت کے اول ایام میں ایمان لائے تھے حضورﷺ ابھی بدر میں ہی تھے کہ بازار قینقاع میں ایک حادثہ ہوگیا۔ ایک مسلمان خاتون دودھ فروخت کرنے کے لئے یہودیوں کے محلّہ میں گئیں۔ لوٹتے ہوئے ایک یہودی زرگر کے پاس کچھ خریدنے تشریف لے گئیں تو یہودی جو وہاں موجود تھے انہوں نے ان کے چہرہ سے نقاب ہٹانے کی کوشش کی۔ انہوں نے انکار کیا۔ لیکن زرگر نے جب یہ زیورات دیکھنے میں محو تھی آپ کے کپڑے کا کنارہ پشت سے کسی چیز سے باندھ دیا۔ جب یہ اٹھیں تو پیچھے سے کپڑا ہٹ گیا جسکا یہودیوں نے خوب ٹھٹھہ کیا اس خاتون نے چیخ وپکار کی تو قریب سے ایک مسلمان گذر رہا تھا وہ ان کی مدد کو آیا کچھ جھگڑا بڑھا تو اس مومن نے سنار کو جسکی یہ شرارت تھی ٹھکانے لگادیا۔ اس پر یہودی مشتعل ہوگئے انہوں نے اس مومن کو شہید کردیا۔ نتیجہ میں بلوہ اور فساد ہوگیا۔

حضورﷺ بدر سے واپس تشریف لائے تو آپؐ کو اطلاع ہوئی۔ اس پر آپؐ نے یہودیوں کو جو میثاق مدینہ کے پابند تھے۔ بازار قینقاع میں جمع ہونے کا حکم دیا تاکہ ان کو میثاق یاد دلایا جائے۔

لیکن اس دوران ایک اور بات قابل ذکر ہے۔ حضرت عبادہ بن صامت انصاریؓ اور عبداللہ ابن ابی (بن سلول) کے ان یہودیوں سے بہت پرانا اور گہرا دوستانا تھا۔ جب عبادہؓ نے یہ حال دیکھا تو حضورﷺ سے عرض کیا کہ میرے کچھ یہودی دوست ہیں جو بڑے طاقتور، ہتھیار اور شان وشوکت والے ہیں لیکن میں ان کی دوستی چھوڑ کر اللہ اور اس کے رسول کی دوستی اختیار کرنا چاہتا ہوں اب اللہ اور اس کے رسول کے سوا میرا کوئی دوست نہیں لیکن عبداللہ منافق نے کہا میں بنو قینقاع کی دوستی نہیں چھوڑ سکتا۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ کچھ عبادہ کی ضد میں کیا ہے تو تمہیں مبارک ہو عبادہ کو اس کی ضرورت نہیں۔ اس نے کہا مجھے یہ صورت حال منظور ہے۔ اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی

يَآ أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ -------- (سورۃ المائدہ آیت - ۵۱)

اے ایمان والو! یہود ونصارا کو دوست نہ بناؤ۔ وہ آپس میں دوست ہیں ایک دوسرے کے اور تم میں سے جو شخص ان سے دوستی رکھے گا وہ انہی میں شمار ہوگا۔

جب یہود جمع ہوگئے تو حضورﷺ پہنچے اور آپؐ نے ان سے فرمایا کہ ''اے گروہ یہود! اللہ سے ڈرو اگر تم نے مسلمانوں کی ایذارسانی سے ہاتھ نہ روکا اور میثاق مدینہ پر عمل نہ کیا تو کہیں قریش کی سی سزا کا نشانہ نہ بن جاؤ۔ اسلام لے آؤ۔ تم خوب جانتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں جس کا تذکرہ تم اپنی کتاب میں پاتے ہو''۔ اس پر انہوں نے جواب دیا کہ ہمیں قریش کی طرح کمزور نہ سمجھنا۔ وہ لڑنا نہیں جانتے تھے۔ ہم سے پالا پڑا تو پتہ چل جائیگا۔ کہ لڑائی کسے کہتے ہیں۔

حضورﷺ یہ جواب سن کر مدینہ منورہ لوٹ آئے کہ جنگ کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا ایک روایت میں یہ بھی آیا کہ انہوں نے میثاق مدینہ کا کاغذ واپس کردیا۔ یہ لوگ مسلمانوں کی ہر خبر قریش کو پہنچایا کرتے تھے اب کھل کر آمادۂ جنگ ہوئے۔ اور عہد شکنی پر اتر آئے۔

حضورﷺ نے ابولبابہؓ بن منذر کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور شوال ۲ھ کی پندرہ تاریخ کو ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئے مسلمانوں کا جھنڈا حضرت حمزہؓ لئے ہوئے تھے۔ یہودیوں نے مسلمانوں کی فوج کی آمد کا سنا تو اپنے اپنے قلعوں (گڑھیوں) میں حصار بند ہوگئے۔ حضورﷺ نے محاصرہ جاری رکھا یہاں تک کہ پندرہ دن گزر گئے۔ آخر میں اللہ تعالیٰ نے ان پر رعب طاری کردیا اور ہتھیار ڈالنے پر راضی ہوگئے۔ ایک روایت میں آیا ہے کہ عبداللہ منافق یہود کی طرف تھا اور ہتھیار ڈالنے پر حضورﷺ کے پاس آکر اڑ گیا کہ آپؐ انہیں معاف فرمادیں یہ ہمارے پرانے حلیف ہیں۔ حضورﷺ نے چہرہ مبارک اس کی طرف سے پھیر لیا تو وہ پھر سامنے آگیا اور کہا کہ میں اس وقت تک درخواست کرتا رہونگا جب تک آپؐ انہیں معاف نہ فرمادیں گے کیا آپؐ ایک ہی دن میں سب کو کاٹ کر رکھ دیں گے۔

آخر آپؐ نے فیصلہ کا اختیار عبادہؓ بن صامت کو عنایت فرمایا۔ عبادہؓ نے فیصلہ دیا کہ بنو قینقاع مدینہ چھوڑ کر نکل جائیں گے گھریلو اشیاء جس قدر لے جاسکتے ہیں لے جائیں البتہ جنگی ساز وسامان ساتھ نہیں لے جاسکتے۔ چنانچہ انہوں نے اونٹوں پر گھر کے دروازے تک اکھاڑ کر رکھ لئے۔ عبادہؓ نے انہیں مدینہ سے باہر جبل ذباب تک پہنچایا۔ یہ شام کی طرف اذرعات کے علاقے میں چلے گئے لیکن زیادہ دن نہ گزرے تھے کہ سب ہلاک ہوگئے۔

6.3 بنونضیر کی بدعہدی اور اسکا انجام

یہ تین میں سے یہودیوں کا دوسرا قبیلہ تھا جو قباء میں آباد تھا۔انہیں بھی اپنے مال و دولت پر غرور تکبر تھا۔یہ ۴ھ کا واقعہ ہے یعنی بنوقینقاع کے واقع کے تقریباً دو سال بعد ان کا سب سے بڑا سردار حیٔ بن اخطب تھا۔امّ المومنین حضرت صفیہؓ اس کی بیٹی ہیں۔

قصّہ یہاں سے شروع ہوتا ہے کہ ایک صحابی عمرو بن امیہؓ نے شبہ میں (غلطی سے) قبیلے بنو عامر کے دو اشخاص کو قتل کر دیا۔جسکی دیت حضورﷺ نے دینا منظور فرمالیا۔اس خون بہا میں میثاق مدینہ کے تحت بنونضیر کا بھی حصہ بنتا تھا جو انہیں ادا کرنا تھی۔حضور پاکﷺ ہفتہ کے دن مسجد قباء تشریف لائے نماز ادا کی اور چھ میل پر آباد بنو نضیر کی گڑھی تشریف لے گئے آپؐ کے ساتھ اکابرین صحابہ بھی موجود تھے یعنی ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، زبیرؓ تھے بنونضیر بظاہر بڑی خوش خلقی سے پیش آئے اور خون بہا کی ادائیگی پر آمادگی بھی ظاہر کی۔اور اصرار کیا کہ اتنی دور سے آپؐ تشریف لائیں ہیں تو کچھ نوش فرما کر جائیں۔حیٔ بن اخطب اس میں پیش پیش تھا۔اس دوران اس نے اوروں کے مشورہ سے سازش تیار کی حضورﷺ جس دیوار کے سائے میں بیٹھے ہیں اس پر سے وزنی پتھر یا چکی کا پاٹ گرا کر حضورﷺ کو شہید کر دیا جائے۔کعب بن اشرف کا قتل ان کی نگاہ میں تھا۔ان کو قریش کی مدد کا بھی خیال تھا اور عبداللہ منافق تو ان کا پکا حلیف تھا۔ویسے قریش ان کو لکھ رہے تھے کہ وہ حضورﷺ پر حملہ کریں ورنہ قریش ان پر حملہ کر دینگے۔

اس ناپاک کام کے لئے عمرو بن حجاش تیار ہوا کہ چکی کا پاٹ اوپر سے حضورﷺ پر گرا دے۔جب ہر چیز کا انتظام ہو گیا تو حضور پاکﷺ کو اللہ پاک نے خبردار کر دیا اور یکا یک حضورﷺ اٹھے اور محفل سے چلے گئے۔تمام صحابہؓ اور یہود یہ سمجھے کہ آپؐ حاجت کے لئے تشریف لے گئے ہیں اور واپس آتے ہی ہونگے۔یہاں یہود کی مکاری ملاحظہ ہو کہ آج یوم سبت تھا۔جسکے مطابق اس قسم کا کام جس میں خون ریزی ہو سختی سے منع ہے۔ان کے عالم سلاّم بن مشکن نے جو وہاں موجود تھا، انہیں اس سے روکا کہ ''میری قوم تم ہمیشہ میری بات ماننے سے انکار کرتے ہو آج مان لو چاہے بعد میں کبھی نہ ماننا۔اپنے ارادے سے باز آجاؤ۔پھر یہ کام اس معاہدہ کی بھی خلاف ورزی ہے۔اور اس سے یہودی مذہب کی بنیاد کھوکھلی ہو جائیگی''۔لیکن وہ کب ماننے والے تھے۔

صحابہؓ نے بہت دیر تک انتظار کیا اور عمرو بن حجاش نے بھی کہ اصل نشانہ تو حضورﷺ کی ذات تھی باقی

صحابہؓ کو شہید کرنے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا اس لئے وہ اور اس کے ساتھی بھی انتظار کرتے رہے۔

آخر صحابہؓ مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہو گئے اور یہودی اس نادر موقع کے نکل جانے پر افسوس کرتے رہ گئے۔ان کے عالم کنانہ بن حویرا نے کہا کچھ تمہیں معلوم ہے کہ محمدﷺ کیوں اٹھ کر چلے گئے۔بے شک وہ اللہ کے رسول ہیں اور انہیں تمہاری سازش کا علم ہو گیا تھا۔

صحابہؓ واپس آئے تو انہیں حضورﷺ نے حقیقت حال سے آگاہ کیا آپؐ نے محمد بن مسلمہؓ کو جو بنونضیر کے حلیف تھے۔پیغام دے کر بھیجا کہ تم نے معاہدہ توڑ دیا ہے اور فریب اور غدّاری پر آمادہ تھے اس لئے یہاں سے نکلنے کے لئے دس دن کی مہلت دی جاتی ہے اس کے بعد جو شخص پایا جائے گا اس کی جان کی خیر نہیں۔حیٔ بن اخطب نے جب یہ سنا تو سنّاٹے میں آ گیا جب حواس پر قابو پایا تو کہنے لگا کہ اپنے حلیف اوس کے آدمی سے اس پیام کی توقع نہیں تھی۔

بنونضیر بستی چھوڑنے کی تیاریوں میں مشغول تھے اور اپنے اونٹ چراگاہوں سے واپس لا رہے تھے کہ عبداللہ منافق نے اپنے دو خصوصی نمائندے اسود اور واعس کو بھیجا اور ان کو یقین دلایا کہ ہرگز اپنا علاقہ زمینیں گھر جائیداد نہ چھوڑیں تمہارا کچھ بھی نہیں بگڑے گا۔ڈٹے رہو اور میں اپنے دو ہزار سپاہیوں سے تمہاری مدد کرونگا اور یہودی قبیلہ بنوقریظہ اور بنوغطفان بھی تمہاری پشت پناہی کریں گے۔

حیٔ بن اخطب کو اس سے بڑا حوصلہ ملا اور اس نے رہنے کا فیصلہ کر لیا۔

اس دوران یہودیوں نے ایک اور مکارانہ سازش تیار کی اور حضورﷺ کو پیغام بھجوایا کہ ہمارے تین علماء جو آپ سے گفتگو کریں اگر آپ انکو قائل کر لیں تو ہم اسلام قبول کر لیں گے۔شرط یہ ہے کہ آپ نفس نفیس تین اشخاص کے ساتھ ہمارے پاس تشریف لائیں۔اس میں عیاری یہ تھی یہ تین علما اپنے لمبے لمبے لبادوں میں خنجر چھپا کر لے جائیں گے اور دوران گفتگو موقع ملتے ہی حضورﷺ پر وار کر کے انہیں شہید کر دیا جائے۔اصل میں بنونضیر کی ایک خاتون کا بھائی مسلمان ہو چکا تھا۔اور انصار میں شامل تھا۔اس خاتون نے اپنے بھائی کو پیغام بھجوایا اور اس سازش سے باخبر کر دیا۔اس صاحب نے حضورﷺ کے پہنچنے سے پہلے حضورﷺ کو اطلاع دیدی۔اور آپؐ راستے سے ہی واپس ہو گئے۔

حیٔ بن اخطب نے حضورﷺ کو اپنے بھائی جدیؔ بن اخطب سے جواب بھجوا دیا کہ ہم کسی حال میں یہاں سے نہیں جائینگے جو جی میں آئے کرلو اس کے بعد وہ قلعہ بند ہوگئے اور ان کے پاس پورے سال کا غلہ پانی اور ضروریات موجود تھیں۔

مہلت کی مدت ختم ہونے کو آئی تو آپ نے عبداللہ ابن مکتومؓ کو مدینہ منورہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا اور جناب علیؓ کو علم عطا فرما کر مجاہدین کو جمع ہونے کا حکم صادر فرمایا۔ اس وقت جدیؔ ابن اخطب اپنے دوست عبداللہ منافق کے پاس تھا۔ اس کا بیٹا ہتھیار سجا کر گھر سے نکلا تو جدیؔ ابن اخطب اس سے مایوس ہوگیا۔ صبح صبح لشکر روانہ ہوا۔ اور بنو نضیر کا محاصرہ کرلیا گیا۔ گڑھی کے اطراف کچھ کھجور کے درختوں کو اس لئے کاٹنے کا حکم دیا گیا کہ گڑھی تک راستہ بنانا تھا اور یہ درخت محاصرہ میں حارج ہو رہے تھے چنانچہ بویرہ کا نخلستان جلا دیا گیا۔ اس کے علاوہ یہ وہ کھجور تھے جن کا لوگ کھانے میں استعمال نہیں کرتے تھے۔ اس پر یہود نے پیغام بھیجا کہ آپ کی کتاب درختوں کو کاٹنے کا اور باغوں کو اجاڑنے کا حکم نہیں دیتی۔ اس پر سورۃ حشر کا نزول ہوا۔ یہ پوری سورۃ مبارکہ اسی بنو نضیر کے حوالے سے ہے۔

''تم نے کھجوروں (لینہ ایک قسم کی کھجور) کے جو درخت کاٹے یا چھوڑ دیئے اس بارے میں کسی کو شبہ نہ رہے کہ تمہارا یہ فیصلہ اللہ کے حکم سے تھا اور بدکاروں کی رسوائی کیلئے۔

عبداللہ منافق نے جس طرح قینقاع کو دھوکا دیا تھا اسی طرح انہیں بھی دھوکا دیا۔ بنی قریظہ نے صاف انکار کردیا۔ اس پر قلعہ بند یہودیوں کی ہمت جواب دینے لگی۔ پندرہ دن (بعض روایتوں میں بیس دن) کے محاصرہ کے بعد خود یہودیوں نے قتل نہ کرنے کی شرط کے ساتھ صلح کی درخواست کی۔ حضورﷺ نے اسلحہ نہ لے جانے کی شرط عائد فرمائی اور ہر تین آدمیوں پر ایک اونٹ مع سامان کے لے جانے کی اجازت دی۔ اور محمد مسلمہؓ کو اس خروج کے کام کا ذمہ دار بنایا۔ چھ سو اونٹوں پر بنو نضیر اپنا جو سامان لے جاسکتے تھے اٹھا کر خوشیاں مناتے اور باجے گاجے کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوگئے اور کچھ شام میں جا بسے۔ خیبر میں حیٔ بن اخطب ترقی کر کے خیبر کا سردار مقرر ہوا۔ البتہ ان میں سے دو اشخاص یامین بن عمر اور ابو سعید بن وہب مسلمان ہوگئے اور ان کا مال ومتاع انہی کے پاس رہا۔ جو مال و متاع، زمینیں، مکانات، باغات یہودی چھوڑ گئے یہ مال غنیمت کی تعریف میں نہیں آتا تھا۔ چونکہ اس میں جنگ وجدال نہ ہوا۔ یہ مال فئے کہلاتا جو رسول اکرمﷺ کی ملک میں آیا۔

آپؐ نے انصار کو جمع فرمایا اور ان کے احسانات جو مہاجرین پر انہوں نے کئے اس کی تعریف فرمائی۔ فرمایا کہ اگر تم چاہو تو یہ مال مہاجرین اور انصار میں برابر تقسیم کردوں اور وہ حسب سابق تمہارے شریک حال رہیں۔ اور دوسرے یہ کہ سب مہاجرین میں تقسیم کردیا جائے اور وہ تمہارے گھر اور اموال واپس کردیں۔ انصار کے سردار سعد بن عبادہؓ اور سعد بن معاذؓ نے عرض کیا۔ آپ بخوشی مہاجرین کو سب کچھ عطا فرمادیں اور حسب سابق یہ ہمارے شریک حال ہی رہیں۔ ان کی وجہ سے ہمارے گھروں میں بڑی برکتیں ہیں۔ حضور پاکﷺ یہ جواب سن کر بہت مسرور ہوئے اور انصار کے لئے قیامت تک رہنے والی یہ دعا فرمائی۔

''اے اللہ انصار سے ان کی اولاد سے اور ان کی اولاد کی اولاد سے راضی ہوجا''

حضورﷺ نے تمام اموال مہاجرین میں تقسیم فرمایا البتہ دو انصار جو غریب تھے یعنی ابو دجانہؓ اور سہل بن حنیفؓ کو بھی عطا فرمایا۔

ان دو یعنی بنو قینقاع اور بنو نضیر کے بعد مدینہ منورہ کی سرزمین قدرے محفوظ ہوگئی لیکن ابھی بھی ایک فتنہ بنو قریظہ باقی تھا۔

بنو قریضہ کے گھناونی جرم کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ جنگ خندق کے حالات تفصیل سے بیان ہوں۔ لیکن چونکہ یہ ہمارے موضوع سے باہر ہے اس لئے قاری حضرات خود تفصیل پڑھ لیں یہاں اس پس منظر کو مختصراً بیان کرتے ہیں۔

6.4 بنو قریظہ کی جنگ خندق میں غداری اور عہد شکنی اور ان کا قتل عام

یہ واقع ذیعقد ۵ھ یعنی بنی نضیر کے واقع کے تقریباً ایک سال بعد پیش آیا۔ جب اہل مکہ اور عرب کے قبائل ابوسفیان کی سپہ سالاری میں مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو اس وقت زمینِ عرب نے اتنا بڑا لشکر اور ہتھیار پہلے کبھی نہ دیکھے تھے اس حملہ میں جہاں دوسری وجوہات بھی ہونگی اس میں ایک سب سے بڑی وجہ یہودیوں کی بے پناہ مالی امداد اور قبیلہ قبیلہ جا کر مدینہ منورہ کے خلاف بھڑکانا اور جنگ پر اکسانا بھی شامل تھا۔ بلکہ ساری منصوبہ بندی کرنے والا وہی حیٔ بن اخطب تھا جو بنی نضیر کا سردار تھا اور اب خیبر میں رہائش پذیر تھا لیکن جنگ لڑوانے کیلئے ان دنوں مدینہ کے عقب میں بنو قریظہ کا مہمان تھا۔

اس کافروں کے عظیم لشکر میں

۱۔ قریش کے چار ہزار پیدل سپاہی تین ہزار گھڑ سوار پندرہ سو اونٹ جن پر سامان رسد لدا تھا عثمان بن طلحہ کے علم برداری میں آگے بڑھ رہے تھے۔

۲۔ بنو غطفان (جو بڑا لڑا کا سمجھا جاتا تھا) کے ایک ہزار اونٹ چار ہزار لڑا کا سپاہی تھے جو عیینہ بن حصن (Uyaina) کی سرداری میں قریش کے ساتھ مدینے منورہ پر بڑھ رہے تھے۔

۳۔ اشجاع کے چار سو لڑا کا ہتھیاروں کے ساتھ مسعر بن رخیلا کی کمان میں کے قریش کے ساتھ شامل تھے۔

۴۔ بنو مرہ کے چار سو ہتھیاروں سے لیس لڑا کا حارث بن عوف کے کمان میں تھے۔

۵۔ بنو سلیم کے سات سو ہتھیار بند سپاہی سفیان بن عبدالشمس کی کمان میں قریش کے ساتھ تھے۔

اس اتحادی فوج کا سپہ سالار اعظم ابوسفیان تھے مدینہ منورہ کے قریب بنو سعد اور بنو اسد اپنی فوج کے ساتھ شامل ہو گئے۔ ایک اندازے کے مطابق کل لڑا کا فوج کی تعداد چوبیس ہزار سے اوپر کی تھی۔ مدینہ منورہ کی کل آبادی اس وقت تقریباً دس ہزار ہوگی۔ جب یہ دشمن کی فوج مدینہ منورہ پہنچی تو جس راستہ سے مدینہ میں داخل ہونا تھا وہاں ایک عجیب وغریب خندق کھدی ہوئی ملی۔ اور مسلمانوں کی بمشکل تین ہزار فوج دوسری طرف اپنے دفاع کے لئے مستعد تھی۔ جونہی حضور پاک ﷺ کو اہل مکّہ کے ارادے کا پتہ چلا تھا کہ آئندہ قریب میں یہ دشمن ایک بہت بڑے لشکر کے ساتھ مدینہ منورہ پر حملہ آور ہونے والے ہیں آپؐ نے اپنے صحابہ سے مدینہ منورہ کے دفاع کا مشورہ فرمایا حضرت سلمان فارسیؓ نے خندق کھودنے کا مشورہ دیا تا کہ وہ راستہ جس سے انکی سواریاں داخل ہو سکتی ہیں ان کے لئے بہت بڑی رکاوٹ ثابت ہو۔ چنانچہ حضور ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ نے پندرہ فٹ گہری اور پندرہ فٹ چوڑی خندق جبل صلع اور جبل واقم کے درمیان کھودنا شروع کی۔ آپؐ نے سردی کی راتوں میں صحابہؓ کے ساتھ یہ خندق جس کی لمبائی تقریباً ساڑھے تین میل تھی سخت بھوک کی حالت میں کھدائی کا کام کیا اور تقریباً ۲۰ دنوں میں مکمل کر لی شمال میں خندق تھی اور جنوب میں بنو قریظہ تھے جن کے ساتھ معاہدہ تھا کہ وہ دشمن کی مدافعت کریں گے اور اہل مدینہ پر کسی کو حملہ آور نہیں ہونے دینگے۔ گویا کفار شمال سے آئے اور انہیں خندق کی وجہ سے رکنا پڑا اور جنوب میں یہودی تھے جن سے معاہدہ تھا۔

کفار نے فیصلہ کیا کہ مدینہ منورہ کا محاصرہ کیا جائے۔ چونکہ کفار کے پاس سامان زندگی اچھی خاصی مقدار میں موجود تھا۔ اور وہ طویل مدت تک ٹھہر سکتے تھے اس دوران دشمن کے فوجی خندق عبور کرنے کی کوشش کرتے رہے۔ لیکن مسلمانوں کے تیراندازوں کے سامنے کامیاب نہ ہو سکے سوائے اکا دکا کے جنہیں خندق عبور کرنے کے بعد ڈھیر کر دیا گیا۔ ان میں مکّہ کا مشہور پہلوان عمرو بن عبدود جس کا قصہ پہلے گذر چکا بھی شامل تھا۔

محاصرے کے شروع میں قریظہ اپنے عہد پر قائم رہے۔ لیکن انکی شمولیت کے بغیر قریش کا مدینہ منورہ پر قبضہ کرنا ممکن نہ تھا۔ اس لئے حیّ بن اخطب جو خیبر میں رہتا تھا اور قریش کے ساتھ آیا ہوا تھا بنی قریظہ کے سردار کعب بن اسد کے پاس پہنچا۔ اس نے اپنی گڑھی کا دروازہ بند کرلیا اور اس سے ملنے سے انکار کر دیا جس پر حیّ نے شور مچایا کہ اے کعب مجھے تجھ سے انتہائی ضروری بات کرنی ہے۔ تو دروازہ کھول دے کعب نے کہا تو ایک منحوس شخص ہے، تجھے اپنے مکان میں بلانا نہیں چاہتا۔ اس کے علاوہ میرا محمد ﷺ سے عہد ہو چکا ہے اور میں نے محمدؐ کو ایک باوفا اور عہد کا پورا کرنے والا پایا ہے۔ میں ان کے عہد کو توڑنا نہیں چاہتا۔ حیّ نے کہا تیرا ناس ہو ذرا دروازہ تو کھول دے۔ کعب نے کہا ہرگز نہیں کھولونگا۔ لیکن حیّ اصرار کرتا رہا اور کعب کو دروازہ کھولنا پڑا حیّ نے کہا اے کعب میں تیرے پاس دنیا بھر کی عزت اور خوبی لے کر آیا ہوں تمام قریش مع اپنے سرداروں کے میرے ساتھ ہیں اور قبیلہ غطفان (مشہور لڑا کا قبیلہ) بھی میری امداد کو آئے ہیں۔ یہ تمام احد کے پاس ذنب نقمی میں ٹھہرے ہوئے ہیں اور مجھ سے عہد و اقرار کرلیا ہے کہ ہم محمد ﷺ کا خاتمہ کئے بغیر نہیں لوٹیں گے۔ کعب نے کہا کہ اے حیّ تو دنیا کی ذلت وخواری میرے پاس لے کر آیا ہے۔ اے حیّ تیرا ناس ہو۔ مجھے میری حالت پر چھوڑ دے چونکہ میں نے محمد ﷺ کو باوفا اور عہد کا پورا کرنے والا اور ایک سچّا انسان پایا ہے۔ الغرض حیّ اسے بہکاتا رہا۔ یہاں تک کے اس بات پر اس کو راضی کرلیا اور اس نے حضور ﷺ سے کیا ہوا عہد توڑ ڈالا۔

یہ خبر بہت پریشان کن تھی چنانچہ جب حضور ﷺ تک یہ بات پہنچی تو آپؐ نے سعد بن نعمانؓ (اوس کے سردار اور بنو قریظہ کے حلیف) اور خزرج کے سردار سعدؓ بن عبادہ۔ عبداللہؓ ابن رواحہ اور خوات بن جبیرؓ کو کعب کے پاس حقیقت حال معلوم کرنے اور معاملے کو سدھارنے کے لئے بھیجا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر اس خبر کی تصدیق ہو جائے تو تم مجھے صرف دور سے اشارہ کر دینا اور غلط نکلے تو بے شک اعلان کر دینا۔

کعبؓ نے پوچھنے پر کہا کہ نہ میں کسی رسول اللہ کو جانتا ہوں اور نہ میں کسی عہد و پیمان سے واقف اور بنو قریظہ جمع ہوئے اور سعدؓ بن عبادہ سے بدکلامی کی۔ سعدؓ نے کہا تمہیں ہم سے بدکلامی کی ضرورت نہیں ہے۔ حضور ﷺ کی خدمت میں واپس ہوئے اور حقیقت حال بتا دی۔

نبی محترمؐ نے اس پریشان کن خبر کو سن کر فرمایا اے مسلمانو! اللہ بہت بڑا ہے تم خوش ہو جاؤ۔

حسان بن ثابتؓ کے مکان پر مدینہ منورہ کی خواتین اور بچے حفاظت کے لئے جمع کر دیئے گئے تھے اور حسان (جنگی عمر ستر کے لگ بھگ ہوگی) ان کی حفاظت پر معمور تھے۔ یہ گڑھی یا قلعہ قریظہ کے علاقے سے قریب تر تھا۔ اس میں حضور ﷺ کی پھوپی حضرت صفیہؓ بھی موجود تھیں۔ بنو قریظہ نے اپنا ایک جاسوس بھیجا۔ تا کہ موقع محل دیکھ کر حملہ کیا جا سکے۔ صفیہؓ نے حسان بن ثابتؓ سے کہا کہ یہ جاسوس زندہ نہ جانے پائے ورنہ ہماری مشکلات میں اضافہ ہوگا حسانؓ نے کہا کہ میں اس کام کا بندہ نہیں۔ یہ جواب سن کر انہوں نے خود ہی لاٹھی سنبھالی اور اس جاسوس پر ایسا حملہ کیا کہ وہیں ڈھیر ہو گیا۔ صفیہؓ نے حسانؓ سے کہا کہ جایئے اور اس کے کپڑے اور ہتھیار اتار کر لے آؤ۔ میں عورت ذات یہ کام نہیں کر سکتی۔ حسانؓ نے کہا اے صفیہؓ مجھے اس کے کپڑوں کی حاجت نہیں۔ یہ حملہ بڑا فائدہ مند ثابت ہوا کہ یہود حملہ کرنے سے اس لئے رک گئے کہ وہ سمجھے کہ ان کا جاسوس مارا گیا ہے تو یقیناً یہاں حفاظتی فوج موجود ہے۔

ادھر سعد بن معاذؓ کی کہنی کے سامنے کی رگ میں تیر لگا اور وہ کٹ گئی اور خون بہنے لگا۔ سعد بن معاذؓ نے دعا کی اے اللہ! اگر ابھی قریش کی جنگ باقی ہے تو مجھ کو زندہ رکھ اور اگر تو نے قریش کا خاتمہ کر دیا ہے تو مجھ کو اس وقت تک زندہ رکھ کہ میں اپنی آنکھ سے بنو قریظہ کی ہلاکت کو دیکھ لوں۔

حالات انتہائی مخدوش تھے اور محاصرے کو تین ہفتے گذر گئے تھے بنو قریظہ نے بیس اونٹوں پر لشکر کفار کو رسد بھجوائی جو مسلمانوں نے پکڑ لی۔ اللہ پاک کی طرف سے یہ ہوا کہ اہل کفر میں سے ایک شخص کو مدد کے لئے کھڑا کر دیا۔ آج کا دن بہت سخت دن تھا۔ دن بھر دونوں طرف سے تیر اندازی ہوتی رہی۔ مسلمان تو مسلمان حضور پاک ﷺ کی بھی تین نمازیں قضا ہو گئیں، رات میں تھک کر چور جائے نماز پر اللہ کے آگے دعا میں مشغول تھے کہ خیمہ میں ایک شخص کسی طرح خندق عبور کر کے حاضر ہوا۔ اس کا نام نعیم بن مسعود تھا۔ یہ طاقتور قبیلہ بنو غطفان کے سرداروں میں سے تھا۔ اس نے عرض کی کہ میں ایمان لے آیا ہوں میری قوم کو میرے ایمان لانے کی خبر نہیں ہے۔ اس نے

اجازت چاہی کہ مسلمانوں کی کوئی خدمت کر دوں لیکن اس میں ہو سکتا ہے جھوٹ بولنا پڑے۔ حضور ﷺ نے اجازت عطا فرمائی کہ لڑائی مکر ہے۔ نعیمؓ نے کہا کہ میرے مسلمان ہونے کی کسی کو خبر نہ ہو۔

نعیمؓ حضور ﷺ کے خیمہ سے دور کا چکر لگاتے ہوئے سیدھے کعب بن اسد سردار بنو قریظہ کے پاس پہنچے۔ اور پہلے یہ انکے بڑے دوست اور حلیف تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں تمہارا کیسا دوست ہوں تم خوب جانتے ہو۔ بنو قریظہ نے کہا بے شک تم ہمارے بڑے سچے دوست ہو۔ نعیمؓ نے کہا کہ قریش اور غطفان کے کہنے سے جو تم نے محمد ﷺ سے عہد شکنی کی ہے۔ یہ اچھا نہیں کیا۔ یہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے پھر محمد ﷺ تم پر حملہ کریں گے اس وقت تمہارا کیا بنے گا؟ اور تم میں محمد ﷺ سے مقابلہ کی طاقت نہیں ہے۔ اس لئے تم قریش کے چند آدمی رہن کے طور پر اپنے پاس رکھو کہ اگر محمد ﷺ تم پر حملہ کریں تو قریش اور غطفان تمہاری مدد پر مجبور ہوں۔ بنو قریظہ نے کہا کہ یہ بہت اچھا مشورہ ہے اور جب تک اس پر عمل نہیں ہوتا ہم قریش کی مدد نہیں کریں گے۔

نعیمؓ قریش کے پاس واپس آئے اور کہا تم مجھ کو کیسا خیال کرتے ہو؟ قریش نے کہا ہم تم کو سچا اور نیک سمجھتے ہیں؟ نعیمؓ نے کہا میں تم کو ایک راز کی بات بتانے آیا ہوں۔ کیوں کہ تم لوگوں سے مجھے بہت محبت ہے۔ اس لئے تم پر ظاہر کرتا ہوں کہ قریظہ محمدؐ سے عہد توڑ کر بہت نادم ہوئے اور محمد ﷺ کو پیغام بھیجا ہے کہ ہم بہت نادم ہیں اور اس عہد شکنی کے بدلہ میں ہم چاہتے ہیں کہ قریش اور غطفان کے چند سرداروں کو گرفتار کر کے آپؐ کی خدمت میں پیش کریں اور آپؐ بے شک انکی گردنیں مار دیں اور محمد ﷺ نے یہ بات منظور کر لی ہے۔ اب بنو قریظہ نے یہ مشورہ کیا ہے کہ تم میں سے چند سردار وہ رہن رکھیں گے تا کہ تمہارے ساتھ شریک جنگ ہوں ورنہ نہیں۔ لہذا میں تم سے کہتا کہ کسی قیمت پر بھی اپنا ایک آدمی بھی ان کے حوالے نہ کرنا۔ ورنہ تم پچھتاؤ گے۔

وہاں سے نعیمؓ اپنے قبیلے غطفان میں پہنچے اور وہی کچھ کہا جو قریش سے کہا تھا۔

راوی کہتا ہے کہ ہفتہ کی رات ابو سفیان اور غطفان نے بنی قریظہ کے پاس عکرمہ بن ابو جہل اور کچھ ساتھیوں کو بھیجا کہ کل یعنی ہفتہ کو ہم محمد ﷺ پر حملہ کریں گے تم بھی تیار ہو جاؤ۔ کیونکہ ہم یہاں پڑے پڑے سخت پریشان ہو گئے ہیں۔ بنو قریظہ نے کہا ہم ہفتہ کے دن لڑائی نہیں کر سکتے اور دوسری بات یہ کہ جب تک تم اپنے چند آدمی ہمارے پاس نہیں رکھو گے ہم تمہارے ساتھ مل کر محمدؐ سے جنگ نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ ہمیں خطرہ ہے کہ جب تم یہاں سے چلے جاؤ گے تو محمد ﷺ ہم کو زندہ نہیں چھوڑیں گے اور ہم انکے مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے اور اگر

تمہارے آدمی ہمارے پاس ہوئے تو ہم کو یقین ہوگا کہ تم ہماری مدد کو ضرور آؤ گے۔

بنوقریظہ کے اس جواب سے قریش اور غطفان کو نعیمؓ کی بات کا پورا یقین ہوگیا۔قریش نے کہا کہ تم کو اس کے بغیر ہمارے ساتھ شامل ہونا پڑیگا لیکن قریظہ نے انکار کر دیا۔اس طرح آپس میں پھوٹ پڑ گئی۔اور قریش کا جنگی منصوبہ شروع ہونے سے پہلے ہی دفن ہوگیا۔

حالات کی نزاکت کا نقشہ قرآن مجید کی سورۃ احزاب میں اس طرح کھینچا گیا ہے۔

''یاد کرو اس وقت کو جب دشمن تمہارے سر پر آ پہنچا۔اوپر (شمال) کی جانب سے بھی اور نیچے (جنوب) کی جانب سے بھی۔نگاہیں خیرہ ہوگئیں اور کلیجے منہ کو آ گئے۔اور اللہ کے ساتھ طرح طرح کے گمان کرنے لگے۔اس جگہ اہل ایمان آزمائے گئے اور خوب ہلائے گئے''۔

بہر حال اللہ کی نصرت آ پہنچی شدت کی سردی اور آندھی اور ریت کے طوفان نے کافروں کو بھاگنے پر مجبور کر دیا اور حضور ﷺ مدینہ منورہ میں اس شان سے لوٹے کہ آپؐ نے فرمایا آج کے بعد اہل مکّہ ہم پر کبھی حملہ آور نہیں ہوسکیں گے۔

مسلمان اپنے ہتھیار اتار رہے تھے اور حضور پاک ﷺ بھی اپنے حجرہ شریف میں ہتھیار رکھ چکے تھے۔ظہر کا وقت تھا کہ جبرئیل امینؑ سفید عمامہ باندھے خچر پر سوار حاضر ہوئے اور پوچھا کیا حضور ﷺ نے ہتھیار اتار لئے۔حضور ﷺ نے فرمایا ہاں۔اس پر جبرئیلؑ نے کہا کہ فرشتوں نے تو ابھی ہتھیار نہیں رکھے اور نہ ہی قریش کے تعاقب سے واپس ہوئے ہیں اور آپؐ کو اللہ پاک نے حکم فرمایا ہے کہ ابھی بنی قریظہ کی مہم پر تشریف لے جایئے اور میں بھی انہی کی طرف جا رہا ہوں آپؐ نے اسی وقت اعلان فرمایا کہ تمام مجاہدین قریظہ کی طرف بڑھیں اور عصر کی نماز بنوقریظہ کے علاقے میں ادا کریں۔

مجاہدین روانہ ہوئے راستے میں عصر کا وقت تنگ ہونے لگا تو کچھ نے کہا کہ نماز قضا ہو رہی عصر کی نماز پڑھ لینا چاہئے۔کچھ نے کہا نہیں حضور ﷺ نے فرمایا ہے عصر کی نماز قریظہ میں پہنچ کر پڑھیں۔پہلے گروہ نے کہا کہ حضور کا منشاء مبارک یہ تھا کہ تیزی سے آگے بڑھیں کہ عصر تک پہنچ جائیں۔اب عصر تک پہنچنا ممکن نہیں ہے اس لئے عصر کی نماز پڑھ لینی چاہئے ایک گروہ نے پڑھی اور دوسرے نے قضا کر کے قریظہ میں پڑھی۔حضور ﷺ نے فرمایا

دونوں صحیح ہیں۔ایک نے حضور ﷺ کے منشا مبارک پر عمل کیا اور دوسرے گروہ نے حضور ﷺ کے الفاظ مبارک کی حرمت رکھی۔

آپؐ نے ابن امّ مکتومؓ کو مدینہ منورہ کا حاکم بنایا اور علی مرتضیٰؓ کو علم دیا۔آپؐ کا راستے میں ایک گروہ کے پاس سے گذر ہوا تو پوچھا کہ یہاں سے کوئی شخص گزرا ہے انہوں نے کہ دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر جس کا زین پوش دیباج کا تھا گذرے ہیں۔آپؐ نے فرمایا کہ یہ جبرئیلؑ تھے اللہ پاک نے بنوقریظہ کے گڑھیوں کو متزلزل اور ان کے دلوں پر رعب اور خوف طاری کرنے کے لئے بھیجا ہے۔

آپؐ ایک کنویں بیرانا پر ٹھہرے اور صحابہ بھی وہیں جمع ہوئے جنہوں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی تھی انہوں نے عصر کی نماز عشاء کی نماز کے بعد ادا کی۔

جناب علیؓ نے حضور ﷺ کو بتایا کہ یہ بنوقریظہ آپؐ کو برا کہہ رہے ہیں اور آپؐ کی شان وشوکت میں گستاخانہ کلمات کہہ رہے ہیں اس لئے آپؐ ان خبیثوں کے پاس نہ تشریف لے جائیں۔آپؐ نے فرمایا کہ تم نے انہیں یہ سب کچھ کہتے سنا ہے علیؓ نے جواب دیا جی ہاں آپؐ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں گے تو پھر کچھ نہ کہیں گے آپؐ پہنچے اور آپؐ نے فرمایا کہ اے اس گروہ کے بھائیو جنہیں اللہ تعالیٰ نے نافرمانی کے عذاب میں بندر بنا دیا تھا کیا تم نے دیکھا کہ اللہ پاک نے تم کو کس طرح ذلیل کیا اور کیسا عذاب نازل کیا۔بنی قریظہ نے کہا کہ آپ تو ناواقف نہیں۔ان کا جواب سن کر حضور ﷺ واپس تشریف لے آئے اور محاصرہ کا حکم فرمایا۔یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اسلام کا بدترین دشمن حیؔ بن اخطب اس وقت ان کے پاس پناہ گزین تھا۔

یہ محاصرہ تقریباً بیس دن جاری رہا۔یہودی پریشان ہوگئے۔جب بنوقریظہ کو یقین ہوگیا کہ ان کی جان چھوٹنے والی نہیں تو کعب اسد نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا۔''میں تم کو تین باتوں کا مشورہ دیتا ہوں اس میں سے جو پسند ہو وہ اختیار کر لو۔قوم نے کہا وہ کیا ہیں۔

''ہم محمدؐ کی تصدیق کریں اور ان کی اتباع کرلیں۔واللہ! یہ بات تم پر خوب ظاہر ہو چکی ہے کہ یہ سچّے نبی ہیں اور وہی رسول ہیں جن کو تم اپنی کتابوں میں لکھا ہوا پاتے ہو۔اگر تم ایسا کر لو گے تو اپنی جان ومال واولاد اور عورتوں کو محفوظ بنا لو گے۔انہوں نے جواب دیا یہ منظور نہیں۔ہم توریت کو چھوڑ کر دوسرا مذہب اختیار نہیں کر سکتے۔

۲۔ ''تو پھر دوسرا مشورہ یہ ہے کہ پہلے اپنی اولاد اور عورتوں کو اپنے ہاتھوں سے قتل کر دو اور پھر محمدؐ اور صحابہؓ پر بے جگری سے حملہ کر دو لڑ کر قتل ہو جاؤ یا پھر اللہ جیسا فیصلہ فرما دیں۔ اگر تم غالب آ گئے تو تمہارے لئے اور بہت سی عورتیں اور اولاد مہیا ہو جائیگی اور مارے گئے تو تمہیں اپنے اہل وعیال کی طرف سے کوئی کھٹکا نہ ہوگا انہوں نے کہا یہ بھی نا منظور ہے۔ کہ ان کے قتل کے بعد زندگی کا کیا لطف باقی رہیگا''۔

۳۔ ''کعب نے کہا کہ پھر آخری بات یہ ہے کہ آج ہفتہ کی رات ہے سبت کی وجہ سے مسلمان ہماری طرف سے بے فکر ہیں۔ آج ان پر شب خون مارو شاید اس ترکیب سے تم کامیاب ہو جاؤ''۔ قوم نے کہا یہ بھی نا منظور ہم ہفتہ کو کس طرح شب خون ماریں انہیں نافرمانیوں کی وجہ سے تو ہم پر پہلے بھی عذاب نازل ہو چکے ہیں

محاصرے کے دنوں میں حضور ﷺ نے انہیں سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ نہ مانے پھر بنو قریظہ نے درخواست کی کہ ابولبابہؓ جو ان کے حلیف تھے ان کو ہمارے پاس بھیجیں تاکہ ہم ان سے مشورہ کریں۔ ابولبابہؓ پہنچے تو بہت سے مرد اور عورتیں ان کے سامنے رونے اور چیخنے لگیں۔ ابوالبابہؓ کو انکی حالت دیکھ کر رحم آ گیا۔ انہوں نے کہا کہ کیا ہم محمدؐ کے حکم پر گڑھیوں سے نیچے اتر آئیں۔ ابولبابہؓ نے کہا ہاں اور ہاتھ سے حلق کی طرف اشارہ کیا (جس کے معنی ذبح کرنا ہوتا ہے)

بدقسمتی ان کی کہ رحمۃ العالمین کے دامن رحمت میں پناہ ڈھونڈنے کی بجائے اور اپنے سردار کی بات مان لینے کی بجائے انہون نے ہٹ دھرمی اور غرور کا راستہ اختیار کیا۔ ان کی بدبختی کی انتہا اس وقت ہوئی جب اپنا معاملہ بجائے حضور ﷺ کے سپرد کرنے کے انہوں نے درخواست کی ہمارا معاملہ ہمارے پرانے حلیف قبیلہ اوس کے سپرد کیا جائے۔ یہ تعلق عرب میں خونی رشتوں سے زیادہ قوی مانا جاتا تھا۔ اس سے پہلے خزرج جو بنی قینقاع کے حلیف تھے۔ انہوں نے بنو قینقاع کے ساتھ بہت مہربانی کی تھی۔ غالباً اسی امید پر انہوں نے اوس کے سردار سعد بن معاذؓ جو زخمی تھے انکو اپنا حکم بنانا قرین مصلحت جانا۔ حضور ﷺ کے حکم پر سعد ابن معاذؓ جو مسجد نبوی میں ایک خیمہ میں زیر علاج تھے اور حضرت رفیدہؓ ان کا علاج کر رہی تھیں کو خچر پر سوار کر کے لایا گیا۔ راستے میں اوس کے لوگ سعدؓ سے کہتے تھے کہ دیکھو یہ ہمارے حلیف ہیں دوست ہیں ان کا خیال کرنا۔ سعدؓ کے آنے پر بنو قریظہ اپنے قلعوں (گڑھیوں) سے اتر آئے۔

سعدؓ نے اس شرط پر کہ فریقین کو ان کا فیصلہ قبول کرنا ہوگا حکم بنانے پر رضامندی ظاہر کی اور جب وہ حضور ﷺ کی خدمت میں لائے گئے تو آپؐ نے صحابہؓ سے کہا کہ اپنے سردار کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔ انہیں سواری سے اتارا گیا۔ اور سعدؓ نے توریت کے حکم اور آیت Duetronomy XX:10-15 کے مطابق فیصلہ دیا کہ تمام لڑاکا (جنگ لڑنے والوں) کو تہ تیغ کیا جائے۔ اور خواتین اور نابالغ بچوں کو قید کیا جائے اور ان کی جائیداد قرق کر لی جائے۔ ان کی تمام دولت مسلمانوں میں تقسیم ہوئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اے سعدؓ تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا چنانچہ ان سب کو گرفتار کر کے مدینہ منورہ لایا گیا اور ایک مکان میں قید کیا گیا۔ اور پھر انہیں اس طرح قتل کیا گیا کہ تھوڑے تھوڑے آتے تھے اور قتل کئے جاتے تھے۔ ان مقتولین کی تعداد چھ یا سات سو تھی جب ان لوگوں کو قتل کیا جا رہا تھا تو قیدیوں نے اپنے سردار کعب بن اسد سے پوچھا کہ اے کعب یہ ہمارے لوگوں کو کہاں لے جا رہے ہیں کعب نے کہا کہ تم کسی جگہ بھی نہیں سمجھتے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ جو تم میں سے جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا۔ واللہ! یہ لوگ ضرور قتل ہونے کے لئے جاتے ہیں اسی وقت فتنہ گر حیّ بن اخطب حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا اور آپؐ کو دیکھتے ہی اس نے کہا کہ تمہاری عداوت کرنے میں میں نے اپنے نفس کی ملامت نہیں کی مگر اللہ جس کو شکست دے وہ شکست ہی کھاتا ہے۔ پھر اس نے لوگوں کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ اے لوگو! اللہ کا حکم اور اس کی تقدیر اسی طرح سے جاری ہوئی تھی اور اس خونریزی کو اس نے بنی اسرائیل کے لئے لکھ دیا تھا پھر اس کی بھی گردن ماردی گئی۔

ان میں البتہ وہ جو اسلام لے آئے انہیں معافی مل گئی۔ ان میں ایک عطیہ قرظی کو اس لئے معاف کیا گیا کہ ابھی وہ بالغ نہیں ہوئے تھے۔ اور حضور ﷺ کی خالہ جو بنی نجّار میں سے تھیں انہوں نے رفاعہ کی سفارش کی اور کہا یہ نماز پڑھے گا۔ حضور ﷺ نے اس کو معاف فرمایا۔ ان کے علاوہ ثعلبہ بن مسعیہ اور سعید بن سعد اور اسد بن عبید بھی اسلام لے آئے اور معاف کر دیئے گئے۔

انہی میں ایک قیدی عمرو بن سعد قرظی تھا جو رات میں نکل آئے اور پہرے دار محمد بن مسلمہؓ کے پاس سے گذرے۔ جب ابن مسلمہؓ نے پوچھا کون ہے؟ تو انہوں نے کہا عمرو بن سعد ہوں۔ یہ وہ تھے جنہوں نے قریظہ کا ساتھ دینے سے انکار کیا تھا جب حضور ﷺ سے عہد توڑا گیا اور عمرو نے کہہ دیا تھا کہ میں محمد ﷺ کا عہد کبھی نہیں توڑونگا اس لئے ابن مسلمہؓ نے ان کو پہچانا لیکن کچھ نہ کہا۔ عمرو بن سعد وہاں سے مسجد نبوی کے دروازے پر آئے۔ اور پھر ان کا پتہ نہ چلا کہ کہاں گئے۔

۲۰

سفرِ زندگی میں روشنی کے مینار

سفرِ زندگی میں روشنی کے مینار

20.1 اہل بیت سے بغض رکھنے والوں کو جہنم کی بشارت

حضور ﷺ کے زمانے میں ایک شخص قتل ہوگیا۔ آپؐ منبر پر تشریف لائے پھر تین مرتبہ پوچھا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تم سب کی موجودگی میں کس نے اسے قتل کیا؟ صحابہؓ نے عرض کیا نہیں۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تمام آسمان والے اور تمام زمین والے مل کر ایک مومن کو قتل کر دیں تو بھی اللہ تعالیٰ ان سب کو جہنم میں داخل کرے گا اور ہم سے یعنی ہمارے اہل بیت سے جو بھی بغض رکھے گا اسے اللہ تعالیٰ اوندھے منہ جہنم میں داخل کریگا۔

20.2 کلمہ گو کا قتل اور اسامہ بن زیدؓ کی توبہ

حضرت اسامہ بن زیدؓ کو قبیلہ جہینیہ کی شاخ بنو حرقہ کی طرف بھیجا۔ ہم نے صبح صبح ان پر حملہ کیا ان میں ایک شخص مرداس بن نہیک ایسا تھا کہ جب وہ ہماری طرف بڑھتے تو سب سے زیادہ سخت حملہ کرتا اور جب وہ پیچھے ہٹتے تو یہ ان کی حفاظت کرتا۔ میں نے اور ایک انصاری نے اس پر قابو پالیا تو اس نے لا الہ الا اللہ کلمہ توحید پڑھا جس پر انصاریؓ یہ سن کر رک گئے لیکن میں نے اسے قتل کر دیا۔ جب حضور ﷺ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو فرمایا اے اسامہ! کیا تم نے کلمہ پڑھنے کے بعد اسے قتل کر دیا؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس نے تو یہ کلمہ صرف قتل سے بچنے کے

لئے پڑھا تھا۔ لیکن حضورﷺ اس جملے کو بار بار دہراتے رہے کہ جب تم سے اس لا الہ الا اللہ کے بارے میں پوچھا جائیگا تو اس وقت کون تمہارا مددگار ہوگا؟

میں تمنّا کرنے لگا کہ میں آج سے پہلے مسلمان ہی نہ ہوتا۔ بلکہ میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا میں اسے قتل نہ کرتا۔ میں نے عرض کیا میں عہد کرتا ہوں کہ لا الہ الا اللہ کہنے والے کسی انسان کو کبھی قتل نہیں کرونگا حضورﷺ نے فرمایا اے اسامہ! میرے بعد بھی۔ میں نے عرض کی جی آپﷺ کے بعد بھی۔

20.3 حضرت محلم بن جثامہؓ کا اسلام لانے والے کا قتل اور حضورﷺ کی بددعا

صحابہؓ کے لشکر میں محلم بن جثامہؓ بھی شامل تھے کہ وہ عامر بن اضبط سے ملے جنھوں نے سلام کر کے یہ بات بتانی چاہی کہ وہ اسلام لا چکے ہیں۔ لیکن محلم نے تیر مار کر عامر کو قتل کر دیا۔ ان دونوں میں زمانہ جاہلیت میں دشمنی تھی۔ حضور پاکﷺ کو خبر ہوئی تو ایک صحابی عیینہؓ نے مقتول کے لئے اور اقرعؓ نے محلم کی سفارش کی اور درخواست کی کہ اس مرتبہ تو محلم کو معاف فرما دیں۔ آئندہ نہ فرمائیں جب کہ عیینہؓ نے عامر کا بدلہ لینے کی درخواست کی۔ اتنے میں محلمؓ آگئے۔ وہ دو چادروں میں لپٹے ہوئے تھے اور آ کر حضورﷺ کے سامنے بیٹھ گئے تاکہ حضورﷺ انکے لئے استغفار فرما دیں۔ لیکن حضورﷺ نے فرمایا اللہ تمہاری مغفرت نہ فرمائے۔ وہ یہ سن کر رونے لگے اور اپنی چادر سے آنسو پونچھتے ہوئے کھڑے ہوئے اور چلے گئے۔

سات دن بھی نہ گذرے تھے کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ جب صحابہؓ نے انہیں دفن کیا تو زمین نے انہیں باہر پھینک دیا۔ صحابہؓ حضورﷺ کے پاس آئے اور واقعہ کی خبر دی۔ آپؐ نے فرمایا زمین تو اس سے بھی بروں کو قبول کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے یہ واقعہ دکھا کر یہ چاہا کہ مسلمانوں کے احترام کے بارے میں تمہیں پکّی نصیحت حاصل ہو۔ (اور قتل مسلم کتنا بڑا جرم ہے اس کا اندازہ ہو)۔ پھر صحابہؓ نے ان کی نعش ایک پہاڑ کے دو کناروں کے درمیان رکھ دی اور پتھروں سے ڈھانک دیا۔ اس واقعہ پر یہ آیت شریفہ نازل ہو گئی۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ ------ (نساء آیت ۹۴)

ترجمہ: اے ایمان والوں جب تم اللہ کی راہ میں باہر نکلا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو۔ اور جو شخص تم سے سلام علیک کرے اس سے نہ کہو کہ تم مومن نہیں ہو۔ اور اس سے تمہاری غرض یہ ہو کہ دنیا کی زندگی کا فائدہ حاصل کرو سو

اللہ کے پاس بہت سی غنیمتیں ہیں۔ تم بھی تو پہلے ایسے ہی تھے پھر اللہ نے تم پر احسان کیا تو (آئندہ) تحقیق کر لیا کرو اور جو عمل تم کرتے ہو اللہ کو سب کی خبر ہے۔

20.4 عبداللہؓ حضورﷺ کو ہنسانے والے کو خوشخبری

عبداللہؓ جن کا لقب حمار تھا وہ حضورﷺ کی مجلس میں آتے اور کوئی ایسی بات کر جاتے کہ حضورﷺ ہنس پڑتے اور مسکرا دیتے۔ وہ کبھی حضورﷺ کو گھی اور شہد لا کر دیا کرتے۔ جب گھی والا اور شہد والا ان سے قیمت لینے کے لئے آتا تو اسے حضورﷺ کی خدمت میں پیش کر دیتے کہ یا رسول اللہﷺ! اس کے سامان کی قیمت دے دیں۔ حضورﷺ مسکراتے اور کچھ نہ فرماتے اور قیمت ادا کر دیتے۔

شراب پینے کی وجہ سے کوڑے بھی لگتے ایک دن لائے گئے اور شراب نوشی کی وجہ سے کوڑے کی سزا ہوئی۔ اس پر ایک آدمی نے کہا اس پر اللہ کی لعنت کہ اس جرم میں کتنے بار لایا جاتا ہے۔ حضورﷺ نے لعنت بھیجنے سے روک دیا اور فرمایا واللہ! جہاں تک میں جانتا ہوں عبداللہ اللہ اور اس کے رسولﷺ سے محبت کرتا ہے۔

20.5 برا کہنے والے کو جواب نہ دینے کی تلقین

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص ابو بکرؓ کو برا بھلا کہہ رہا تھا اور حضورﷺ بھی وہیں تشریف فرما تھے۔ ابو بکرؓ خاموشی سے سن رہے تھے اور یہ بات حضورﷺ کو پسند آ رہی تھی اور آپؐ مسکرا رہے تھے۔ جب وہ شخص حد سے بڑھ گیا تو ابو بکرؓ نے بھی اس کی کسی بات کا جواب دیا۔

اس پر حضورﷺ ناراض ہو کر وہاں سے چل دیئے ابو بکرؓ ان کے پیچھے چل پڑے اور حضورﷺ سے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! جب مجھے وہ برا بھلا کہہ رہا تھا تو آپؐ بیٹھے رہے۔ لیکن جب میں نے اس کی کسی بات کا جواب دیا تو آپؐ ناراض ہو کر اٹھ کر چلے آئے۔ حضورﷺ نے فرمایا پہلے تمہارے ساتھ ایک فرشتہ تھا جو تمہاری طرف سے جواب دے رہا تھا۔ جب تم نے جواب دیا تو شیطان بیچ میں آ ٹپکا اور فرشتہ چلا گیا اور میں شیطان کے ساتھ نہیں بیٹھ سکتا۔ آپؐ نے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں جو بالکل حق ہیں۔

☆ جس بندے پر کوئی ظلم کیا جائے اور وہ اللہ کی رضا جوئی کے لئے ظلم کا بدلہ لینے سے اعراض کرے تو اللہ تعالیٰ

اس کی مدد کریں گے۔

☆ جو آدمی ایک دوسرے کو ملانے کے خاطر ہدیہ دینے کا دروازہ کھولتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے مال کو خوب بڑھاتے ہیں۔

☆ جو شخص مال بڑھانے کی نیت سے مانگنے کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اسکے مال کو کم کردیتے ہیں۔

20.6 ایک صحابیؓ کو گالی دینے کی سزا

عبداللہ ابن عمرؓ (حضرت عمرؓ کے صاحبزادے) اور مقدادؓ کے درمیان کچھ بات بڑھ گئی جس پر عبداللہؓ نے مقدادؓ کو گالی دے دی۔ مقدادؓ نے امیر المومنین عمرؓ سے شکایت کردی۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر میں عبداللہ کی زبان نہ کاٹوں تو میرے اوپر نذر واجب ہے۔ عبداللہؓ نے جانا کہ والد صاحب میری زبان ضرور کاٹیں گے۔ تو آپؓ نے کچھ صحابہ کو اپنے والد کی خدمت میں سفارش کے لئے بھیجا یہ سن کر حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھے اس کی زبان کاٹنے دو تاکہ یہ مستقل قانون بن جائے جس پر میرے بعد بھی عمل ہوتا رہے کہ جو آدمی بھی حضورﷺ کے کسی صحابی کو گالی دیتا ہوا پایا جائے اس کی زبان ضرور کاٹی جائے گی۔ (صحابہ کی منت سماجت پر عمر فاروقؓ نے منت پوری کی اور عبداللہؓ کو معاف فرمایا کہ اس قسم کی غلطی آئندہ نہ کریں)

20.7 حضرت اسلمیؓ کو رجم کی سزا اور جنت کی بشارت

ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضرت ماعز بن مالک اسلمیؓ نے حضورﷺ کی خدمت میں آکر بار بار اقرار کیا کہ ان سے غلط کام ہوگیا ہے۔ حضورﷺ نے پہلے اعراض فرمایا لیکن ان کے بار بار اصرار پر رجم کی سزا سنائی اور انہیں رجم کیا گیا۔ حضورﷺ نے دو صحابیوں کی یہ بات سنی کہ دیکھو اللہ تعالیٰ نے اس کی پردہ پوشی فرمائی تھی لیکن یہ خود ہی اپنے پیچھے پڑ گیا۔ جس کی وجہ سے اسے کتّے کی طرح پتھر مارے گئے۔ آپﷺ کو انکی غیبت سن کر دلی رنجش ہوئی۔ لیکن آپؐ خاموش رہے۔ تھوڑی دیر چلنے کے بعد آپؐ کا گذر ایک مرے ہوئے گدھے پر ہوا جس کا پاؤں پھولنے کی وجہ سے اوپر اٹھا ہوا تھا۔ حضورﷺ نے ان دونوں سے فرمایا کہ نیچے اترو اور اس مردار گدھے کا گوشت کھاؤ۔ اللہ آپؐ کے درجہ بلند فرمائیں یہ بھلا کون کھا سکتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا ''ابھی تم دونوں نے اپنے بھائی کی جو پیٹھ پیچھے

بے عزتی کی ہے وہ مردار کھانے سے زیادہ سخت ہے۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اسلمی اس وقت جنت کی نہروں میں غوطہ لگا رہا ہے''۔

20.8 امیر المومنین عمرؓ اور ایک بوڑھا۔ مسلمان کی ٹوہ لینا منع ہے۔

ایک مرتبہ حضرت عمرؓ عبداللہ ابن مسعودؓ کے ساتھ رات میں باہر تشریف لے جا رہے تھے ایک جگہ روشنی نظر آئی آپ اس طرف چل پڑے۔ یہاں تک کے اس گھر میں داخل ہوئے اور وہاں ایک چراغ جل رہا تھا ایک بڑے میاں بیٹھے ہوئے تھے اور ان کے سامنے پینے کا کوئی مشروب رکھا ہے اور ایک باندی انہیں گانا سنا رہی ہے۔ بڑے میاں کو اندازہ نہ ہوسکا کہ حضرت عمرؓ اس کے پاس پہنچ گئے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ آج رات جیسا برا منظر میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ ایک بوڑھا شخص اپنی موت کا انتظار کر رہا ہے اور یہ کام کر رہا ہے اس بڑے میاں نے سر اٹھا کر دیکھا اور کہا کہ آپ کی بات بالکل ٹھیک ہے لیکن اے امیر المومنین! آپ نے جو کچھ کیا وہ اس سے بھی زیادہ برا ہے۔ پہلے تو یہ کہ آپ نے گھر میں گھس کر تجسس فرمایا حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے (ولا تجسسو) تم تجسس نہ کرو۔ اور دوسرے آپ اجازت کے بغیر گھر میں داخل ہوئے۔ اللہ پاک فرماتا ہے کہ

''تم اپنے خاص گھرون کے سوا دوسرے گھروں میں داخل نہ ہو جب تک اجازت حاصل نہ کرلو''

امیر المومنینؓ نے کہا آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں اور دانت سے کپڑا پکڑ کر روتے ہوئے گھر سے باہر تشریف لے آئے اور فرمایا اگر عمر کو اس کے رب نے معاف نہ فرمایا تو عمر ہلاک ہوگیا۔ اور سوچنے لگے کہ پہلے تو بڑے میاں چھپ کر یہ کام کرتے تھے اور اب تو امیر المومنین نے دیکھ لیا اور بلا جھجک یہ کام کریں گے۔ (اس کا وبال بھی گویا امیر المومنین پر ہوگا)۔

ان بڑے میاں نے اس واقعہ کے بعد عمرؓ کی مجلس میں آنا چھوڑ دیا۔ ایک مرتبہ چھپتے ہوئے آئے اور مجلس میں پیچھے ہی بیٹھ گئے حضرت عمرؓ نے دیکھ لیا تو اپنے نزدیک بلایا۔ بڑے میاں کھڑے ہوئے اور خیال کیا کہ عمرؓ اب اس رات والے جرم کی سزا تجویز فرمائیں گے۔ جب نزدیک پہنچے تو اور نزدیک بلایا یہاں تک کے اپنے پہلو میں بٹھا

لیا۔اوران کے کان میں سرگوشی کی کہ اس ذات کی قسم جس نے محمدﷺ کوحق دے کر رسول بنا کر بھیجا کہ میں نے رات جو کچھ تمہیں کرتے ہوئے دیکھا وہ کسی کونہیں بتایا حتیٰ کے عبداللہ بن مسعودؓ جو ساتھ تھے انہیں بھی نہیں بتایا۔اس پر ان بڑے میاں نے عمرؓ کے کان میں کہا امیر المومنین! اس ذات کی قسم جس نے محمدﷺ کوحق دے کر اور رسول بنا کر بھیجا کہ میں نے بھی وہ کام اب تک دوبارہ نہیں کیا۔ یہ سن کر عمرؓ زور سے اللہ اکبر کہنے لگے لیکن لوگوں کو پتہ نہیں چلا کہ وہ کیوں کہہ رہے ہیں۔

20.9 امیر المومنین عمرؓ کا عیب پوشی کا حکم

۱۔ ایک شخص نے امیر المومنین عمرؓ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی بیٹی کا رشتہ آیا ہے۔اس بیٹی سے گناہ سرزد ہوا جس پر شرعی سزا لازم آتی ہے۔اورمیری بیٹی نے چھری سے خودکشی کرنے کی کوشش کی لیکن ہم موقع پر پہنچ گئے اوراسے بچالیا۔اس کے گلے کی کچھ رگیں کٹ گئی تھیں لیکن اس کا علاج ہوااوروہ ٹھیک ہوگئی اس نے اس کے بعد توبہ کی اوراب نہایت نیک ہے اور دینی حالت بہت اچھی ہے۔اب ایک قوم کے لوگ اس کی شادی کا پیغام دے رہے ہیں کیا میں اسکی یہ ساری باتیں بتادوں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ نے اس کا عیب چھپایا تھا تم اسے ظاہر کرنا چاہتے ہو۔ واللہ! اگرتم نے اس کی کوئی بات بتائی تو میں تمہیں ایسی سزادونگا جس سے تمام شہریوں کوعبرت ہوگی۔ بلکہ اس کی شادی اس طرح کروجس طرح ایک پاکدامن مسلمان عورت کی کی جاتی ہے۔

۲۔ حضرت عمرؓ کے ساتھ حضرت جریر بن عبداللہؓ ایک مجلس میں تھے کہ کسی کی ہوا خارج ہونے سے بدبو پھیل گئی۔ عمرؓ نے فرمایا کہ میں تاکید کرتا ہوں کہ جس شخص کا وضوٹوٹا ہے وہ اٹھے اور جا کر وضو کرلے اس پر جریرؓ نے فرمایا امیر المومنین! کیا تمام لوگ وضو نہ کرلیں؟ (تاکہ وہ شخص شرمندگی سے بچ جائے اور اس کی عیب پوشی بھی ہوجائے) عمرؓ نے فرمایا اللہ آپ رحم فرمائے آپ جاہلیت میں بھی بہت اچھے سردار تھے اور اسلام میں بھی بہت اچھے سردار ہیں۔

20.10 انس بن مالکؓ کا عیب پوشی پر اصرار

صالح کرز کہتے ہیں کہ میری ایک باندی سے زنا سرزد ہوگیا میں اسے لے کر قاضی وقت حکم بن ایوب کے پاس لے کر گیا۔ میں وہاں بیٹھا ہوا تھا کہ اتنے میں انس بن مالکؓ تشریف لائے اور پوچھا کہ صالح! یہ تمہارے ساتھ باندی کیوں ہے؟ میں نے کہا اس سے گناہ سرزد ہوگیا ہے اب اس معاملہ کو قاضی کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ وہ اسے شرعی سزا دے انسؓ نے فرمایا ایسا نہ کرو۔اسے واپس لے جاؤ اللہ سے ڈرو اوراس کے عیب پر پردہ ڈالو۔ میں نے کہا میں ایسا نہیں کرونگا۔ آپ نے اصرار کیا کہ ایسا نہ کرو۔اور بار بار مجھے سمجھاتے رہے۔ یہاں تک کہ میں نے ان کی بات مان لی۔

20.11 حاطب بن بلتعہؓ کا جرم اور حضورﷺ کا عفوودرگذر

حضورﷺ نے علیؓ، زبیرؓ اور مقدادؓ سے فرمایا کہ اسی وقت روانہ ہوکر روضہ خاخ (مکّہ کے راستے پر مدینہ منورہ سے ۱۲میل کے فاصلہ پر) پہنچو، وہاں ایک ہودہ نشین خاتون ملے گی اس کے پاس ایک خط ہے وہ اس سے لے آؤ۔ جب یہ حضرات روضہ پہنچے تو ایک ہودہ نشین خاتون ملی چنانچہ انہوں نے اس سے کہا کہ وہ خط جو تمہارے پاس ہے وہ ہمارے حوالے کرو۔اس نے کہا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔انہوں نے کہا کہ اگر تم نے خط نہ دیا تو ہم تمہاری تلاشی لیں گے۔ وہ ڈرگئی اوراپنے سر کے جوڑے میں سے وہ خط نکال کر انہیں دے دیا۔ یہ خط حضورﷺ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ یہ خط حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ نے مشرکین مکّہ کو لکھا تھا جس میں انہوں نے حضورﷺ کی جنگ اور فتح مکّہ کا راز بیان کیا گیا تھا۔اس راز کا فاش کرنا ایک سنگین جرم تھا۔

حضورﷺ نے فرمایا اے حاطب! یہ کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپؐ میرے بارے میں جلدی نہ فرمائیں۔ میں قریش میں سے نہیں ہوں بلکہ ان کا حلیف ہوں۔ جبکہ دوسرے مہاجرین کی ان کے ساتھ رشتہ داریاں ہیں جنکی وجہ سے مسلمانوں کے اہل وعیال جو ابھی مکّہ میں ہی ہیں ان کی حفاظت کرتے ہیں۔ میں نے سوچا کہ قریش سے میرا نسبی رشتہ تو ہے نہیں اس لئے میں آپ کا راز بتا کر ان پر احسان کر دیتا ہوں تاکہ وہ میرے رشتہ داروں کی حفاظت کریں۔ میں اپنے دین سے مرتد نہیں ہوا اور نہ اسلام کے بعد کفر پسند آیا۔ (دوسرے یہ کہ یہ راز

بتانے سے میرا کام تو ہو جائیگا لیکن آپؐ کی فتح تو منجانب اللہ مقدر ہے اس پر کوئی آنچ نہیں آئیگی)

حضور ﷺ نے فرمایا غور سے سنو یہ تم سے سچی بات کہہ رہے ہیں عمر فاروقؓ نے حضور ﷺ سے اجازت مانگی کہ میں اس منافق کی گردن اڑا دوں حضور ﷺ نے فرمایا نہیں ۔ یہ جنگ بدر میں شریک ہوئے تھے ۔ تمہیں کیا خبر اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کی طرف جھانک کر فرمادیا ۔ تم جو چاہے کرو میں نے تمہیں بخش دیا'' اس موقع پر سورۃ الممتحنہ کی آیت

یایھا الذین آمنو .... سواء السبیل تک نازل ہوئی ۔

ترجمہ: اے ایمان والو! تم میرے دشمنوں کو اور اپنے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ کہ ان سے دوستی کا اظہار کرنے لگو ۔ حالانکہ تمہارے پاس جو دین حق آچکا ہے وہ اس کے منکر ہیں ۔ رسول ﷺ کو اور تم کو اس بناء پر کہ تم اپنے رب پر ایمان لے آئے شہر بدر کر چکے ہیں ۔ اگر تم میرے راستے میں جہاد کرنے کی غرض سے اور میری رضامندی ڈھونڈنے کی غرض سے (اپنے گھروں کو چھوڑ کر) نکلتے ہو ۔ تم ان سے چپکے چپکے دوستی کی باتیں کرتے ہو (اور خفیہ پیغام بھیجتے ہو) حالانکہ مجھ کو سب چیزوں کا خوب علم ہے تم جو کچھ چھپا کر کرتے ہو اور جو ظاہر کر کے کرتے ہو ۔ جو شخص تم میں سے ایسا کرے گا وہ راہ راست سے بھٹک جائے گا ۔

20.12 امیر المومنین حضرت علیؓ کا ایک ملزم کے ساتھ عفو و درگذر

امیر المومنین علیؓ کے پاس ایک شخص لایا گیا اور لوگوں نے بتایا کہ اس آدمی نے اونٹ چوری کیا ہے ۔ علیؓ نے اس سے فرمایا کہ میرے خیال میں تو تم نے چوری نہیں کی ہے ۔ اس نے کہا نہیں میں نے چوری کی ہے ۔ آپ نے فرمایا شاید تجھے شبہ ہو گیا ہو کہ تمہارا اونٹ ہے یا کسی اور کا ۔ اس نے کہا نہیں میں نے چوری کی ہے ۔ حضرت علیؓ نے فرمایا اے قنبر! اسے لے جاؤ اس کی انگلی باندھ دو، آگ جلالو اور جلاد کو ہاتھ کاٹنے کے لئے بلالو ۔ اور میرے واپس آنے کا انتظار کرنا ۔ جب علیؓ واپس تشریف لائے تو اس شخص سے پوچھا کہ کیا تم نے چوری کی ہے؟ اس نے کہا نہیں! علیؓ نے اس چھوڑ دیا ۔ اس پر لوگوں نے کہا امیر المومنینؓ! جب وہ ایک دفعہ آپ کے سامنے اقرار کر چکا ہے تو آپ نے اسے کیونکر چھوڑ دیا؟ علیؓ نے فرمایا ۔ کہ میں نے اسی کی بات پر اسے پکڑا تھا ۔ اور اب اسی کی بات پر چھوڑ رہا ہوں ۔ پھر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور ﷺ کے پاس ایک شخص لایا گیا ۔ جس نے چوری کی تھی ۔ حضور ﷺ کے حکم پر

اس کا ہاتھ کاٹا جانے لگا تو حضور ﷺ رو پڑے ۔ میں نے عرض کیا آپؐ روتے کیوں ہیں ۔ آپؐ نے فرمایا میں کیوں نہ روؤں کہ میرے امتی کا تم سب کی موجودگی میں ہاتھ کاٹا جارہا ہے ۔ صحابہؓ نے فرمایا آپؐ نے اسے معاف کیوں نہ کردیا؟ آپؐ نے فرمایا وہ بہت برا حاکم ہے جو شرعی سزا کو معاف کردے ۔ تم لوگ آپس میں یہ جرائم معاف کردیا کرو (شرعاً ثابت ہونے کے بعد حاکم معاف نہیں کرسکتا) دوسرے موقع پر اسی طرح کا واقعہ پیش آیا تو آپؐ نے یہ آیت شریفہ پڑھی ۔

ویعفو ولیصفحو

اور چاہئے کہ وہ معاف کردیں اور درگزر کردیں

20.13 حضرت ابوبکرؓ کا سیدہ فاطمہؓ کو راضی کرنا

سیدہ فاطمہؓ بیمار ہوگئیں ۔ حضرت ابوبکرؓ ان کے پاس آئے اور اندر آنے کی اجازت چاہی ۔ علیؓ نے کہا فاطمہ! یہ ابوبکرؓ آئے ہیں اور آپ سے اندر آنے کی اجازت مانگ رہے ہیں ۔ فاطمہؓ نے فرمایا کیا آپ اس کو پسند کرتے ہیں کہ میں انہیں اجازت دے دوں؟ علیؓ نے فرمایا ہاں ۔ فاطمہ سیدہؓ نے اجازت دے دی ۔ ابوبکرؓ اندر آکر فاطمہؓ کو راضی کرنے لگے ۔ اور کہا واللہ! میں نے گھر بار مال و متاع اہل و عیال اور خاندان صرف اس لئے چھوڑا تھا کہ اللہ اور اس کے رسول راضی ہو جائیں ۔ بہرحال ابوبکرؓ انہیں مناتے رہے یہاں تک کہ وہ راضی ہوگئیں ۔

20.14 مسلمان کی ضرورت میں کوشش کرنا اور اس کا احترام کرنے کی چند مثالیں

حضرت علیؓ فرماتے ہیں مجھے نہیں معلوم کے اللہ تعالیٰ نے کون سی نعمت کی وجہ سے مجھ پر بڑا احسان کیا ۔ پہلی یہ کہ ایک شخص امید لگا کر میری طرف پرخلوص چہرہ کے ساتھ دیکھتا ہے کہ اس کی ضرورت مجھ سے پوری ہوگی ۔ دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ میرے ذریعہ سے اس کی ضرورت بآسانی پوری کرادیں ۔ اور میں کسی مسلمان کی ایک ضرورت پوری کردوں یہ مجھے زمین پر سونے اور چاندی سے زیادہ محبوب ہے ۔

ا۔ حضرت خولہؓ لوگوں کے ساتھ جارہی تھیں کہ ان کی امیر المومنین عمرؓ سے ملاقات ہوگئی ۔ انہوں نے حضرت عمرؓ کو رکنے کے لئے کہا عمرؓ رک گئے اور ان کے قریب آگئے اور سر جھکا لیا اور اپنے دونوں ہاتھوں سے انہیں

سہارا دے کران کی بات سننے لگے اور یوں ہی کھڑے رہے یہاں تک کہ خولہؓ نے بات پوری کر لی اور واپس چلی گئیں اس پر ایک شخص نے کہا کہ امیر المومنین! ان بڑی بی کی وجہ سے آپ نے قریش کے بڑے بڑے سرداروں کو روکے رکھا۔ عمرؓ نے فرمایا کہ تیرا ناس ہو۔ تو جانتا ہے یہ خاتون کون ہیں؟ اس نے کہا نہیں میں نہیں جانتا۔ عمرؓ نے فرمایا یہ وہ خاتون ہیں جن کی شکایت اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر سنی تھی یہ حضرت خولہ بنت ثعلبہ ہیں (سورۃ مجادلہ آیت ۱ تا ۶) واللہ اگر یہ رات تک میرے پاس سے نہ ہٹتیں تو میں بھی ان کی بات پورا ہونے تک یونہی کھڑا رہتا۔

۲۔ حضرت ابن عباسؓ ایک مرتبہ مسجد نبوی میں معتکف تھے آپ کے پاس ایک شخص آیا اور سلام کر کے چپ چاپ بیٹھ گیا۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں غمزدہ اور پریشان دیکھتا ہوں کیا بات ہے؟ اس نے کہا اے حضور ﷺ کے چچا کے بیٹے! میں بے شک پریشان ہوں کہ فلاں کا مجھ پر حق ہے اور اس قبر والے (حضور ﷺ) کی عزت کی قسم میں اس کا حق ادا کرنے پر قادر نہیں۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کیا میں تمہاری سفارش کر دوں؟ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ابن عباسؓ یہ سن کر جوتا پہن کر مسجد سے باہر تشریف لائے۔ اس شخص نے عرض کیا کیا آپ اپنا اعتکاف بھول گئے؟ فرمایا بھولا نہیں بلکہ میں نے اس قبر والے سے ہی سنا ہے اور ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا (یہ کہتے ہوئے ان کی آنکھوں میں آنسو بہنے لگے) کہ حضور ﷺ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے بھائی کے کام کے لئے چلے اور اس میں کامیاب ہو جائے تو اس کے لئے یہ دس سال کے اعتکاف سے افضل ہے اور جو شخص ایک دن کا اعتکاف بھی اللہ کی رضا کے لئے کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے اور جہنم کے درمیان تین خندقیں آڑ فرما دیتا ہے جن کی مسافت آسمان اور زمین کی مسافت سے بھی زیادہ ہے۔

20.15 مہمان کا اکرام

سلمان فارسیؓ عمرؓ کے پاس آئے وہ تکیہ لگائے بیٹھے تھے۔ سلمان کو دیکھ کر وہ تکیہ آپ نے سلمانؓ کے لئے بڑھا دیا۔ سلمانؓ نے کہا اللہ اس کے رسول نے سچ فرمایا۔ عمرؓ نے کہا کہ اے عبداللہ! اللہ اور اس کے رسول کا فرمان ہمیں بھی سنائیں۔ سلمانؓ نے کہا کہ ایک مرتبہ حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ تکیہ پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔

آپ نے وہ تکیہ میرے لئے بڑھا دیا۔ پھر مجھ سے فرمایا سلمان! جو مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے پاس جاتا ہے اور وہ میزبان اس کے اکرام کے لئے تکیہ پیش کرتا ہے (یعنی اکرام کرتا ہے) اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔

20.16 قوم کے سرداروں کا اکرام کرنے کی تاکید۔ عدی بن حاتمؓ کا واقعہ

عدی بن حاتم جب حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے ان کے لئے تکیہ رکھا اور اس پر بٹھایا لیکن عدی زمین پر ہی بیٹھے پھر انہوں نے گواہی دی کہ آپ روئے زمین پر نہ تو برتری چاہتے ہیں اور نہ فساد برپا کرنا چاہتے ہیں۔ اور مسلمان ہو گئے صحابہؓ نے حضور ﷺ سے کہا آج ہم نے (عدی کے لئے) آپ کی طرف سے اکرام کا جو منظر دیکھا یہ کبھی کسی کے لئے نہیں دیکھا حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک کہتے ہو۔ عدی اپنی قوم کا بڑا اور محترم شخص ہے اور جب کسی قوم کا محترم اور ان کا بڑا تمہارے پاس آئے تو تم اس کا اکرام کرو۔

20.17 اپنے بڑوں کا ادب۔ حضرت ابوبکرؓ کا حضرت عباسؓ کے لئے ادب

حضور ﷺ کی مجلس میں ابوبکر صدیقؓ کے لئے خاص نشست حضور ﷺ کے پہلو میں تھی۔ اور وہ صرف حضور ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کے اکرام کے لئے اٹھتے تھے اور ان کو جگہ دیتے جس پر حضور ﷺ بہت خوش ہوتے ایک مرتبہ ابوبکرؓ نے دیکھا کہ عباسؓ تشریف لا رہے ہیں تو اپنی جگہ سے ہٹ گئے تاکہ عباسؓ وہاں بیٹھ سکیں۔ حضور ﷺ نے ان سے کہا تمہیں کیا ہوا ہے؟ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ آپ کے چچا سامنے تشریف لا رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے انہیں دیکھا پھر ابوبکرؓ کی طرف مسکراتے ہوئے متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ یہ عباس سامنے آرہے ہیں۔ انہوں نے سفید لباس پہن رکھا ہے لیکن ان کی اولاد ان کے بعد کالے کپڑے پہنے گی اور ان کی اولاد میں سے بارہ اشخاص بادشاہ ہونگے۔ حضرت عباسؓ حضور کے ساتھ تشریف فرما ہوئے اور پوچھا کہ آپ نے ابوبکرؓ کو کچھ فرمایا تو آپ نے اوپر والی پیشن گوئی دہرا دی۔

20.18 چھوٹوں پر شفقت

۱۔ حضور ﷺ اپنی محفل میں تشریف فرما تھے کہ جناب علیؓ آ گئے اور جگہ کے لئے ادھر ادھر دیکھنے لگے۔ حضور ﷺ

صحابہؓ کے چہروں کی طرف دیکھنے لگے کہ کون علیؓ کو جگہ دیتا ہے۔ابوبکر صدیقؓ حضور کے دائیں جانب بیٹھے تھے۔وہ اپنی جگہ سے ہٹے اور علیؓ کے لئے جگہ بنائی اور کہا اے ابوالحسن! یہاں آجایئے۔اس پر علیؓ آگے آئے اور اس جگہ بیٹھ گئے۔جو حضورﷺ اور ابوبکرؓ کے درمیان تھی۔صحابہؓ نے حضورﷺ کے چہرہ مبارک پر خوشی کے آثار دیکھے پھر حضورﷺ نے ابوبکرؓ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ فضیلت والے کو فضیلت والا ہی جانتا ہے۔

۲۔ امام حسنؓ پر شفقت اور ادب

حضورﷺ کی وفات کے چند دن بعد ابوبکرؓ مسجد نبوی سے عصر کے بعد نکلے آپ کے ساتھ علیؓ بھی تھے۔عقبہ بن حارثؓ بھی ان کے ساتھ تھے۔حسن ابن علیؓ کے پاس سے گذرے جو بچوں کے ساتھ کھیل رہے تھے۔ابو بکرؓ نے انہیں کندھے پر بٹھا لیا اور یہ شعر پڑھا

بابی شبیۃ بالنبیں — لیس شبیہا بعلی

اس بچے پر میرا باپ قربان ہو۔اس کی شکل وصورت نبی کریم سے ملتی ہے علیؓ سے نہیں ملتی۔حضرت علیؓ یہ سن کر ہنس رہے تھے۔

20.19 جنگ جمل میں حضرت علیؓ کی اپنے مدمقابل لوگوں پر شفقت اور احترام

حضرت علیؓ نے جنگ جمل میں صفوں کو ترتیب دیا اور اعلان فرمایا چونکہ ہمارے مقابلے میں مسلمان ہیں اس لئے کوئی شخص نہ تیر چلانے نہ نیزہ مارنے اور نہ تلوار چلانے میں پہل کرے۔ان سے کوئی لڑائی شروع نہ کرے اور ان کے ساتھ نرم گفتگو کرے کیونکہ یہ ایسا مقام ہے کہ جو کامیاب ہو گیا وہ قیامت کے دن بھی کامیاب ہوگا۔چنانچہ لشکر کھڑا رہا یہاں تک کہ مدمقابل نے حملہ کیا۔علیؓ کو بتایا گیا۔آپ نے وضو فرمایا اور دو رکعت نماز پڑھی اور اللہ سے دعا کی۔اور فرمایا اگر تم ان لوگوں پر غالب آجاؤ تو بھاگنے والوں کو قتل نہ کیا جائے اور کسی زخمی کو ختم نہ کیا جائے۔

مخالفین میں حضرت طلحہؓ شہید ہوئے طلحہ کے صاحبزادے عمرانؓ علیؓ کی خدمت میں لائے گئے۔علیؓ نے عمرانؓ کو خوب خوش آمدید کہا۔اور انہیں اپنے قریب بٹھا لیا اور کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کے والد کو ان لوگوں میں شامل کریں گے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

۔۔۔۔۔(سورۃ الحجر آیت ۔ ۴۸)

"اور ان کے دلوں میں جو ناراضگی تھی ہم سب دور کر دیں گے کہ سب بھائی بھائی کی طرح رہیں گے اور تخت پر آمنے سامنے بیٹھے ہونگے۔

پھر انکی اہلیہ) یعنی والدہ اور دوسری (سوتیلی) ماؤں کا حال پوچھا۔اور کہا کہ چند سالوں سے تمہاری زمینوں پر اس لئے قبضہ کیا تھا کہ اور لوگ تم سے نہ چھین لیں۔پھر انہیں ابن قرظہ کے پاس بھیجا کہ انکی زمینوں کی پچھلے سالوں کو آمدنی بھی دے دیں اور زمین بھی لوگوں نے اس پر اعتراض کیا تو آپ نے انہیں ڈانٹ دیا اور آخر میں عمرانؓ سے کہا۔جب تمہیں کوئی ضرورت ہوا کرے تو تم ہمارے پاس آجایا کرو۔

دوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ لوگوں نے پوچھا کیا یہ مخالفین مشرک ہیں؟ تو فرمایا یہ تو شرک سے بھاگ کر آئے ہیں۔پھر پوچھا کیا یہ منافق ہیں؟ فرمایا منافق تو اللہ کا ذکر بہت کم کرتے ہیں۔پھر پوچھا پھر یہ کیا ہیں؟ فرمایا یہ ہمارے بھائی ہیں۔انہوں نے ہمارے خلاف بغاوت کی ہے۔

20.20 والدین کا ادب واحترام

ا۔ حضرت بریدہؓ کی روایت

حضرت بریدہؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی کریمﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں اپنی ماں کو پتھریلی زمین میں اپنے کندھوں پر اٹھا کر چھ میل سخت گرمی میں لے گیا۔گرمی اتنی سخت تھی کہ اس پر گوشت کا ایک ٹکڑا ڈال دیا جاتا تو وہ پک جاتا۔تو کیا میں نے اس کے احسانات کا بدلہ ادا کر دیا؟ حضورﷺ نے ارشاد فرمایا شاید دردزہ کی ایک ٹیس کا بدلہ ہو گیا ہو۔

حضورﷺ نے ایک شخص سے کہا تمہارے ساتھ یہ کون ہیں؟ اس نے کہا میرے والد ہیں آپؐ نے فرمایا کہ ان کے آگے نہ چلو اور ان سے پہلے نہ بیٹھو اور ان کا نام لے کر نہ پکارو اور ان کو گالی دیئے جانے کا ذریعہ نہ بنو (کہ تم کسی کے والد کو گالی دو اور وہ جواب میں تمہارے والد کو گالی دے)

فہرست مضامین

۲۔ حضرت ابو ہریرہؓ اور انکی والدہ

حضور ﷺ نے جب خیبر کے جہاد کا اعلان فرمایا تو ابو ہریرہؓ گھر آئے اور اپنی والدہ سے کہا کہ میرا سامان سفر تیار کر دیں حضور ﷺ نے غزوہ خیبر کی تیاری کا حکم دے دیا ہے۔ والدہ نے کہا تم جا رہے ہو حالانکہ تم جانتے ہو کہ میں تمہارے بغیر اندر باہر نہیں ہو سکتی۔ ابو ہریرہؓ نے کہا میں حضور ﷺ کے پیچھے نہیں رہ سکتا۔ ان کی والدہ نے اپنے دودھ کا واسطہ دیا لیکن ابو ہریرہؓ نہ مانے۔ انکی والدہ خاموشی سے حضور ﷺ کے پاس گئیں اور ساری بات بتادی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم جاؤ تمہارا کام تمہارے بغیر ہی ہو جائیگا اس کے بعد ابو ہریرہؓ جب حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے چہرہ مبارک دوسری طرف پھیر لیا۔ انہوں نے پریشان ہو کر کہا حضور ﷺ میں یہ کیا دیکھ رہا ہوں کہ آپؐ اعراض فرما رہے ہیں میری طرف سے ضرور کوئی بات پہنچی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تمہاری والدہ نے دودھ کا واسطہ دیا لیکن پھر بھی تم نے اس کی بات نہ مانی۔ کیا تم سمجھتے ہو کہ تم اپنے والدین یا ان میں سے ایک کے پاس ہو گے تو تم اللہ کے راستہ میں نہ ہو گے؟ آدمی جب اپنے والدین کے پاس رہ کر ان کی خدمت اچھی کرتا ہے اور ان سے حسن سلوک کر کے ان کا حق ادا کرتا ہے تو وہ بھی اللہ کے راستے میں ہی ہوتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ اس کے دو سال بعد میری والدہ کا انتقال ہوا تو میں اس عرصہ میں کسی غزوہ میں شریک نہیں ہوا۔

تعارف

پروفیسر اقبال علی اپنے مضمون، سول اور ماحولیاتی انجینئرنگ میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ ان کی اپنے مضمون پر کتابیں پاکستان کی تقریباً تمام ہی انجینئرنگ یونیورسٹیوں اور کالجوں میں پڑھائی جاتی ہیں۔ اور ایک کتاب کا چینی زبان میں ترجمہ چین کی کچھ جامعات میں استعمال ہو رہا ہے۔

اسلامی موضوعات پر ڈاکٹر صاحب کی دو کتابیں خورشید رسالت اور معراج النبیﷺ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفٰی خانؒ کی رہنمائی میں لکھی گئیں اور مقبول عام ہوئیں۔ تیسری کتاب ''میرے حضرت صاحب'' جو انہوں نے اپنے شیخ حضرت ڈاکٹر غلام مصطفٰی خانؒ کے متعلق ان کے وصال پر تحریر فرمائی اپنی طرز تحریر آسان انداز بیان سلیس زبان اور سب سے زیادہ روحانی اثر پذیری کی بناء پر عامۃ المسلمین اور ادبی حلقوں دونوں میں یکساں پسند کی گئی۔

''حیاۃ الصّحابہ'' حضرت جیؒ (مولانا محمد یوسف کاندھلوی) کی ایک ضخیم تالیف ہے جو عربی میں 1960 کے عشرہ میں بیروت سے چھپی جس میں حضرت جیؒ نے حضور انورﷺ اور صحابہ کرامؓ کی تبلیغ اسلام کے لئے عظیم کوشش و جدو جہد اور قربانی سے متعلق تمام روایتیں یکجا جمع فرمائیں اور پھر اس تالیف کا نام عالم اسلام کے عظیم عالم دین مولانا ابوالحسن علی ندویؒ نے ''حیاۃ الصّحابہ'' رکھا اور اسی نام سے یہ شائع ہوئی۔ اس کا اردو ترجمہ مولانا احسان الحق جن کا شمار پاکستان کی تبلیغی جماعت کے اکابرین میں ہوتا ہے اور مولانا محمد عثمان خان فیض آبادی حضرت مولانا حسین احمد مدنیؒ کے شاگرد رشید نے الگ الگ شائع کیا۔ پہلے ترجمہ کی تین جلدیں کراچی سے شائع ہوئیں جبکہ مولانا عثمان کا ترجمہ لاہور سے تاج کمپنی نے چار جلدوں میں شائع کیا۔

یہ کتاب اور اس کا ترجمہ اہل علم اور تحقیق کرنے والوں کے لئے بے شک ایک بے بہا خزانہ ثابت ہوئی لیکن عام پڑھنے والے اس سے محروم رہے۔ پھر ایک ہی واقعہ کا مختلف راویوں سے بیان اور تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ بار بار دہرانے کی وجہ سے قاری پر بوجھ بن جاتا ہے اور اس کی پڑھنے میں دلچسپی اگر ختم

نہیں تو کم ہو جاتی ہے۔ بعض جگہ واقعات کا پس منظر نہ ہونے کی وجہ سے یا اس راوی نے صرف اتنا ہی دیکھا اور دوسرے نے اس کے بعد یا پہلے کا منظر دیکھ کر روایت کیا ایک عام قاری پریشان ہو جاتا ہے۔ مثلاً ''حیاۃ الصّحابہ'' میں ایک روایت میں فقط اتنا آیا کہ ایک صحابی محیصہؓ نے حضورﷺ سے یہ سنا کہ یہودی کو جہاں پاؤ قتل کر دو چنانچہ وہ اٹھے اور جا کر اپنے بھائی حویصہ (جو ابھی کافر تھے) کے تجارتی شریک یہودی ابن شیبہ کی گردن اڑا دی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس واقعہ کو اس کے پس منظر کے ساتھ لکھا کہ یہ ابن شیبہ حضورﷺ کی بے جا ہجو بکتا تھا اور اسے بہت سمجھایا گیا لیکن اپنی شرارت سے جب باز نہ آیا تو پھر حضورﷺ نے یہ حکم فرمایا جو عام یہودیوں کے لئے ہرگز نہیں تھا۔

ڈاکٹر اقبال علی صاحب نے حیاۃ الصّحابہ میں سے دلچسپ ایمان افروز روح پرور واقعات لے کر انہیں مختلف ابواب میں جمع کر کے کوئی بیس ابواب باندھے ہیں۔ اور عنوان کی مناسبت سے ہر واقعہ اس کے تحت درج ہے۔ پھر ہر واقعہ کے لئے عنوان لگایا گیا ہے۔ اور جس طرح انگریزی کی درسی کتابوں میں ہر ماتحت عنوان کا نمبر لگایا جاتا ہے اس طرح اس میں لگائے گئے ہیں۔ چنانچہ کتاب پہلے باب ''حضور نبی کریمﷺ کا حلیہ مبارک اور صفات عالیہ'' سے شروع ہوتی ہے۔ اور ایک متوازن تلخیص کے ساتھ یہ باب لکھا گیا ہے۔ اور ہم سمجھتے ہیں کہ برکت کے لئے اور کم وقت میں بہت کچھ حاصل کرنے کے لئے یہ خوب شروعات ہے۔

دوسرے باب کا عنوان ہے ''مکی دور کی عظیم جدوجہد'' اس کے تحت حضورﷺ اور صحابہ کرامؓ کے ۲۲ ماتحت عنوانوں سے متعلق واقعات درج ہیں۔ اسی طرح تیسرے باب ''کفار مکہ کا جور و ستم اور حضورﷺ اور صحابہؓ کا صبر عظیم'' کی ایک جھلک میں ۱۴ ماتحت عنوانوں سے واقعات درج ہیں۔ اسکے علاوہ مختلف بابوں میں حضورﷺ اور صحابہ کے عظیم مشن اور جدوجہد کے مختلف رخ پیش کئے گئے ہیں۔ مصنف نے بڑی محنت سے ایک ہی واقعہ لکھ کر اس میں تمام روایتیں جمع کر دی ہیں۔ تاکہ قاری اس کے بعد دوسرے واقعہ کو پڑھتا چلا جائے اور اسے اکتاہٹ محسوس نہ ہو۔ کتابت پر خاص توجہ دی گئی ہے اور کاغذ قیمت کا خیال کرتے ہوئے عمدہ سے عمدہ استعمال کیا ہے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ مصنف نے حیاۃ الصّحابہ جیسے بحر زخار سے موتی نکال کر امت محمدؐیہ کے لئے ''نبی کریمﷺ اور صحابہ کرامؓ۔ ایمان افروز واقعات'' کی شکل میں ایک خوبصورت تحفہ پیش کیا ہے تاکہ نبی کریمﷺ اور ان کے عظیم صحابہؓ کے حالات پڑھ کر ایمان و روح وقلب کی آبیاری ہو سکے۔

ایں سعادت بزور بازو ئے نیست

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ پاک اور ان کے عظیم پیامبرﷺ ان کی اس کوشش کو شرف قبولیت عطا فرما کر ان کی بخشش اور بلندی درجات کا ذریعہ بنائے اور ان کو اپنا بنالے۔ آمین ثم آمین

پروفیسر ڈاکٹر منیر احمد خان مدظلہ العالی
شعبہ اسلامیات
سندھ یونیورسٹی جامشورو
یکم اپریل ۲۰۱۱
حیدرآباد

پیش لفظ

محترم ڈاکٹر اقبال علی صاحب بڑی فاضل شخصیت ہیں۔انگلستان سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کی ہے۔انجینئرنگ کے موضوع پران موصوف کی ایک کتاب کوچین کی جامعات کے نصاب میں شامل کیا گیا ہے۔ کتاب کا چینی زبان میں بھی ترجمہ کیا گیا ہے اورکم وبیش چین کی اکثر جامعات میں اسے شامل کیا گیا ہے اس سلسلہ میں پاکستان میں چینی قونصلیٹ جنرل چین شین نے انہیں بہترین کارکردگی کے طور پر یادگاری نشان بھی پیش کیا۔ڈاکٹر صاحب کے شاگردوں کی بڑی تعداد ہے جن میں متعدد شاگرد اہم شعبوں میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

محترم ڈاکٹر اقبال علی صاحب اپنے شعبہ کی فنّی مہارت کے اعتبار سے تو بلند مقام پر فائز ہیں ہی ساتھ ساتھ موصوف تصوف سلوک میں بھی بہت آگے ہیں۔حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ کے حلقہ میں انہیں خصوصی مقام حاصل ہے حضرت ڈاکٹر صاحبؒ کے ہاں ایک عرصہ سے اکابر بزرگوں کی تقریبات کے حوالے سے جو پروگرام ہوتے آئے ہیں ان سارے پروگراموں میں ڈاکٹر اقبال علی صاحب کو دوسروں کو اپنے علم سے فیضیاب کرنے کا شرف حاصل رہا ہے۔ برسوں سے ہونے والی ان ساری تقریبات کے سب سے بڑے مقرر ڈاکٹر صاحب ہی رہے ہیں۔حضرت ڈاکٹر صاحب علیہ الرحمۃ کے ہاں انہیں اس شرف کے حاصل ہونے میں ان کے اخلاص اور انکساری کو بھی عمل ودخل حاصل ہے۔ورنہ بزرگوں کے ہاں ہرایک کو اس طرح کی سعادت حاصل نہیں ہوتی کہ وہ ان سے وابستہ ہزاروں لاکھوں مریدوں کی علمی تربیت کریں اوران کی ذہن سازی کریں۔

ڈاکٹر اقبال علی صاحب نے حضرت ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ کے وصال کے بعد ان کی شخصیت کے بارے میں ایک تاثراتی کتاب بھی لکھی ہے جو حضرت صاحب کے حلقہ میں بڑی مقبول ہوئی۔اس کتاب سے موصوف کی غیر معمولی تحریری صلاحیتوں کا بھی اندازہ ہوا۔ ڈاکٹر اقبال علی صاحب کی تقریری صلاحیت کا تو مشاہدہ ہوتا رہتا تھا لیکن ان کی تحریر کے بارے میں یہ اندازہ نہیں تھا کہ اس میں اتنی پختگی ہے اور تحریر کے پیچھے وسیع دینی مطالعہ بھی موجود ہے۔

محترم ڈاکٹر اقبال علی صاحب کی زیرنظر کتاب حضرت مولانا محمد یوسفؒ (حضرت جیؒ) کی تالیف کردہ کتاب حیاۃ الصّحابہ (تین جلدوں) سے ماخوذ ہے حیاۃ الصّحابہ ایک ایسی عظیم کتاب ہے جس میں مکی و مدنی دور میں حضورﷺ کی صحابہ کرامؓ کے ساتھ گزری ہوئی زندگی کے لازوال واقعات اور صحابہ کرام کی سیرت وکردار اور اسلام کے لئے ان کی دی جانے والی بے مثال قربانیاں، صحابہ کرام کی حضورﷺ سے زندگی کے ہر معاملہ میں سیکھنے سمجھنے کی باتیں ان کے صبر تحمل، بردباری، ایثار، قربانی، جرات، بہادری اسلام کے لئے فنائیت فقر، درویشی، دنیا سے بے نیازی اور انسانی جوہروں سے عبارت ایسے واقعات سے بھرپور ہے، جس کا مطالعہ عام فرد کے لئے ایمان افروز ہے۔

حضرت مولانا محمد یوسفؒ کی یہ کتاب دراصل حضورﷺ کی صحابہ کرام کے ساتھ گزری ہوئی زندگی کے حالات کی بہترین عکاسی کرنے والی کتاب ہے جسے پڑھ کر اس دور کا روشن منظر آنکھوں کے سامنے گزرنے لگتا ہے اور پڑھنے والا کچھ دیر کے لئے اپنے آپ کو اس دور میں موجود پاتا ہے۔

محترم ڈاکٹر اقبال علی صاحب مدظلہ نے ایسی عظیم قیمتی اور ضخیم کتاب کی تلخیص کرکے، جدید دور کے مصروف انسان کی اہم ضرورت پوری کی ہے، اب ضخیم کتاب کی ضخامت دیکھ کر سست طبیعتوں کے حامل افراد کے لئے اس کے مطالعہ سے بے رغبتی کے بجائے انشاء اللہ اسے دیکھنے اور اس سے استفادہ کی صورت پیدا ہوگی، محترم ڈاکٹر اقبال علی صاحب نے تلخیص میں واقعات کی مزید تفصیل کے لئے دوسری کتابوں سے استفادہ کرکے اضافہ جات سے بھی کام لیا ہے۔اس طرح موصوف نے ایک بڑی دینی خدمت سرانجام دی ہے جس کے لئے وہ پڑھنے والون کی طرف سے تبریک کے مستحق ہیں۔

مولانا محمد موسیٰ بھٹو

مدیر ''بیداری''

حیدرآباد (سندھ)

۳۱ مارچ ۲۰۱۱

عرض حال

حیاۃ الصّحابہ میرے پاس کوئی تیس سال سے ہے پڑھنے کی نوبت کم ہی آئی البتہ حوالے کے طور پر کبھی کبھی استعمال ہوتی رہی غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ عظیم تصنیف علما کرام اور اسکالرز کیلئے تو مناسب ہے لیکن ایک عام پڑھنے والے کیلئے دقت طلب کہ اس میں ایک ہی واقعہ کو کئی روایتوں کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور بعض اوقات روایتوں میں اختلاف ایسا کہ واقعہ کو سمجھنا اچھا خاصہ مشکل، دوسری بڑی وجہ جو سمجھ میں آئی کہ آج جب کہ پڑھنے کا شوق معدوم ہو چکا ہے۔ بڑی بڑی تین جلدیں (اور ہر جلد ہزار صفحہ کی) دیکھ کر ہی انسان کتاب رکھ دیتا ہے۔ اور تیسری وجہ یہ کہ کتاب کی قیمت کم کرنے کیلئے اس کی چھپائی، کاغذ اور انتہائی گنجان کمپوزنگ کے بعد رہی سہی کشش ختم ہو جاتی ہے۔ یہ کتاب حضور پاک ﷺ اور صحابہ کرامؓ پر ایک بے بہا خزینہ ہے لیکن ایک عام مسلمان کی دسترس سے باہر ہے۔

اس سال (۲۰۱۰) امریکہ اور کینیڈا جانا ہوا تو فرصت کے خوب اوقات نصیب ہوئے۔ راتیں بڑی اور اس قدر بڑی کہ لوگ گھر میں تہجد پڑھتے ہیں اور دفتر پہنچ کر نماز فجر، تہجد نہ چاہنے کے باوجود بھی پڑھ ہی لیتے ہیں۔ رات میں یکا یک یہ خیال آیا کہ حیاۃ الصّحابہ کو مختصر کر کے عام پڑھنے والوں کیلئے لکھا جائے۔ صرف ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنے پیدل جانا ہوتا تھا کہ مسجد کوئی تیس منٹ کی دوری پر تھی نماز میں خیال ہوا کہ یہاں کس سے پوچھا جائے کہ اس کے پاس یہ کتاب دستیاب ہوگی یوں ہی خیال آیا کہ یہ حافظ عمران صاحب ہیں ان سے معلوم کرنا چاہئے۔ ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا میرے پاس ہے اور آپ آج عصر کی نماز میں مجھ سے لے لیجئے گا میں نے اس اتفاق کو تائید غیبی خیال کیا اور اسی دن سے کام شروع کر دیا۔

تین مہینوں (اکتوبر، نومبر، دسمبر ۲۰۱۰) میں پہلے کیلیفورنیا اور پھر ٹورنٹو میں یہ کام ہوا۔ اس میں وہ واقعات شامل کئے گئے جو میری سمجھ میں عام پڑھنے والوں کیلئے باعث دلچسپی ہیں۔ پھر تمام روایتوں کو یکجا کر کے ایک ہی واقعہ بنا دیا گیا۔ اور جن روایتوں میں پورا واقعہ بیان نہیں ہوا ان کو سیرت النبی ﷺ کی دوسری

کتابوں سے مکمل کر دیا گیا۔ سیرت ابن ہشام، سیرت المصطفیٰ (مولانا ادریس کاندھلوی) الرّحیق مختوم (مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری) سیرت احمد مجتبیٰ (شاہ مصباح الدین شکیل) اور کچھ انگریزی میں سیرت کی کتابوں سے استفادہ کیا گیا۔ اپنی سمجھ اور معلومات اور تجربہ کی روشنی میں عنوانات مقرر کئے اور واقعات کو ان کے تحت جمع کیا گیا۔ کتاب کا مطالعہ آسان بنانے کے لئے سہل زبان استعمال کی گئی۔ بہر حال کوشش یہ رہی کہ یہ اہل اسلام کا قیمتی سرمایہ عامۃ المسلمین کو بھی میسر ہو جائے امریکہ اور کینیڈا روانگی سے پہلے حیدر آباد اپنے شیخ حضرت ڈاکٹر پروفیسر قاری حافظ منیر احمد خاں صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا کہ ان کی دعائیں لے لوں۔ انکی دعاؤں کا اثر پہلے تو پہنچنے پر یہ ہوا کہ سان فرانسسکو کے افسر نے ہوائی اڈہ پر نہایت احترام اور آسانی سے امیگریشن کا مرحلہ طے کرا دیا۔ جس کے متعلق یہ مشہور ہے کہ بہتر ہے کہ امریکہ میں کسی اور ہوائی اڈہ سے داخل ہوں۔ دوسرے یہ کہ اس کتاب کے لکھنے کا خیال یکا یک آیا۔ پہلے سے کوئی ارادہ نہیں تھا۔ حضرت نے مجھ سے کہا تھا کہ آپ فکر نہ کریں آپ مراقبہ ہی مراقبہ کریں گے۔ کتاب لکھتے وقت ایسا مراقبہ ہوا کہ امریکہ میں رہتے ہوئے وقت حجاز مقدس میں ہی گزرا اور وہ بھی حضور ﷺ کے زمانے میں، میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب کے لکھنے میں پہلا دخل تو میرے حضرت صاحب کی دعاؤں اور توجہات کا ہے۔

اس کام کی توفیق ملنے میں کیا اس معانقہ کا بھی کوئی دخل ہے؟ 1962 میں بنگلہ والی مسجد (مرکز تبلیغ) بستی نظام الدین دہلی میں حاضری ہوئی تو میرے ایک عزیز دوست اور کالج کے ساتھی جمال الدین صاحب نے کچھ ایسے الفاظ میں میرا تعارف حضرت مولانا یوسفؒ سے کروایا کہ بے اختیار انہوں نے مجھے سینے سے لگا لیا اور بہت دعائیں دیں۔ حضرت مولانا یوسفؒ کا تصرف اور کرامت اس وقت دیکھنے میں آئی جب اسی شام نماز مغرب کے بعد میں مسجد میں بیٹھا تھا اور مولانا یوسف کا بیان جاری تھا کہ ایک شخص نے مجھے بلایا اور باہر لے جا کر پاسپورٹ طلب کیا۔ اس میں دہلی کا ویزہ نہیں تھا۔ ہندوستان میں ایمرجنسی لگی ہوئی تھی کہ چین آسام فتح کر چکا تھا۔ اتنے میں ہنس مکھ منشی بشیر صاحب جو مسجد کے منتظم تھے وہ اور پاکستانی سفارت خانے کے ایک اعلیٰ آفیسر جو وہاں موجود تھے۔ آ گئے سی آئی ڈی کے ہندو انسپکٹر نے کہا کہ ان بزرگ

کتاب کا نام	:	نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ۔ایمان افروز واقعات
مصنف	:	پروفیسر ڈاکٹر اقبال علی
ناشر	:	فرحت اقبال 64/2 گلی نمبر 25۔خیابان بادبان۔ڈی ایچ اے ، فیز 5، کراچی
کمپوزنگ	:	لیزر انٹر پرائزز۔اردو بازار کراچی 0300-9241261
سال اشاعت	:	مارچ 2014
تعداد	:	600
قیمت	:	500 روپے

قارئین سے گزارش

عزیزی محترم مولوی ضیاء الدین صاحب فاضل دارالعلوم کورنگی نے اس کتاب کی پروف ریڈنگ کی ہے۔ جن کے ہم بے حد مشکور ہیں۔لیکن پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو معذرت قبول فرمائیں اور نشان دہی کر کے ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست کی جا سکے۔ جزاکمُ اللہ خیراً

ملنے کے پتہ :

فرحت اقبال

64/2 گلی نمبر 25۔خیابان بادبان۔ڈی ایچ اے ، فیز 5، کراچی

ای میل : iqbalali77@gmail.com

فون : 021-35849253

(مولانا یوسفؒ) کی خاطر تم کو میں صرف ۳۰ منٹ دیتا ہوں کہیں نکل جاؤ ورنہ ہم سیدھے آپ کو جیل لے جائینگے۔جہاں سے ضمانت بھی نہیں ملے گی چنانچہ میں سیدھا وہاں سے ہوائی اڈہ پہنچا جہاں پی آئی اے کی فلائٹ کراچی جانے کے لئے تیار تھی۔یہاں کراچی جانے والے چانس کے مسافروں کا ایک ہجوم تھا۔میں بہت دیر سے پہنچا تھا۔لیکن میری حیرت کی انتہا نہ رہی جب مجھے بلا کر بورڈنگ پاس دیا گیا۔لوگوں نے شور مچایا لیکن اللہ کی مدد اور دستگیری کے قربان، لطف کی بات یہ کہ میرے پاس ٹکٹ بھی PIA کا نہیں تھا بلکہ PANAM کا تھا۔آگے امیگریشن پر سردار جی نے روک لیا کہ آپ دہلی سے نہیں بلکہ کلکتہ سے ہی باہر جاسکتے ہیں کہ ویزہ پر یہ لکھا ہوا ہے۔لیکن اللہ کی مدد آئی ایک PIA کا افسر آیا اور سردار جی کی خوشامد کی کہ جہاز ان کی وجہ سے لیٹ ہو رہا ہے آپ مہربانی فرما کر اجازت دے دیں چنانچہ اجازت مل گئی۔اور بخیر و عافیت کراچی پہنچا۔

پھر آخری مرتبہ 1964 میں مولانا یوسفؒ پاکستان کے دورے پر تشریف لائے تو ان کے مواعظ میں لاہور، راولپنڈی، قصور وغیرہ میں شرکت کا موقع ملا، ان پر دل کا حملہ بلال پارک لاہور کی مسجد میں بیان کے دوران ہوا تو میں موجود تھا اسی رات اللہ کو پیارے ہوئے۔کیا عجب ہے کہ وہ معانقہ جو نصف صدی پہلے ہوا تھا آج رنگ لایا ہو۔اللہ بہتر جانتا ہے۔

اللہ پاک اپنے حبیب اور انکے عاشقان کرامؓ کے صدقے میں یہ سعی قبول فرمائیں اور میرے لئے توشہ آخرت بنائیں۔اور شافع محشرؐ نظر لطف و کرم کی اس دن بھیک عطا فرمائیں جس دن کوئی کسی کا نہ ہوگا۔

ٹورنٹو (کینیڈا)
۳۱ دسمبر ۲۰۱۰

پروفیسر ڈاکٹر اقبال علی
64/2,Street 25, Khayaban-e-Badban, DHA 5, Karachi, Pakistan.
E-mail : iqbalali77@gmail.com

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ کرام رضؓ

ایمان افروز واقعات

ماخوذ - حیاۃُ الصّحابہ

مصنّف - مولانا محمد یوسف کاندھلوی

تالیف

پروفیسر ڈاکٹر اقبال علی

فرحت اقبال پبلیکیشن
64/2 گلی نمبر 25 خیابان۔ بادبان فیز 5 ڈی ایچ اے کراچی۔

Email: iqbalali77@gmail.com

مارچ ۲۰۱۴

انتساب

مرّ بیؒ مرشدی محبّی و مولائی میرے حضرت صاحب پروفیسر ڈاکٹر غلام مصطفیٰ خانؒ کے نام جنکی تربیت، توجہ اور نظر کرم نے تقریر و تحریر کے سلیقہ کے ساتھ بہت کچھ عطا کیا۔